

کَلَامُ اِنِهَاتِ کَرَمٌ فَمِنْ شَاءَ ذَكَرَهُ

سند احمد والمنتہ کتہ ذکر جامعہ اولیاء اللہ و صوفیہ کرام ازیدہ اسلام توفیق

المحاذیہ

نعمت عظمیٰ

حصہ دوم
جسم

جناب مولانا سید عبد الغنی حقاوقی شہنشاہ کونسلہ جہان
سرکار عالی نظام و مترجم کتاب یوز اسف و بلوہر و کلہ از حاشیہ و
مصنف متقیہ حقوق نسوان نے عالم ربانی عرش الصمدانی امام
عبد الوہاب شعرائی کی مشہور و معتبر دستہ کتاب طبقات اکبری
سے جو عربی زبان میں ہے صاف و سلیس و با محاورہ اردو میں
ترجمہ کیا

الاضافہ و رد الخا کے ایسے قیمتی اگرچہ طبع
محمد اکرم بن سیرین ان تمام طبع کی میں طبع

كَلَامُ الْإِسْلَامِ كَلِمَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لِكُلِّ صِفَةٍ لَمْ يَرْجَعْ بِهَا سَلَامٌ تَوْفِيقًا

السماء به

نعمت عظمیٰ

حصہ دوم
جسکو

جناب مولانا سید عبد الغنی حسنا دارانی اسٹنٹ لکچرر جنرل
سرکار عالی نظام و ترجمہ کتاب بوز اسٹ و بلوہر و کلمہ اردو تائید و
مستند تنقیح حقوق نسوان نے عالم ربانی محبت الصمدانی امام
عبد الوہاب شہزادی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ
سے جو عربی زبان میں ہے صحت و سلیس و با محاورہ اردو میں
ترجمہ کیا

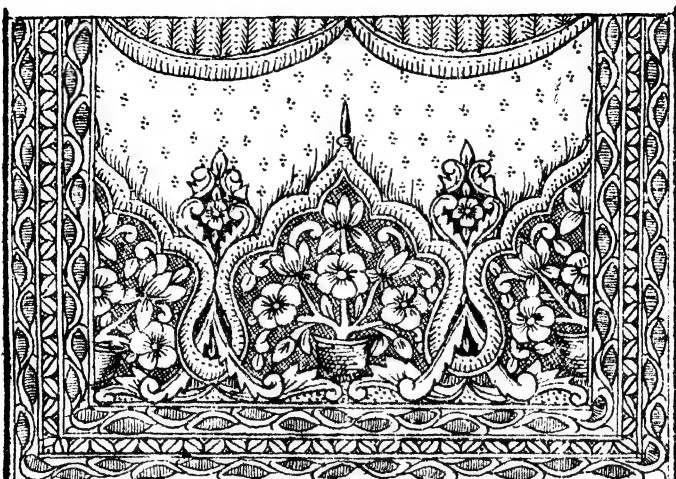
الرضا و النور کے لیے مطبع مسیحی میں طبع ہوا
محمد رفیع بن بشیر بن ابیہام مطبع مسیحی میں طبع ہوا

فہرست اسماء مندرجہ جلد دوم نعمت عظمیٰ تہریب حروف تہجی۔

نام	صفحہ	نام	صفحہ
الف		ابوالحسن محمد بن سعید و راق	۲۲۴
ابراہیم دسونی		ابوالحسن بن حبان جمال	۳۵۰
ابراہیم جعبری		ابوالحسن بن ہندار بن حسین شیرازی۔	۲۹۹
ابن العربی		ابوالحسن علی بن ہند قرشی فارسی	۵۴
ابوالفتح ابراہیم بن احمد مولد		ابوالنجر قطع	۳
ابواسحق ابراہیم بن داؤد قصار		ابوالسعود ابی العشار	۴۶
ابواسحق ابراہیم بن شیبان قمیسی		ابوالعباس احمد بدوی رح	۱۹۶
ابولحاج اقصری۔		ابوالعباس احمد بن محمد دینوری۔	۹
ابوجعفر احمد بن حمدان۔		ابوالعباس احمد لثیم	۷
ابوجنہ خراسانی		ابوالعباس بن قاسم بن ممدی	۵۹
ابوسعید احمد بن محمد زیاد		ابوالفتح واسطی۔	۱۶۲
ابوسید قلوری۔		ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمود نصر آبادی	۱۳۸
ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی		ابوالقاسم بن احمد بن محمد مصری	۷۰
ابوالحسن بن احمد بن ہبل بونجی		ابوبکر بن احمد بن محمد بن سدان	۲۰۹
ابوالحسن بن صالح سکندری		ابوبکر بن داؤد دینوری رقی	۶
ابوالحسن خیر سناج		ابوبکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی	۸۰
ابوالحسن علی بن ابراہیم جعبری		ابوبکر بن ہوار بطایچی	۸۴
ابوالحسن علی بن بسند آر بن حسین		ابوبکر حسین بن علی بن یزدان یار	۴۷
صوفی۔		ابوبکر طستانی	۲
ابوالحسن علی بن ہیل صایغ دینوری			

۱۷۷	ابو محمد عبداللہ بن قریش	۴۲	ابو بکر عبداللہ بن طاہر اہری
۱۷۰	ابو محمد قاسم بن عبداللہ بصری	۸۵	ابو بکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری
۱۶۵	ابو محمد ماجد کردی	۸۶	ابو عبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری
۱۸۵	ابو مدین مغربی	۸۱	ابو عبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری -
۴۳	ابو مظفر قرطبی	۷	ابو عبداللہ حسین قلی
۱۲۷	ابو نعیمی مغربی	۲۰۲	ابو عبداللہ قزقی
۳۵	ابو یعقوب اسلمی بن محمد	۸۶	ابو عبداللہ محمد بن احمد بن حمدون قراد
۱۳۳	ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی	۵۵	ابو عبداللہ محمد بن احمد بن سالم بصری
۱۴۰	احمد بن ابی الحسین فاعی	۸۹	ابو عبداللہ محمد بن عبدالحق دینوری
۱۱۶	اغرا بن ستودع بطائنی	۷۱	ابو عبداللہ محمد بن خفیف
	ب	۸۲	ابو عبداللہ محمد بن محمد بن حسن رونندی
۱۶۰	بقار بن بطو	۲۳	ابو عبداللہ محمد بن منازل
	ت	۷۶	ابو عثمان سعید بن سلام مغربی
۱۳۰	تاج العارفین ابوالوفا	۴۰	ابو علی حسین بن احمد کاتب
	ج	۱۸	ابو علی رودباری
۱۶۷	جاگیر رضی اللہ عنہ	۲۲	ابو علی محمد بن عبدالوہاب ثقفی
۶۲	جعفر بن محمد بن نصیر خواص	۶۸	ابو عمر اسماعیل بن نجید
	ح	۱۷۲	ابو عمر عثمان بن مرزوق قرشی
۱۲۶	حماد بن مسلم دباس	۶۰	ابو عمر و محمد بن ابراہیم زجاجی
۱۸۰	حیات بن قیس	۱۱۴	ابو محمد بن سبکی
	د	۱۹۱	ابو محمد عبدالرحیم مغربی قنادی
۳۱	داؤد کبیر اعظم	۶۷	ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد بن ازلی
	سراو جملہ	۸۷	ابو محمد عبداللہ بن محمد رازی

۳۴۶	علی لمی ق	۱۸۱	رسلان دشتی
۲۰۱	قطب الدین قسطلانی	۱۷۶	س مهله
۳۰۱	کمال الدین ابن عبد الظاهر	۱۰	سموید سنجاری
۲۰۴	محمد بن ابی حمزه	۳۴۹	ش
۳۴۳	محمد بن عبد الجبار نفری	۱۵۸	شبلی رح
۵۶	محمد بن علیان نسوی	۱۰۷	ع
۳۵۰	محمد عبد ری -	۹۰	عبدالحق بن سبعین مرسی -
۳۴۹	محمد قوتلوی صوفی	۳۴۸	عبد الرحمن طفسونجی -
۱۹۳	مطر باذرا لی	۳۴۸	عبد انقار قومی
۴	ممشاد وینیوری	۱۲۹	عبد اتحاد جلالی غوث الاعظم
۱۱۷	منصور بطاحی	۱۲۵	عبد الله بن ابی حمزه اندلسی
۲۴	منصور حلاج	۳۷	عبد الله بن محمد عیسی حر جانی
۱۳۶	موسی بن مایین زولی	۳۳۳	عدی بن مسافر اموی
	—:—	۱۵۵	عقیل تنجی
			علی بن محمد مرین
			علی بن وهب سنجاری
			علی بن الهیتی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱۹۷) ابوالحسن محمد بن سعید و راق رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے بزرگوں اور ابو عثمان رحمۃ اللہ کے قدیم مریدوں میں سے تھے اور انہی کی روش
 و طرز پر انکے کلام بھی ہیں۔ علوم ظاہریہ کے عالم تھے اور معاملاتِ دینیہ اور عیوبِ فاعل
 پر کلام کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔ تین سو پچیس ہجری کے پیشتر ہی سعادتِ اخروی
 کے شوق میں دار دنیا سے کوچ کر گئے۔ انکے کلمات میں سے ہے کہ عفو میں
 شہرِ یافانہ برتاویہ ہے کہ مہماف کر دینے کے بعد تم اپنے بھائی کے گنہ کو مطلق یا و
 نہ کرو تجھ سے تنگہ لی کہی جدا نہیں ہوتی۔ تجو دل کہ مرنے والے ہیں او کی زندگی
 اوس زندہ جاوید کی یا د میں ہے جو کہی نہ مرے گا۔ اور سب سے زیادہ خوشگوار زندگی
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ جینا ہے نہ غیر کے ساتھ۔ یہ کہتے تھے کہ ابتداء میں جب ہم ابو عثمان

حیرتی کی مسجد میں رہتے تھے ہکو حکم تھا کہ جو کچھ فتوحات آئین اون میں ہم ایثار کریں اور
 کچھ باقی رکھ کر بات کو نہ سوئیں اور جو ہمارے ساتھ بڑائی سے پیش آئے اوس سے
 اپنے نفس کیلئے بدلہ نہ لیں بلکہ اوس سے عاجزی کریں اور جب ہمارے دل میں کسی
 کی حقارت کا خیال آئے تو ہم اُسکی خدمت بجالائیں اور اُسکے ساتھ احسان کریں
 یہاں تک کہ وہ خیال مٹ جائے۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے نفس اور اپنے غیر
 سے اور خلق کی رویت سے فنانہوا اُسکا باطن خیرات و احسانات کے مشاہدہ سے زندہ
 ہوا۔ سب سے زیادہ فائدہ مند اللہ تعالیٰ کے امر و نہی۔ وعدہ و وعید اور ثواب و عذاب کا علم
 ہے اور سب سے اعلیٰ اللہ تعالیٰ اور اُسکے اسماء و صفات کا علم ہے۔ قطعیت کے خوف نے
 عاشقوں کی جانبین گملا دیں اور عارفوں کے جگر گلاب کر ڈالے۔ مخلوق کے ساتھ اُنس
 و حشت ہے اور اوس سے طہنیت حماقت اور اوس سے تسکین حاصل کرنی ہے سہی
 اور اس پر پروسا کرنا بودا پن اور اس پر اعنوا کرنا گھانا ہے۔



(۱۹۸) ابو الحسن علی بن ہسل صانع دنیوی رضی اللہ عنہ



بت بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے مدرسہ میں رہنا اختیار کیا تاواتین سو تیس سالہ ہجری میں
 وہیں سے آخرت کا سفر کیا۔ بڑی ہیبت والے تھے جو کوئی انکو دیکھتا تھا وہ ان سے
 ڈرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں مخلصین میں سے تھے۔ انکا قول ہے کہ مرید کو چاہئے
 کہ دو مرتبہ دنیا کو چھوڑے پہلی مرتبہ تو اوسکی دلچسپیوں اُسکی نعمتوں اُسکے طرح طرح کے

ماکو لون اور سٹ رولون اور اُسکی سب چیزوں سے دست بردار ہو جائے اور جب اُسکا تبارک مشہور ہو جائے اور اُسکے ترک کی وجہ سے اُسکی تنظیم و تکوین ہونے لگے تو اسوقت اُسکو اپنے حال پر اس طور سے پروہ ڈالنا چاہئے کہ دنیا داروں کی طرف جھکے تاکہ اُسکا ترک دنیا دنیا کی طرف جھکنے اور دنیا کو تلاش کرنے سے پردہ نہ جائے یا اُسکا فتنہ اسکے فتنہ سے زیادہ نہ ہو جائے۔ اور جب ان مرغیب کی چیز پر انگلیوں کے سامنے کی چیز سے دلیل لانے کو کہا جاتا تو کہتے تھے کہ جو انگلیوں کے سامنے موجود اور دیکھا جاتا اور اپنا مثل رکھتا ہے اُس سے اُسکے صفات پر کیونکر دلیل لائی جاسکتی ہے جو نہ سامنے موجود ہے نہ دیکھا جاسکتا ہے اور جب کا نہ مثل ہے نہ شبیہ۔ انکا قول ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے میدان میں آیا اور چاروں طرف سے بلائیں آئیں اور مصیبتیں ٹوٹ پڑیں۔ ہمایون پروا جب کہ جب کبھی ایسا ہون تو ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی نصیحتیں کرے اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْ اَصْحَابُ الْاِحْقِ وَلَوْ اَصْحَابُ الْعَصْرِ اور تم جو اپنے نفس کو دوست رکھتے ہو بس یہی اُسکو ہلاک کرنا ہے

(۱۹۹) ابواسحق ابراہیم بن داؤد قصار رقی رضی اللہ عنہ



یہ ملک شام کے بہت بڑے بزرگوں میں سے اور حنیفہ اور ابن الجبار کے ہمیشہ نون میں سے تھے مگر انہوں نے بہت بڑی عمر پائی تھی اور ملک شام کے اکثر بزرگوں کی صحبت

عہ تیسویں پارہ کا اٹھ سو ان رکوع۔ اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی ہدایت کرتے رہے اور ایک دوسرے

کو صبر کرنے کی ہدایت کرتے رہے (وہ البتہ گماتے مین نہیں ہیں) ۱۲

اُٹھائی۔ کبھی انہوں نے فقر کو ہاتھ سے نہ دیا برا بر مجھ کو اور اہل فقر کے دوست ہے
 تین سو چیس سال تک جبری میں جا رہا ہستی سے اُتار دیا بیٹھے۔ اُنکا قول ہے کہ دنیا کی دو ہی چیزیں
 نیکو بس کرتی ہیں فقیر کی صحبت اور ول کی محبت۔ اور ظاہری آنکھیں قوی ہیں اور
 دل کی آنکھیں کمزور ہیں۔

(۲۰۰) مشادہ دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت بڑے بزرگانِ قوم میں سے تھے۔ ابن الجار اور اُن سے اوپر کے بزرگوں
 کی صحبتوں میں رہتے تھے۔ علومِ قوم میں آسمان کے تارے توڑنے والے بہت
 بڑے حال والے اور صاحبِ فوت تھے۔ دوسرے سن ۲۹۰ھ ہجری میں اعلیٰ عین کو سدھار
 آئے انہوں نے سے ہے کہ طریقِ حق دور دراز اور ہزار سالہ فاصلے کے ساتھ بھی نہ سخت
 دشوار۔ اگر اگلوں اور پھلوں سب کی حکمتیں تم میں جمع ہوں اور تم دلیوں اور مقربوں کے
 احوال کا ادعا کرو تو جب تک کہ تمہارا باطن اللہ تعالیٰ سے تسکین نہ پائے اور جو کچھ اپنے
 منہ وعدہ کیا اور تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے اُسکی نسبت اُسکی ضمانت پر اعتبار نہ کرو
 اُسوقت تک ہرگز عارفوں کے درجہ تک تم نہیں پہنچ سکتے جبکہ مقصود اللہ تعالیٰ
 ہو گا اور سپرہ قدر کا ہاتھ پہنچے گا اور نہ خطروں کا قبضہ ہو گا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں جب
 کبھی کسی فقیر کے پاس گیا تو تمام نسبتوں علموں میں اور ہفتوں سو خالی ہو کر گیا اور اُن برکتوں
 عہ نصرت کی تمام کتابوں میں لفظ ”تو“ سے عموماً جب تک کہ کوئی قرینہ اس کے خلاف نہ ملے وہ صوفیہ

کا منتظر رہا جو اُسکے دیکھنے سے اور اُسکی باتوں سے مجھ پر نازل ہوں اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ جو شخص کسی بزرگ کے پاس کچھ لئے ہوئے گیا وہ اپنی پونجی کے سبب اُسکے دیکھنے اُسکی ہنسنی اُسکے ادب اور اُسکے کلام کی برکتوں سے الگ رہا۔ آنکایان ہے کہ مجھے اپنی سیاحت کے زمانہ میں ایک بوڑھا آدمی ملا اور چونکہ اُس میں نیکی کی علامتیں نظر آئیں مینے اُس سے کہا کہ مجھے کوئی بات کام کی بناؤ اُس نے کہا کہ اپنی ہمت کی نگہداشت کرو کیونکہ ہمت ہی سب باتوں کا پیش رو ہے۔ جسکی ہمت درست ہوئی اور جو اُس میں سچا نکلا اُسکے باقی سب اعمال و احوال درست ہو گئے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ سب سے اچھا اور سب سے شخص کا حال ہے جس نے خلقِ اسد کی رویت کو اپنے نفس سے نکال دیا ہے اور غلو توں میں اسد تعالیٰ کے ساتھ اپنے بطن کی نگہداشت کی ہے اور سب کاموں میں اُسی پر ہر سہ کیا ہے۔ انکا قول ہے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحیں کشف و شہادہ کی حالت میں ہیں اور ادیا رکی روحیں قُرب و اطلاع کی حالت میں۔ یہ کہتے ہیں کہ بیس برس سے میں اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھڑکھڑاتا ہوں اور بیس برس سے کسی چیز کے لئے ”کُجی فیکون“ (ہو جا۔ پس وہ ہو جاتی ہے) کہنا اسد عروجِ جبل کے ادب سے ترک کئے بیٹھا ہوں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اُسکے معنی یہ ہیں کہ پہلے یہ اپنے قلب کی طرف اور پھر اپنے قلب سے اسد تعالیٰ کی طرف رجوع ہوا کرتے تھے۔ اور کسی چیز کے لئے کہ ”فیکون“ کہنا ترک کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ مستجاب الدعوات تھے جب دعا کرتے تھے تو قبول ہوتی تھی اُسکے بعد ترقی کر کے اسد تعالیٰ کی طرف گئے پس اپنی مراد چھوڑ کر اللہ کی مراد کے ساتھ ہو گئے اور دعا کرنا ترک کر دیا۔ آنکایان ہے کہ ہمارے پاس ایک شخص تھا جو اپنی خوراک کے کٹا تے کٹا تے ایک گٹھی پر لے آیا تھا اور اُسکے بعد اُسکی غذا صرف

(۲۰۱) ابوالحسن خیر نساج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اصل میں ستر بن راحمی کے تھے مگر بعد اذین رہتے تھے۔ انہوں نے ابو جعفر بغدادی کی
کل صحبت پائی اور سنی سقلمی جسے ملاقات کی تھی۔ اور یونہی کے ہنشینوں میں سے
تھے۔ اور جیسا کہ کہا گیا ہے ایک سو بیس برس کی عمر طویل پائی۔ اور خواص و شبلی جودا
اللہ نے انکی مجلس میں تو یہ کی تھی اور یہ ایک گروہ کے پیر تھے۔ انکے اقوال یہ ہیں
صبر مردن کے اخلاق میں سے ہے اور رضا کرام کے اخلاق میں سے ہے۔ وہ عمل
جسمین بندہ انکا کو پوچھ سکتا ہے اپنی تقصیر و بے بسی و کمزوری کا دیکھنا ہے۔ اور ایک
دن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے سامنے ایک قصہ بیان کیا اسپر
اُس جماعت کے ایک شخص نے زور سے نعرہ مارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُسکو ڈانٹ
دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُنکو دیکھی کہ اے موسیٰ ان لوگوں نے ہماری خوشبو
نظاہر کی اور ہمارے عشق میں فریاد کی پھر تیرے بندوں کو جھڑکتے کیوں ہو ۵

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

موسیقی آداب و انان دیگرند سوخته جان و رد انان دیگرند

(۲۰۲) ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

کہتے ہیں کہ یہ اصل میں نیشاپور محلہ ملقا باد کے رہنے والے تھے بزرگان بغداد کی صحبتوں میں رہے اور جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہشتینوں میں سے تھے۔ اور ابو تراب نجاشی و ابوسید خزاز کے ساتھ انہوں نے سفر کئے تھے۔ یہ بہت بڑے فتویٰ دینے والے ویندار پیر کا بھی تین سو نو سولہ ہجری میں راہی ملک بقا ہوئے۔ امام احمد خلیل کا معمول تھا کہ جب ان کے سامنے تصوف کا کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو ان سے کہتے کہ صوفی صاحب آپ امین کیا کہتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں ایک خط دار مکمل میں برابر احرام باندھ رہا ہوں۔ ہر سال ایک ہزار سو سفر کرتا تھا اور برسوں تک جب میں احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندھ لیتا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ فقیر کیلئے ننگے بدن رہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ باطن میں ہستی سے تجرد ہے۔ اور یہ جو انکا قول ہے کہ ”جب میں احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندھ لیتا“ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کبھی میں خواہش کی طرف مائل ہوتا تو یہ کی تجدید کر لیتا تھا واللہ اعلم

(۲۰۳) ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بن ابوبکر جنگی رضی اللہ عنہ

بصرہ کے بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ تیس برس تک اپنے گھر کے بیویوں میں

رہے اوس سے باہر نہ نکلے۔ انکا مجاہدہ برابر گاتار جاری رہتا تھا اور اُس وقت تک
 اُسین فرق نہ آیا جب بھرہ والون نے انکو دمان سے نکال دیا۔ یہ بھرہ سنے ٹکڑے
 آئے اور مین انہون نے رحلت کی انکی قبر دمان مشہور اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے
 اس قوم کے علم و اصول کے عالم اور پھیز گار زبان آرتے۔ انکا قول ہے کہ سلع تیرج
 کے ساتھ جفا ہے اور سلع اشارہ کے ساتھ تکلیف ہے اور نہایت لطیف سماع وہ ہے
 جو گوش دل سے سننے والون کے سوا اور دن پر بیماری ہو۔ تنکو کوئی چیز کسی چیز
 سے الگ نہیں کر سکتی مگر اُس وقت جب جدا کرنے والی چیز ہمارے نزدیک زیادہ تر
 کامل و اعلیٰ اور پوری ہو کیونکہ اگر کسی جی جیسی یا اوس سے اتری ہوئی ہوگی تو تنکو
 الگ نہ کر لگی پس جو چیز قلب پر غالب رہتی ہے اُسکی حکم چلتا ہے اور بس۔
 تمام مخلوقات غیب کے بارہ مین جیسے چڑے دعوے کرنے کے باعث امتحان مین
 مبتلا ہوئی پس جب شہود کی ہیبت کا ان پر سایہ پڑا تو کوئی ہو گئی انگریز اور لاشے
 ہو گئی اور اگر اپنے دعوں مین تپی ہوتی تو شاہدہ کے وقت باہر آتی جیسا کہ تمام لوگوں
 مین سے مرث ہمارے بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت کیلئے باہر نکل آئے
 اور کہنے لگے کہ شفاعت کیلئے مین ہوں شفاعت کیلئے مین ہوں اور موت کی ہیبت
 سے نہ ڈرے کیونکہ انپر سچائی کے قدم کا اثر تھا۔ اور وہی شخص اجنبی غریب لوطن
 ہے جو وطن مین ہو اور اُسکے تجنس کم ہوں۔



عہ علاقہ اچوا زمین چوٹا شہر ہے جس کو سوس بن سام بن نوح نے بسایا تھا۔ مین دانیال علیہ السلام
 کی قبر ہے ۱۲ متر جم

(۲۰۴) ابو جعفر احمد بن حمدان بن علی بن سنان رحمہ اللہ

یہ بہت بڑے بزرگانِ نیشاپور میں سے تھے۔ انہوں نے ابوشمان کی صحبت پائی اور ابوحنیفہ سے ملاقات کی تھی۔ یہ پربہیز گاروں اور خائفوں میں سے تھے۔ آخر عمر میں بیس برس تک مکہ معظمہ سے جدا نہ ہوئے یہ مکہ ہی میں تھے کہ تین سوسات یا آٹھ ہجری میں ابوشبر کی وفات واقع ہوئی جو اپنے وقت میں فخرِ حرم میں دیکھتا تھا اور خود یہ تین سو گیارہ سالہ ہجری میں راہی ملک بنا ہوئے۔ انکے اقوال یہ ہیں :- فرمانبرداروں کا اپنی طاعت کی وجہ سے نافرمانوں پر بڑائی جتانانا انکے گناہوں سے بدتر اور انکے لئے گناہوں سے زیادہ تر مضر ہے۔ جیسا کہ بندہ کی غفلت کسی ایسے گناہ کی توبہ سے جس کا اوسنے ارتکاب کیا ہو اس کے ارتکاب سے بدتر ہے۔ تم گنہگار آدمی سے ایک گناہ کے باعث جس کا ملک و گمان ہے دشمنی رکھتے ہو اور اپنے آپ سے بدتر گناہوں پر بھی جینا کو یقین ہے دشمنی نہیں رکھتے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نے گہر کیا وہ ہر ایسے شخص کی تعظیم کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کی نسبت رکھتا ہے اور جو شخص جسے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے اس کی سچائی کی علامت یہ ہے کہ دنیا کے مصائب یا اور کوئی چیز اس کو اللہ کے ساتھ مشغول رہنے سے نہ روکے۔

(۲۰۵) ابو بکر بن محمد در شبلی رضی اللہ عنہ

اور انکی قبر پر "جعفر بن یونس" لکھا ہوا ہے۔ یہ اصل میں خراسان کے تھے مگر بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں انہوں نے نشوونما پایا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا انہوں نے خیر نجاج کی مجلس میں توبہ کی۔ اور اہل القاسم جنیدؒ اور اُنکے ہمعصر بزرگوں کی صحبتوں میں رہے۔ اور علم و حال و ظرف میں اپنے وقت کے یکتا ہوئے۔ انہوں نے امام مالک کے مذہب میں تفقہ حاصل کیا اور بہت حدیثیں لکھیں۔ بتاسی سال دنیا میں رہے اور تین سو پچیس مسند حمیری میں ہمیشہ کے لئے اسکو خیر باد کہی۔ اور بغداد میں مقبرہ خیزران کے اندر دفن ہوئے۔ انکی قبر وہاں مشہور ہے اور لوگ اُسکی زیارت کو جایا کرتے ہیں۔ ابتداً میں انکی ریاضتیں اتنا درجہ کی تھیں۔ انکا بیان ہے کہ بیداری کی عادت ڈالنے کو اور اسلئے کہ مجھے نیند نہ آجائے فلاں فلاں رات کو بیٹھنے اپنی آنکھوں میں نمک ڈالنا اور جب معاملہ اور آگے بڑھتا تو بیٹھنے سلائی گرم کر کے اپنی آنکھوں میں پھیری۔ قوم صوفیہ کے علم کے بارہ میں کہا کرتے تھے کہ اُس علم کا کیا پوچھنا ہے جسکے مقابلہ میں علما کا علم اک تھمت ہے۔ ان سے کسی نے کہا کہ ایک دن ابو ترابؒ بخشی کو جنگل میں بہوک لگی تو انہوں نے سارے جنگل کو گھانا ہی کمانا دیکھا۔ اسپر انہوں نے کہا کہ یہ ایک بندہ تھا جسکے ساتھ زنی برتنی لگی ورنہ اگر تحقیق کے مقام تک پہنچے ہوتے تو ویسے ہوتے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اپنے رب کے سایہ میں رہتا ہوں وہ مجھے کمانا کھلاتا اور پانی

پلاتا ہے۔ اُن سے پوچھا گیا کہ اُدھی کب مرید ہوتا ہے تو انہوں نے کہا کہ جب اُس کے حالات سفر و حضر اور غیبت و حضور میں برابر رہیں۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کیسی چیز ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایک ہانڈی ہے جسکو چوش دیجا رہا ہے اور ایک پانچانہ ہے جو ہر جا رہا ہے۔ یہ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے کہ خلق نے تیری نعمتوں کے لئے تجھے محبت کی اور میں نے تیری بلاؤں کیلئے۔ انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے جو وسیلے واسطے ہیں انکی بہتوں کی بلندی کے سبب رتبے بلند کئے ہیں پس ابنیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو کشف ہوا تھا اگر اُسکا ایک ذرہ او بیا پر جاری کیا جاوے تو وہ بیکار اور دور از کار ہو جائیں۔ ایک مرتبہ انکو عصر کی نماز میں استسرا در پر ہو گئی کہ آفتاب ڈوبنے کو آیا۔ اُسوقت انہوں نے نماز پڑھی۔ اور مذاق کے طور پر ہنسنے اور کہنے لگے کہ کیا خوب کسی نے کہا ہے شعر

عشق میں آج ایسا بھولا ہوں مہناز
روز شب میں کچھ نہیں ہے امتیاز

یہ کہا کرتے تھے کہ جس صدیق کو معجزہ نمودہ جو مٹا ہے۔ اسی وجہ سے جب یہ بھارت میں داخل ہوئے تو وزیر نے انکے پاس آکر کہا کہ تمنا را وہ قول کیا ہوا کہ ”جس صدیق کو معجزہ نمودہ جو مٹا ہے“ اب تمنا را معجزہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ میرا معجزہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اُسکے اوامر و نواہی میں موافقت کرتا ہوں۔ ان کا قول ہے کہ نہ مرید کو وقفہ عارف کو علاوہ عاشق کو گلہ نہ صادق کو دعویٰ نہ خائف کو قرار نہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ سے فرار۔ چنانچہ یہ اپنے زمانہ کے لوگوں کو کہا کرتے تھے کہ تم قبر میں ہو۔ اور

اسکی وجہ جو پوچھی گئی تو کہا کہ تم میں سے ہر شخص اپنی پوشاکوں میں گڑا ہوا ہے۔ اس پر اُس شخص نے کہا کہ تب تو ہمارا شمار مردوں میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہمارے پڑے سوتے ہیں اور جاہل مردہ ہیں۔ ان سے کسی نے کہا کہ اپنے اپنی کل پوشاکیں پہنا کر مہینگیہ میں حلاکت عید چلی آتی ہے اور لوگ آرایش و زیبائش میں مصروف ہیں اور آپ اس حال میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فقیر کا بناؤ سنگمارا مسکا فقر اور اُس فقر پر صبر ہے۔ انکا قول ہے کہ آفتاب ڈوبتے وقت اسی لئے زرد ہو جاتا ہے کہ کمال کی جگہ سے الگ ہوتا ہے اسلئے خوف مقام سے پھلا پڑ جاتا ہے اور یہی حال مومن کا ہے کہ جب اُسکے دینا سے باہر نکلنے کا وقت قرب آتا ہے تو اُسکا رنگ زرد پڑ جاتا ہے کیونکہ وہ مقام سے ڈرتا ہے اور جب آفتاب نکلتا ہے تو روشن رہتا اور چمکتا ہے اسی طرح مومن بھی جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اُسکا چہرہ روشن اور چمکتا رہے گا۔ ایک مرتبہ ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ تم کون ہو اوہوں نے کہا کہ وہ نقطہ جو حرفت بار کے نیچے ہوتا ہے۔ اس پر اُس شخص نے کہا کہ تم میرے معشوق ہو جب تک کہ تم اپنا کوئی مقام نہ ٹھیراؤ۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میری ذلت نے یہودیوں کی ذلت کو مات کر دیا۔ بعض عارفین نے اسکے یہ سنی بیان کئے ہیں کہ ذلیل کی ذلت اُسی مقدار سے بڑھ کر تی ہے جس مقدار میں اُس شخص کی عظمت سے واقفیت ہوتی ہے جسکے اعتبار سے ذلت ہوتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے شبلی دم کو باعتبار یہودیوں کے بہت زیادہ ذلت تھی اسلئے ان کی ذلت بھی یہودیوں کی ذلت سے بڑھی ہوئی تھی۔ ایک شخص انکے پاس آکر کہنے لگا کہ حضرت میرے بال بچے بہت ہو گئے ہیں اور میری تدبیریں کچھ کام نہیں

کرتین۔ انہوں نے اُس سے کہا کہ اپنے گھر جا کر دیکھو جتنے لوگوں کا رزق تمہارے ذمہ ہو
اُن سب کو اپنے گھر سے نکال دو اور جتنے لوگوں کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو اُنکو
اپنے گھر میں رہنے دو۔ جب کوئی ادنیٰ چادر ٹوپی یا عامہ انکے دل میں کھب جاتا تھا
تو اُسکو پیسٹ سپسٹ آگ میں ڈال دیتے اور جلادیتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ
کے سوا جس چیز کی طرف نفس مائل ہو اُسکو تلف کر دینا واجب ہے۔ اسپران سے
کسی نے کہا کہ آپ اُسکو خیرات کیوں نہیں کر دیتے انہوں نے کہا کہ جب وہ چیر
بانی رہے گی تو ممکن ہے کہ اور دن کے پاس اُسکو دیکھ کر نفس غمش ہو اس لئے
اللہ تعالیٰ کی طرف بجملت متوجہ ہونے کیلئے جلا نا ہی مناسب ہے کہ اس سے وہ چیز
جلد ضائع ہو جاتی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب غصہ کرانے کا حکم ہوا تو انہوں
نے فوراً بسوئے سے کام نکال لیا اور اُن سے کسی نے پوچھا کہ آپ اُسترے کے
آنے تک نہیں کیوں نہ گئے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں دیر لگانا بہت سخت ہے۔
انکا قول تھا کہ میں آرام نہ لوں گا مگر اُسی وقت جب روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر
کر نیوالا نہ دیکھوں گا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ انکا مقصود یہ ہے کہ میں آرام نہ لوں گا مگر اُسی
جب حضرت شہود میں داخل ہو جاؤں گا کیونکہ وہاں ذکر ہی نہیں ہے اسلئے کہ ذکر جو
دلیل ہے حجاب کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور جب مدلول مشاہدہ میں آگیا تو دلیل گئی گزری
ہوئی بلکہ اُسکا خیال و خطرہ ہی دل میں نہ آنا چاہئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ صوفیوں کا
یہ نام کیوں رکھا گیا ہے انہوں نے کہا کہ اسوجہ سے کہ انہیں وہ بات کچھ باقی رہی
ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اس نام کو اُن سے کیا تعلق تھا۔ انکا قول ہے کہ شخص توحید
کے ایک ذرہ پہنچے ہو واوہ اُسکے بوجہ کیوجہ سے ایک بیرہی اُٹانے سے

عاجز ہے جسے اُسکو اُسی کے ذریعہ سے ڈھونڈنا اُسکی توحید درست ہے اور جسے اُسکو اپنے نفس کے ذریعہ سے ڈھونڈنا اُسکی توحید درست نہیں ہے۔ حضرت شبلیؒ کے خادم ابو بکر دینوری کہتے ہیں کہ میں نے اُنکو وفات سے پہلے کہتے ہوئے سنا کہ میری حکومت کے زمانہ کا ایک درہم ظلم کا میرے ذمہ تھا اور ہر چند میں نے اُسکے مالک کی طرف سے ہزار دن درہم خیرات کر دئے تاہم میرے دل پر بے بڑا بار اُسی کا ہے ایک مہرہ ان سے پوچھا گیا کہ معرفت کیا چیز ہے انہوں نے کہا کہ اُسکا اول اللہ ہے اور آخر وہ ہے جسکی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ عارف نہ اپنے غیر کو دیکھتا نہ اپنے غیر کا کلام زبان پر لاتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو اپنا نگہبان پاتا ہے۔ عاشق جب کلام نہ کرے گا تو ہلاک ہوگا اور عارف جب کلام کرے گا تو ہلاک ہوگا حضرت شبلیؒ کے سوا اور دن کا یہ قول تھا کہ عارف جب کلام کرے گا تو غیر کو ہلاک کرے گا اور جب چپ رہے گا تو اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اسلئے اپنی نجات مقدم ہے ایک مرتبہ یہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اور اُس نے یہ آیت پڑھی وَلَكِنْ شِئْنَا كَذِبًا كَبِيرًا بِالذِّیْ اَوْحَيْنَا اِلَیْكَ اَلَا اَللهُ اَعْبَادُہُمْ اَنْہوں نے بے ساختہ اس زور سے چیخ ماری کہ معلوم ہوتا تھا ابھی انکی روح پرواز کر جائیگی اور کہا کہ یہ اُسکا خطاب اپنے دوستوں سے ہے پھر ہمارے جیسے لوگوں کے ساتھ کیا خطاب ہوگا

آشنائے احوال این دو اسے بر میگانہ

عہ ہند ہون بارہ کا دھوان رکوع (سورہ بنی اسرائیل کی چھ سو تین آیت) اس آیت کے بقیہ الفاظ یہ ہیں فَمَنْ لَا يَجْتَلِئْ لَهُ عَلِيًّا وَكَيْلًا ۝ اور پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ اور اگر ہم جاہلین توجہ نہ بنے تمہاری طرفت وہی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اُسکو اُنمائیہا میں ہرگز اُسکے لئے ہمارے مقابلے میں کوئی حاجتی ہی نہ ملے ۱۲

لوگوں نے انکو بہت کم سونے پر ملا مت کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے حق کو اپنے آپ کے
 کھٹے ٹھکانے جو سو یا دہ غافل ہوا اور جو غافل ہوا وہ محبوب ہوا اور یہی باعث تھا جو میں نے اپنی آنکھوں
 میں ٹنک کا سرمہ ڈالا تھا تاکہ میں سوؤں نہیں۔ حصریؒ سے انکی ابتدا کے زمانہ میں
 انہوں نے کہا تھا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمہارے دل میں اسد کے سوا
 کوئی اور خیال آئے تو تم پر میرے پاس حاضر ہونا حرام ہے۔ انکا قول ہے کہ خانہ کعبہ
 میں خلیل علیہ السلام کے آثار میں اور دل میں اسدؒ و جل کے اور خانہ کعبہ کے بھی ستون بنا
 اور دل کے بھی۔ مگر اُسکے ستون چٹانوں کے ہیں اور دل کے ستون انوار معرفت کی کانون
 کے۔ یہ کہتے تھے کہ بنی عامر کے مجنون سے کسی نے پوچھا کہ کیا تم کو نبی سے محبت ہے
 اُس نے کہا کہ نہیں۔ پوچھنے والے نے کہا کہ یہ کیوں۔ اُس نے کہا کہ اسے کہ محبت تو
 وصال کا ذریعہ ہے اور اب ذریعہ ہوا ہو گیا اب تو نبیؐ میں ہوں اور میں نبیؐ ہوں۔ ابن
 بشرؒ لوگوں کو منع کیا کرتے تھے کہ شبلیؒ سے نہ ملو اور انکی باتیں نہ سناؤ۔ مگر ایک
 دن ابن بشرؒ شبلیؒ کا امتحان لینے کو آئے اور انہوں نے شبلیؒ سے پوچھا کہ بائج
 اونٹوں میں کس قدر زکوٰۃ ہے۔ اس پر شبلیؒ نے سکوت کیا تو ابن بشرؒ نے اس پر بہت زور
 دیا۔ آخر شبلیؒ نے کہا کہ شرع سے تو ایک بکری واجب ہے اور ہم جیسے لوگوں پر کل اونٹ
 اس پر ابن بشرؒ نے پوچھا کہ اس زکوٰۃ میں آپ کے کوئی مقتدا بھی ہیں۔ انہوں نے
 کہا کہ ہاں۔ بشرؒ نے پوچھا کون۔ انہوں نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہوں نے
 اپنا مال سارے کا سارا دیدیا تھا اور اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تھا کہ
 تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ اسد اور اُسکے
 رسول کو یہ سکرانیں بشرؒ واپس چلے گئے اور اسکے بعد سے کبھی کو شبلیؒ کے پاس نہ

سے منع نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول **قُلْ لِّلّٰہِ مِیْلَتُکُمْ لَیْغُضُوْا مِنْ اَبْصَارِہِم** کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ سر کی آنکھوں کو ان چیزوں سے نیچی کر دیجو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اور دل کی آنکھوں کو غیر خدا سے نیچی کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول **اِنَّہٗمَ کَانَ اللّٰہُ بِقَلْبِکُمْ مُّسْلِمِیْمٌ** کے بارہ میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا قلب ہے کیونکہ وہ عہد کی خیانت اور مقتدر پرچا ہے جس طرح کا ہونا راض ہونے سے بچا ہوا تھا۔ ان سے حدیث **اِذَا سَرَّایْمُ اَہْلُ الْاَبْلَاحِ فَاسْمَعُوْا بِکُمْ الْعَافِیَہ** (جب تم بلاد انوکھ دیکھو تو اپنے پردہ گار سے عافیت کی درخواست کرو) کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بلار والے وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہیں۔ ایک عید کو انہوں نے دو نئے کپڑے زیب تن کئے اور لوگوں کو دیکھا کہ کپڑوں کی وجہ سے ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے اس سبب انہوں نے اپنے دونوں کپڑے تنور میں ڈال دیے۔ اور اسکا باعث جو پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جاکہ جسکو یہ لوگ پوچھتے ہیں اُسکو جلا دوں۔ اسکے بعد انہوں نے نیلے اور سیاہ کپڑے پہنے۔ اور انکی عادت تھی کہ جب انکے پاس کوئی فقیر آتا تو اس سے کہتے کہ کوئی تمہارے پاس کوئی خیر یا کوئی نشانی بھی ہے بعد اُس مضمون کا شعر پڑھتے ۛ

نہ پوچھو حالِ یسلی کا کوئی بھی یہ نہیں کہتا
یقیناً ہے مجھے معلوم منزل اسکی سے اُس جا

ۛ اٹارہویں پارہ کا دواں رکوع (سورہ نور کی تیسویں آیت) مسلمانوں سے کہو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔
ۛ اونیسویں پارہ کا دواں رکوع (سورہ شمس کی نویں آیت) اگرچہ پاک دل لیکر خدا کے حضور میں حاضر

حافظ عليه الرحمة

کس ندانست که منزله معشوق کجا است

این قدر هست که بانگِ جرّی می آید

پروہ کہتے کہ تیری ہی عزت وجلال کی قسم ہے کہ وہ نون جہان میں تیرے سوا کوئی خیر
دینے والا نہیں ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ آفتابوں کے آفتاب کی نسبت تمہارا کیا لگان
ہے وہاں جا کر سب ظلمت ہی ظلمت ہیں۔ نقل ہے کہ شبلیؒ کی مجالس میں ایک شخص
زور سے چیخا تو اُسکو اُنہوں نے دجلہ میں ڈال دیا اور کہنے لگے کہ اگر سچا ہوگا تو اللہ تعالیٰ
اُسکو اُسی طرح نجات دے گا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو اُس نے نجات دی تھی
اور اگر جھوٹا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرعون کی طرح اسکو بھی غرق کر دے گا۔ اور کہا کرتے تھے
کہ جس نے مجاہدون کے ذریعہ سے حق کو تلاش کیا آپ نے مطلوب سے دور جا پڑا اور
جس نے حق تعالیٰ کو اُسی کے ذریعہ سے ڈھونڈا وہ اُس تک پہنچا اور اُس کے بعد اس
مضمون کے شعر پڑھا کرتے تھے

سہیں شریا کا کیا جوڑ ہے

دو نون ہوں اکیلا یہ ممکن نہیں

وہ ہے زمیں تو افزای خاکِ مین

فلک اس سے ہر شام کی سرزمین

(۲۰۶) ابو محمد عبداللہ بن محمد ترش نیشاپوری رحمہ اللہ علیہ

五・六・七

ابو حفص و ابو عثمان و جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور بغداد میں اقامت اختیار

۷۷ ترجمہ ۷۷ کہان ہے منزل معشوق کسکو ہے معلوم، جو ہے تو یہ کج رس کی صدا گین آتی ہیں ۱۲

کی یہاں تک کہ بزرگان عراق میں کیٹا سے زمانہ ہوے۔ لوگ کہتے تھے کہ تصوف میں بغداد کے عجائب تین بزرگ ہوئے اشارات میں شبلی۔ مکاشفات میں قنبرش اور حکایات میں جعفر خلدی۔ یہ شونیز یہ کی مسجد میں ہا کرتے تھو اترین سو اٹھائیس ۳۲ ہجری میں بغداد سے اصلی دارالسلام کو سدھارے۔ انکے کلام یہ ہیں :- غیر خدا سے دل تکیں پانا ایک خدا ہے حسین اللہ تعالیٰ بندہ کو دنیا میں مبتلا فرماتا ہے۔ چیزوں کی حقیقتیں چلی گئیں اور اُنکے نام باقی رہ گئے پس نام موجود ہیں اور حق مفقود ہیں اور دلوں کے اندر دعوے پیچھے ہوے ہیں اور زبانیں اُنکو بیان کر رہی ہیں اور عنقریب یہ زبانیں اور یہ دعوے بھی چلے جائیں گے پس نہ کوئی زبان گو یا پالی جائے گی اور نہ کوئی مدعی صاحب ملے گا۔ اور مسلمان خلق کا محبوب ہوتا ہے اور مومن خلق سے غنی ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا اور متعبدوں کو تعجد اور قاریوں کو قرآن پڑھتے دیکھا تو یہ اعتکاف توڑ کر دہان سے باہر نکل آئے۔ اور اسکا باعث جو پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب میں نے اُنکو اپنی طاعت کے تیئں بڑی چیز سمجھتے اور اپنی عبادت پر بہرہ دسا کرتے دیکھا تو اس خوف سے کہ کہیں انہیں بلا نازل نہ ہو مجھے نکل بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

(۲۰۷) ابوعلی رودباری۔ جنکا نام احمد بن محمد تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ کسی عربی ذریعات میں سے اور بغداد کے باشندے تھے۔ انہوں نے مصر میں کثرت اختیار کی تھی اور دہان کے شیخ تھے۔ اترین سو بائیس ۳۲ ہجری میں دہان دہان پالی اور زمانہ میں

ذوالنون مصری کے قریب دفن ہوئے۔ جنید دہلویؒ و ابوخرزہ بغدادی کی صحبتوں میں رہے تھے۔ اور حدیث کے حافظ خوش طبع اور طریقت کے عارف تھے۔ اپنے استادوں پر فخر کرتے اور کہتے تھے کہ میرے شیخ تصوف میں جنیدؒ، فقہ میں ابوالباسم بن سرج، ادب میں ثعلبہ۔ اور حدیث میں ابراہیم حلی تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

انکا قول ہے کہ شارت اُس سے جدا ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے جو شریعت الیہ میں سے دل میں موجود ہے اور حقیقت میں یہ ہے کہ اشارہ کے ساتھ علین، ہوتی ہیں اور علین حقائق سے دور ہیں۔ آں سے کسی نے کہا کہ ایک شخص باجے سنا اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہیں کیونکہ میں ایسے درجہ پر پہنچا ہوں کہ اختلاف مجھ میں اثر نہیں کرتا اس پر انہوں نے کہا کہ ہاں پہنچا تو ہے مگر جنہم میں۔ یہ کہتے تھے کہ اگر اہل توحید تجھ پر یہی زبان سے کلام کریں تو کوئی عاشق باقی نہ رہے جسکو موت نہ آجائے۔ کیونکہ چیزیں اُس کے حضور میں آسکتی ہیں وہ تو معاد اپنی ذاتوں کے اپنی ذاتوں سے اُس میں فنا ہو گئی

عہ ۵۰ یشافعی نہ ہے کبھی عطا داد اسلام کے اماموں میں سے تھے۔ انیس کے ذریعہ سے مذہب شافعی اکثر ملکوں میں پھیل گیا۔ سارے سادہ سال کی عمر میں ۲۵۔ جمادی الاول ۱۸۰ھ ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے مترجم مختصر از ابن خلکان ۱۲ عہ ۵۱ ابوالباسم کنیت احمد نام اور ثعلبہ عرف تھا۔ خود دولت میں کوئیون کے امام تھے۔ ابن الاعرابی دہلیس میں بکار کے خاکو۔ اور افش اصفہان ابو بکر بن الانباری وغیرہ کے استاد تھے۔ بقول مبر شہ ہجری میں پیدا اور ۲۹۱ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۱۲ مترجم مختصر از ابن خلکان۔

عہ ۵۲ مشہور اماموں میں سے حافظ حدیث اور امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے سرایہ ناوشاگرد تھے۔ غریب الحدیث اور سب سے سادہ دوسری کتابیں ہی اکی تالیف میں ۲۹۱ھ میں پیدا ہوئے ۴۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ ۱۲۔

ترجم از نوات الوفا و تاج العروس

مہین یا کمزور چیزیں اُس سے غائب ہو سکتی ہیں وہ تو انہی کے ذریعہ سے اپنی صفات
 کے ساتھ ظاہر ہوئی ہیں پس پاک ہے وہ جسکے سامنے نہ کوئی چیز حاضر ہے اور نہ
 جس سے کوئی شے غائب ہے۔ جب قلوب کو ذات حق کے مشاہدہ کا شوق ہوتا ہے
 تو انکو اسرار انوار کئے جاتے ہیں پس انکو سکون ہو جاتا ہے اور وہ انکی طرف مائل ہو جاتے
 ہیں اور ذات تجلی کے تحت تک پردہ میں رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول **وَلِلّٰهِ اَسْمَاءُ**
الْحُسْنٰی فادعوہ بھا **الَّا اللّٰہ** کا مطلب یہی ہے کہ حقایق کے اور اک میں ان
 اسرار پر ٹھہرو۔ حق تعالیٰ نے ناموں کو خلق کے لئے اس واسطے ظاہر کر دیا کہ عاشقوں کے
 دل ان سے تسکین پائیں اور عارفوں کے دل ان سے انس حاصل کریں۔ مشاہدات
 دونوں کے لئے ہیں۔ مکاشفات باطن کے لئے معانیات بعیر تون کیلئے اور مریات
 آنکھوں کے لئے۔ جسے اپنے آپ کو ایک مرتبہ بھی دیکھا وہ موجودات میں سے کسی
 چیز پر عبرت کی نگاہ ڈالنے سے اندھا ہو گیا۔ جب کسی نے دعویٰ کیا تو ضرور حقائق
 سے خالی کر لیا گیا اور اگر وہ کسی چیز میں تحقیق کو پہنچا ہوتا تو حقیقت ہی اُسکی طرف
 سے ہوتی اور اُسکو دعوے کا محتاج نہ رکھتی۔ اور تصوف معشوق کے دروازہ پر ڈھکی
 دینے کا نام ہے گو ہنکال ہی کیون نہ دیا جائے۔ اور ایک اور مرتبہ جو ان سے تصوف
 کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ تصوف دوری کی کدورت کے بعد قرب کی صفات
 کا نام ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں ایسے لوگ دیکھے ہیں جو بغیر آپس کے وعدوں کے
 ایکجا ہوتے اور بغیر باہمی مغورہ کے متفرق ہو جاتے تھے۔ آں سے جب کوئی بغیر جانے کی

عہ نوین پارہ بارہ ان کو ع (سورہ اعراف کی ایک سو اسیویں آیت) اور اللہ کے نام اچھے ہیں تو ان کے

اجازت چاہتا تو یہ جواب نہ دیتے اور منہ پھیر لیتے اور کہتے تھے کہ یہ بھی بندہ سے اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی ایک علامت ہے کہ ذکر کی مجلس جب طول پکڑے تو وہ گہرا نہ لگے کیونکہ اگر وہ اسکو دوست رکھتا تو اسکی حضوری کے ہزار برس بھی آنکھ جھپکنے کے برابر نظر آتے۔ انکا قول تھا کہ ایسے کاملوں کے سوا جن پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت چھا گئی ہو اور دن کو مناسب نہیں ہے کہ کم عمروں کی تعلیم و تربیت کریں اور ایک کامل نوع مرعکون کو تعلیم کرتے تھے مگر جب تک اُنکی ڈاڑھیاں نہ کھلی تھیں بہت ہی تھوڑے آدمی اُن سے واقف ہوتے تھے۔ یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس بغداد میں بین الجوان تھے اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک نوع مرعکون تھا۔ یہ سب کے سب ایک جگہ میں جمع تھے۔ اور انہوں نے نوع مرعکون میں سے ایک کو اپنی ضروریات لانے کو بازار پہنچا دینے بہت دیر لگائی اور ان لوگوں کو اُسکی دیر غصہ آیا۔ آخر وہ ہنستا ہوا اور ہاتھ میں ایک خرزہ اٹھاتا ہوا پہنچا۔ یاروں نے اس سے پوچھا کہ یہ خرزہ تو کتنے میں لایا۔ اُس نے کہا کہ بس درہم (سواچہ روپے) میں۔ یاروں نے کہا کہ اسقدر گران ہونے کا سبب اُس نے کہا کہ میں نے ایک فقیر کو اس پر ہاتھ رکھتے دیکھا اسلئے میں نے خیال کیا کہ اُس کے ہاتھ رکھنے سے نیکو برکت حاصل ہوگی۔ اُس کے اس فعل سے سب خوش ہوئے اور سب نے خرزہ کو آپس میں تقسیم کیا اور اُسکو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اہل طریق کی تعظیم و تیرے دل میں اور زیادہ کرے چنانچہ وہ نوع مرعکون بڑے اہل طریق میں سے ہو کر مرا۔ ابوعلی رودباری فقیہوں کو حلو اکملایا کرتے تھے اور ایک مرتبہ انہوں نے کئی بورے قند منگوایا اور حلو ایہوں کو بلوا کر اُسکی دیوار میں معہ محرابوں اور گنگردن کے قند ہی کے نقش ستونوں پر بنوایا۔ اور جب یہ میٹھی گڑنا پیا ر عمارت بن کر کٹری ہو چکی تو صفیون کو بلوا کر

اُسکو ڈھوایا۔ ٹھوایا اور ٹھوایا۔ اور خود شکر خدا کرتے رہے۔

(۲۰۸) ابوسعلی محمد بن عبد الوہاب ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ

(رحمۃ اللہ علیہ)

ابو حفص اور حمد بن مقصار سے ملے اور اکثر علوم شیعہ کے امام تھے اور اُسکے ہر فن میں دستگاہ تام رکھتے تھے۔ بعد کو انہوں نے اپنے اکثر علوم کو بیکار کر دیا اور علوم صوفیہ کو اپنا شغلہ بنایا اور اُس میں بہت ہی عمدہ تقریریں کیں اور فیثا پور میں انہیں سے تصوف کا طور ہوا۔ عیوب نفس اور آفات افعال پر تمام بزرگوں سے انکی تقریریں عمدہ ہوتی تھیں تین سو اٹھائیس ۲۰۸ھ ہجری میں راہی ملک تھا ہوئے۔ انکے اقوال میں سے ہے۔ کمال عبادت یہی ہے کہ عملِ استیاء کی معرفت بالکلیہ عاجز و قاصر رہے۔ جو شخص بڑے لوگوں کی صحبت میں طریقِ خدمت کے سوا اور طرح پر رہا وہ اُنکے فوائد اور انکی نگاہوں کی برکات سے محروم رہا اور اوسپر اُنکے انوار کچھ بھی ظاہر نہ ہونگے جسپر نفسانی خواہش غالب ہوگی اُس سے اُسکی عقل پوشیدہ رہیگی۔ غفلت نے لوگوں کی معاش و افعال و احوال کی راہوں کو وسیع کر دیا ہے اور بیداری و پریزکاری نے لوگوں کے لئے اوکو تنگ کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص سارے علوم کا جامع ہو جائے اور بے گروہوں کی صحبت میں رہے تو یہی مردانِ راہ کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا مگر کسی پیرِ ادب دینے والے نصیحت کرینو اے پیشوا کی بتائی ہوئی ریاضت سے اور جیسے ایسے حکم کرینو اے اور منع کرینو اے سے جو اُسکے افعال کے عیوب اور اُسکے نفس کی رعونتوں سے آگاہ کرتا رہا ہو ادب نہ سیکھا ہو اُسکی پیری دی معاملات

کی دوستی میں جائز نہیں ہے۔ اس اُمت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں کوئی مومن اچھی طرح سے زندگی بسر نہ کر سکے گا مگر کسی منافق پر بہرہ دسا کرنے کے بعد۔ اور یہ اپنی تقریروں میں کہا کرتے تھے کہ اے دشمن جسے ہر شے کو لاشے پر بیچ ڈالا اور ہر شے کے بدلے لاشے کو خریدا۔

(۲۰۹) ابو عبد اللہ محمد بن منازل نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علامہ گروہ کے شیخ اور نیشاپور میں مکتا سے روزگار تھے اور انکا ایک خاص طریق تھا جس میں یہ منفرد تھے۔ حمد و ثناء کی صحبت میں رہے اور انکا طریق سکھانا ظاہری علوم کے عالم تھے اور انہوں نے بہت حدیثیں لکھی تھیں۔ ابو علی ثقفی انکی حرمت و عظمت اور بہت قدر کرتے تھے تیس سو اوقاف ۳۱۹ ہجری میں نیشاپور سے راہی جنت ہوئے۔ انکے کلمات میں سے ہے۔ جس فقیر نے کسب اور لوٹا دے جانے کی ذلیقن نہ اُٹھائیں اُسمیں کچھ بہلائی نہیں ہے۔ جسے اپنے نفس سے اپنے نفس کا سایہ اُٹھایا لوگ اُسکے سایہ میں رہیں گے۔ اپنی زبان سے اپنا حال بیان کیا کرو اور دوسروں کے احوال کے ناقل نہ بنو۔ اپنے علم سے جب خود تمہیں منفعہ ہو تو اور کوئی اوس سے کیونکر نفع پائیگا۔ جسے ایسی چیز کو ضروری بنالیا جسکی اُسکو حاجت نہیں ہے اُسے اپنے احوال میں سے اُس چیز کو ضائع کیا جسکی اُسکو حاجت ہے اور جو اسکے لئے لاپرواہ ہے جسے کسی ایک ذریعہ کو بھی ضائع کیا ضرور وہ سنتوں کے ضائع کرنے میں مبتلا ہوا اور جو فقیر سنتوں کے ضائع کرنے میں مبتلا ہوا وہ بدعنوان میں مبتلا ہو جائیگا

قریب پہنچا۔ کسی کے لئے کسی حال میں تسلیم اور دعویٰ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔
 اگر کسی بندہ کی عمر میں ایک سانس بھی بغیر ریاضتِ شریک کے درست ہو جائے تو اس کی
 برکتیں آخر زمانہ تک اوسپر اثر کریں۔ ہمارے دل میں تو ربوبیت کے اوصاف چھپے ہوئے
 ہیں پر عبودیت کا اظہار کسلے کرتے ہو؟ جس شخص کے علموں میں سے کسی چیز
 کی تمکو احتیاج ہو اُسکے عیبوں میں سے کسی پر نظر نہ ڈالو کیونکہ اُسکے عیبوں کا دیکھنا
 تمکو اُسکے علوم کے فائدہ سے محروم رکھے گا۔ اور تمہارے دقتوں میں سے سب سے
 زیادہ فضیلت اُسوقت کو ہے جس میں لوگ تمہاری بدگمانی سے بچے رہیں۔

(۲۱۰) ابو نعیمت حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ اصل میں بیضا فارس کے تھے مگر ملک عراق کے شہر واسط میں انہوں نے نشو و نما
 پایا تھا۔ جنید غوری و عمر بن عثمان کی دہلوی و غیر جمہم اسدا جمیعین کی صحبتیں پائی تھیں۔
 بزرگانِ دین کو انکے معاملہ میں اختلاف ہے۔ اکثر بزرگوں نے انکو تسلیم نہیں کیا اور
 اسکا انکار کیا ہے کہ تصوف میں انہوں نے قدم ہی رکھا تھا۔ اور بعض نے انکو قبول کیا
 اور صوفی مانا ہے۔ آخر الذکر بزرگوں میں ابو العباس بن عطار محمد بن حنیف اور ابو القاسم

عمر بن کتا ہے کہ اصل عربی میں دونوں جگہ ”محمد بن حنیف“ لکھا ہے۔ لیکن غزالی نے اسے معلوم ہوا کہ غزالی
 بن حنیف جمع ہے تعریف کا ہے خفیت کا حنیف ہو گیا ہے۔ اسے کہ محمد بن حنیف نام کے کوئی بزرگ
 نہ رسالہ تشریح میں مذکور میں اور نہ اس کتاب میں۔ حالانکہ ابو العباس بن عطار اور ابو القاسم نعمانی
 کے ساتھ بطریق استناد انکا نام لیا جاتا تھا اور اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ بھی بڑے پایہ کے شخص ہوں۔

نصر آبادی ہیں۔ ان بزرگوں نے انکی ستایش کی۔ انکے حل کو درست بتایا۔ انکے کلام کو نقل کیا اور انکو ایک محقق قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ محمد بن حنیف کہا کرتے تھے کہ حسین بن منصور ربانی عالم تھے۔ تین سو نو سنت ہجری کی جو بیسویں ذیقعدہ کو شہبہ کے دن بغداد کے باب الطاق میں قتل ہوئے میں کہتا ہوں کہ بیٹے ابن خلکان میں جو کچھ لکھا ہوا دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ ”حسین حلاج قتل کئے گئے مگر کوئی ایسی بات جو قتل کا موجب ہو انکی نسبت ثابت نہ ہوئی تھی“ اور امام شیری نے جہان اہل سنت کے عقائد کے ساتھ انکے عقیدہ کا ذکر آغاز کتاب میں انکی نسبت حسن ظن کا دروازہ کھلتے کیلئے کیا ہے وہ ان انہوں نے انکے پاک صاف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے بعدہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) بہر حال میں اس خفیف غلطی کو نظر انداز کر کے اور اپنے نزدیک اسکو صحیح مانکر کہ دوہرا نام محمد بن خفیف ہی ہے کہتے ہوں کہ اس کتاب کے تراجم نمبر (۱۸۵) و (۲۳۴) و (۲۳۹) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں بزرگوں میں سے ہر ایک بجائے خود ایسے معاملہ میں جیسا کہ حلاج کا ہے قوی حجت ہے۔ کیونکہ یہ تینوں جامع علوم ظاہر و باطنیہ اور منصور حلاج کے ہم عصر تھے۔ علاوہ بران ابن خلکان نے منصور حلاج کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حامد احمد غزالی نے اپنی کتاب شکوۃ الالوار میں ایک باب منصور حلاج کی برائت میں لکھا ہے جہاں انہوں نے انکے کلمات ”انا الحق“ وغیرہ کی بہت ہی عمدہ توجیہ و تاویل کی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ عشق میں ایک درجہ ایسا ہوتا ہے کہ عاشق اپنے آپ کو معدوم اور اپنے ہر گز و ریشہ میں مشغول ہی ہو جود پاتا ہے یہی مضمون اس فارسی کے مشہور شہر میں ادا کیا گیا ہے

من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جان شدمی تاکس گوید بعد ازین من دیگر م تو دیگرے
مجنون کی بھی یہ حالت ہوئی تھی کہ ”انایلی“ ”انایلی“ ”گنا گنا“ راقم کا مقصود اس غامض فرمائی سے یہ ہے کہ جو کچھ ظاہر و باطنیہ کے بے تحقیق ایسے لوگوں کو جھٹ کا فرکہ دیتے ہیں وہ اپنے حیرت و ایمان پر

انکی نسبت جو گفتگو ہے اُسکے باعث مردانِ راہ کے آخر میں انکا ذکر کیا ہے۔ اور
 بیٹے انکے متعلق مقدمہ میں شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آنکے اتوال میں سے ہے کہ:۔ لوگوں کو نام کے پروردگار کا تو زندہ رہے اور اگر
 اُن پر قدرت کے علوم کمول دینا تو جو اس بختہ ہو جائے اور اگر اُنکے لئے حقیقت
 کو کمول دینا تو وہی جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے نام اور اک کی حیثیت سے نام ہیں اور
 حق کی حیثیت سے حقیقت ہیں۔ جب بندہ چکر مقام معرفت تک پہنچتا ہے تو اُسکے
 خواطر کے ذریعہ سے اُسکو وحی ہوتی اور اُسکے باطن میں پروردگار بٹھا دیا جاتا ہے کہ تسبیح
 کیا کرے اور حق کے سوا کیا خیال اُس میں نہ آنے پاوے اور عارف کی علامت یہ ہے
 کہ دنیا و آخرت سے فارغ ہو۔ اُن سے پوچھا گیا کہ یہ کسکو کہتے ہیں تو انہوں نے کہا
 کہ جو شخص کہ اپنے اول تصدین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانہ لگائے پس جب تک کہ
 ہو بچے نہیں عروج نہ کرے۔ یہ سولی پر تھے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تصوف
 کیا چیز ہے۔ اُس سے کہنے لگے کہ یہ وہ چیز ہے جسکی سب سے پہلی حالت یہ ہے جو
 تم دیکھ رہے ہو۔ انکا قول ہے کہ جسے اعمال پر نظر کی وہ معمول لڑے سے حجاب میں
 رہا اور جسے معمول لڑے پر نظر کی وہ اعمال کے دیکھنے سے حجاب میں رکھا گیا۔ جو شخص
 غیر خدا کو دیکھتا یا غیر خدا کو یاد کرتا ہے اُسکو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ میں نے اُس خدا سے
 یگانہ کو دیکھا ہے جس سے آحاد ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ جسکو توحید کے انوار سے
 کر دیتے ہیں اُسکو تجرید کے بیان سے روک دیتے ہیں اور حیکو تجرید کے انوار سے

(البقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) رحم کرین اور دسرون کو کہتے کہتے واقع میں خود ہی نہ ہو جائیں۔ اجماعاً حسن میں

کا اولیٰ درجہ گفتِ لسان ہے ۱۲

کر دیتے ہیں وہ توحید کے حقائق زبان پر لاتا ہے کیونکہ جو کچھ باتیں دل میں چھپی ہوتی
 ہیں انکو مست ہی ظاہر کر دیا کرتا ہے۔ جسے ایمان کی روشنی سے حق کو ڈھونڈنا وہ اس
 شخص جیسا ہے جو ستاروں کی روشنی سے آفتاب کو تلاش کرتا ہے۔ اُس سے
 زمین جدا ہوا نہ ملا۔ سچا متوکل اُسوقت تک نہیں کھانا جیتک کہ شہر میں اس کھانے
 کا اس سے زیادہ مستحق موجود ہوتا ہے۔ حقوفی کے بارہ میں ان سے سوال ہوا تو
 انہوں نے کہا کہ وہ وحدانی الذات ہوتا ہے جسکو کوئی قبول نہ کرے اور وہ اللہ تعالیٰ
 کی نسبت اور اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔ اور ایک شخص انکے پاس
 آکر کہتا ہوا اور پوچھنے لگا کہ وہ حق تعالیٰ کون ہے جسکی طرف تم اشارہ کرتے ہو انہوں
 نے کہا کہ جو سارے خلق کو بیاڑا لیا اور خود بیاڑ نہیں ہوتا ہے۔ آج سے کسی نے
 پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا کلام کے وقت کیا حال تھا۔ انہوں نے کہا کہ موسیٰ کے
 لئے حق سے ایک ملموطلہ گر ہوا پس موسیٰ کا کوئی اثر باقی نہ رہا پھر موسیٰ سے فنا
 ہو گئے اور موسیٰ کو موسیٰ کی کچھ خبر نہ رہی بعد اُس نے کلام کیا پس کلام کرنے والا ہی
 وہ تھا جس سے کلام کیا گیا تھا کیونکہ موسیٰ جمع کی حالت میں آگئے تھے اور اپنے آپ
 سے فنا ہو گئے تھے ورنہ موسیٰ خطاب کے برداشت کرنے یا اُس سے ایسا کرنے
 کی طاقت کمان سے لانے کو وہ اللہ ہی سے قائم ہوئے اور اُسی کے ذریعہ سے
 انہوں نے منشا۔ آئنا قول ہے کہ جب بندہ پر ہمیشہ بلا آتی رہتی ہے تو وہ اُس سے
 مایوس ہو جاتا ہے۔ ابو العباس رازی کا بیان ہے کہ میرا بہائی حسین بن منصور کا
 خادم تھا وہ کہتا تھا کہ جب وہ رات آئی جسکی صبح کو وہ قتل ہو بیٹا اے تے بیٹے اُن سے
 عرض کیا کہ اے میرے سردار آپ مجھے کچھ وصیت کریں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے

نفس سے کسی دم غافل نہ رہا اگر تم اُسکو مشغول نہ رکھو گے تو وہ تمکو مشغول رکھے گا
اور جب صبح ہوئی اور وہ قتل کے لئے باہر لائے گئے تو کہنے لگے کہ گیارہ کا ایک کو اپنے
لئے الگ کر لینا بس کرتا ہے۔ بعد وہ بیڑی پہنے ہوئے اس مضمون کے اشعار پڑھتے
اور اٹھلاتے ہوئے جاتے تھے ۵

میر احمد مبین جناب پیشہ تبی پلائی جو خود وہ بیتا ہے چل چکے دو تہ نگائی تیغ گئے ہستی سے کہنا ہے ہوا	اُس سے مجھ کو نہیں یہ اندیشہ میز باؤن کا جیسا شیرہ ہے جان اوس سے مجھ کو نہیں یہ دریغ دوست ازور کا ہے اُسی کا شکار
---	--

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ یَسْتَعْجِلْ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُونَ بِهَا وَ
الَّذِیْنَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَیَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ۔ اس کے بعد
وہ کہہ بھی نہ بولے یہاں تک کہ جو بہانا ہوا اُنکے ساتھ ہوا۔ قصاعی کہتے ہیں کہ وہ جعفر بن
معتمد کی خلافت میں قتل ہوئے اور پہلے اُنکے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ
ڈالے گئے بعد اُنکا سر قلم ہوا اور آگ میں جلایا گیا خدا اُن پر رحم کرے۔ قناد
کہتے ہیں کہ ایک دن میں علاج سے ملا تو انہوں نے میرے سامنے پہلے اس مضمون کا
شعر پڑھا ۵

ذرا سی جان ہے یا مر مٹے گی	درِ جسانان پہ یا جا کر رہے گی
----------------------------	-------------------------------

۵ پچیسویں بارہ کا تیسرا کوع (سورہ شوریٰ کی اٹھارہویں آیت) جھکو قیامت کا یقین نہیں وہ
اُسکے لئے جلدی پھا رہے ہیں اور جو ایمان والے ہیں وہ اُس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں
کہ قیامت کا انابر حق ہے ۱۲

اور پہلے انہوں نے اور چند شعر پڑھے جنکے ترجمے یہ ہیں ۵

دوئی مجھ میں اور حق میں آئی نہیں وہ خود مستل۔ وال و دلول ہے یہی ہے عقیدہ یہی ہے یقین یہ ہے نور حق کی تجلی عیان صلح نہیں ذات باری بے ال	دلیل اسکی گویا جو آتی نہیں یہی قول معقول و منقول ہے یہی میری توحید و ایمان دین جو ہے جلوہ گریان بصد زین بیان حدوث انہیں۔ اور پر قدم اسکا کا
--	---

ابو العباس بن عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کو حلاج نے یہ رقم لکھا تھا خدا تمہاری عمر دراز کرے
اور تمہاری سنانوی مجھے نہ سنا ہے جسکی بنا عمدہ ترین حکم قضا و قدر اور شہرت خیر ہے
اور نیز تمہاری محبت و مودت کے گونا گون نقش اور رنگا رنگ آنا جبکہ نہ کوئی نامہ
ٹھیک ٹھیک بیان کر سکتا ہے نہ کوئی خاصہ تفصیل کے ساتھ لکھ سکتا ہے اور نہ کوئی
عتاب میٹ سکتا ہے بعد اُسکے نیچے اس مضمون کو عربی اشعار میں
اد کیا تھا ۵

یہ نامہ میں تمکو تو لکھتا نہیں بہلا روح و عاشق میں ہی بعد ہے تمہارا جو خطا ہے وہی ہے مرا	مخاطب ہے خود روح میری جناب جو اسکی طرف سے ہوا اسکو خطاب ہر اک نامہ خود ہی ہے اپنا جواب
--	--

(۲۱۱) ابوالخیر اقطع (دست بریدہ) تینا تی رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ اصل میں منہج کے تھے اور نینات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ انکی ولایت کی

علامتیں اور کرامتیں اس قدر ہیں کہ انکے بیان موجب طوالت ہے۔ عبدالمطلبؑ اور
 اور دو سکر بزرگوں رحمہ اللہ کی صحبتوں میں رہے۔ اور توکل میں اپنے زمانہ کے
 یکتا تھے۔ درندے اور وحشرات الارض ان سے مانوس تھے اور انکی فراست
 بڑی تیز تھی۔ کچھ اوپر تین سو چالیس ہجری میں مصر سے راہی ملک بقا ہوئے اور سارہ
 دلیلیہ واقعہ فرائد صغریٰ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ انکے بیان ہے کہ میرے رسولؐ اس
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک پر پہنچا اور اسوقت میں بہو کا نما میں کہا کہ یا رسول
 اللہ میں آپکا مہمان ہوں اور وہاں سے کنارہ ہو کر منبر کے نیچے سو رہا خواب میں میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور دونوں آنکھوں کے دامن میں بوسہ
 دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی اور اُس میں سے نصف میں نے کمالی
 اور خواب سے جب میں بیدار ہوا تو باقی نصف روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ انہوں
 نے جعفر خلدی کو کہہ دیا کہ اس زمانہ میں فقیروں نے ٹکڑے چاہل قرار دیا ہے اور اس کے
 باعث خود تم ہو کیونکہ کہاں سے پیٹ تم شیخ بن بیٹھے اور اور دن کی ادب اموی میں اپنے
 نفس کی تادیب سے غافل ہو گئے۔ انکا قول ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے کے
 لئے اُسکے ذکر کا کوئی معاوضہ سامنے نہیں آتا اور جب کوئی معاوضہ سامنے آیا تو وہ اپنے
 ذکر سے خارج ہو گیا۔ انکے پاس بغدادیوں کی ایک جماعت جبرکاتی ہوئی پہنچی اور یہ اہل باتوں
 سے گہرائے اسٹے انکے پاس سے باہر نکل آئے۔ اُسوقت ایک درندہ پہنچا اور
 گھر کے اندر چلا گیا۔ اُسکو دیکھا ایک دوسرے سے چٹ گیا اور سب جُھپ ہو گئے۔
 اُنکی حالتیں بدل گئیں رنگ و دگرگوں ہو گیا اور سب بہت ہی خوف زدہ ہو گئے اُسوقت
 ابدانخیز نے اُسکے پاس آکر کہا کہ وہ دعوے کیا ہوئے اور پھر درندے کو اُنکے پاس

سے ہنکال دیا۔ ابراہیم رٹی کتے ہیں کہ میں ابوالخیر تبتائی کو سلام کرنے کے ارادہ سے اُنکے پاس گیا ہوا تھا کہ مغرب کا وقت ہو گیا اور انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی مگر سورہ فاتحہ درست نہ پڑھی اس پر میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں بیفائدہ سفر کر کے آیا ہوں حال نماز سے فارغ ہو کر میں طہارت کیلئے باہر نکلا تو مجھ پر شبیر جیٹا بین لوٹ آیا اور اُن سے کہنے لگا کہ غیبت پر جیٹا اسکو سُکر وہ باہر نکل آئے اور انہوں نے اسکو ڈانٹ بتائی اور کہا کہ کیا میں نے تجھے نین کہا ہے کہ میرے معاذوں کے سامنے نہ آیا کر یہ سُکر وہ شبیر کنارا ہو گیا اور میں نے باہر جا کر طہارت کی اور جب میں واپس آیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ تم ظاہر ہی باتوں کے درست کرنے میں پہنچے اسلئے شبیر سے ڈرے اور ہم اپنی امور کی دینی میں مشغول ہوئے تو شبیر سے ڈرے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست نہ کرنا کہ کہو میرے عطا فرمائے بلکہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرنا کہ تمہارے ساتھ نرمی کرے اسلئے کہ میں بہتر ہے اور تمہارے جیسے لوگوں پر صبر کی تلقین برداشت کرنی بہت دشوار ہے۔ زکریا علیہ الصلوٰۃ السلام جب یوہودن سے بہاگ نکلے اور ایک درخت نے اُنکو آواز دی کہ میری طرف چلے آؤ اور وہ درخت اُنکے لئے پیٹ گیا اور وہ اُسکے پیٹ میں گھس گئے اور وہ درخت معاً اُنکے سپر برابر ہو گیا تو اُنکے ایک دشمن نے اگر اُنکی عمارت پر پڑی اور دوسروں کو آواز دی کہ زکریا یہ رہے۔ چنانچہ اُن لوگوں نے آہ نکالا اور اُس درخت کو چیرنا شروع کیا اور جب آہ زکریا علیہ السلام پر پہونچا تو انہوں نے زور سے آہ کی اُسوقت اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ہکو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر تم سے دوسری آہ نکلی تو میں نبوت کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دوں گا آخر زکریا علیہ السلام نے نبی دبا کر صبر کیا اور

دو ٹوک کرے کر دئے گئے مگر اُن نہ کی۔ اُنکے اقل یعنی دست بریدہ ہونے کا سبب
 یہ ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ میں کسی چیز کی طرت جس کو زمین اُگاتی
 ہے خواہش سے ہاتھ نہ بڑھاؤں گا مگر انہوں نے بھول کر بُن کے پودے سے ایک
 خوشہ توڑا اور اُسکو چبا ہی رہے تھے کہ وہ عہد یاد آیا تو انہوں نے فوراً خوشہ کو
 پھینک دیا اور جو منہ میں رہ گیا تھا اُسکو تھوک دیا اور شر مار کر میٹھ گئے یہ کہتے ہیں کہ میں اچھی
 طرح سے بیٹھا ہوں نہ تھا کہ سواروں اور پیدلوں نے مجھے گیر لیا اور مجھے چلنے کو
 کہا چنانچہ وہ مجھے لئے ہوئے اسکندریہ کے سمندر کے کنارہ پر پہنچے وہاں پہونچ کر
 بیٹھے دیکھا کہ ایک حاکم ہے اور اُسکے سامنے کچھ حبشی ہیں جنہوں نے رہزنی کی تھی اور
 سپاہی مجھے سیاہ فام دیکھ کر اور نیز اس وجہ سے کہ میرے پاس ڈھال۔ تلوار اور
 حربہ دھتیار تھے یہ سمجھے کہ بلاشبہ میں ہی انہیں میں سے ہوں۔ خلاصہ یہ کہ حبشیوں
 کے ہاتھ اور بانوں کاٹے گئے اور جب میری نوبت آئی تو مجھے بھی کہا گیا کہ اپنا ہاتھ
 بڑھا چنانچہ میں نے بڑھا دیا اور وہ کاٹ ڈالا گیا پھر کہا گیا کہ اپنا بان بڑھا میں نے
 پہلا دیا اور کہا کہ اے میرے معبود سردار و آقا میرا ہاتھ تو گنہگار تھا مگر میرے
 بانوں نے کیا کیا ہے۔ یہ کہنا ہی تھا کہ ایک سو اسی پونجا اور حاکم کے بانوں پر گر پڑا اور
 کہنے لگا کہ یہ ایک نیکو کا رخصت ابو الخیر تینا کی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ نیکو حاکم نے
 اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا اور میرے کٹے ہوئے ہاتھ کو زمین سے اٹھا کر بوسہ دیا
 اور وہ مجھے پست کیا اور عذر خواہی کرنے لگا میں نے اُس سے کہا کہ میں نے پہلے ہی سے
 تجھے معاف کر دیا ہے ہاتھ نے گناہ کیا تھا اسلئے وہ کاٹا گیا ۵

ہر کس از دستِ غیر ناکند سحری از دستِ خویش تن نہ یاد

(۲۱۲) ابو بکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل بغداد سے ہے۔ جنید و نویری و ابوسعید خدری کی صحیفین یائین۔ انہوں نے مکہ معظمہ میں قامت اختیار کی و تین سو بائیس سال تک جبرئیل علیہ السلام نے وفات پائی وہیں رہے۔ یہ علم طریقت کے اُن اماموں میں سے ایک تھے جنکی طرف انگلیاں اُٹھتی تھیں۔ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کتانی حرم کے چراغ ہیں۔ انکے اقوال میں سے ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگو تو فوراً عمل شروع کر دو۔ اپنے جسم سے دنیا میں رہو اور اپنے قلب سے آخرت میں رہو۔ غفلت سے بیدار ہونے کے وقت کی پریشانی اور حظ نفس سے روگردانی اور قطعیت کے خوف کی کپکپی تقصیر کی عبادت سے افضل ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایک بوڑھے آدمی کو سوال کرتے ہوئے دیکھا کہ اس شخص نے اپنے چھٹین میں اللہ تعالیٰ کے کام کو ضائع کیا اسلئے جب یہ بوڑھا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو ضائع کیا۔ اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا مرتبہ درست ہو اغنایت بھی درست ہوگی کیونکہ یہ دونوں ایسے حال ہیں کہ ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ شہرت شیطان کی باگ ہے اور جھٹہ شیطان کی باگ پرکڑی اسی کے پاس وہ رہا۔ ان سے پوچھا گیا کہ وہ ستائیں کوئی ہیں جن میں کسی ماہل علم کو اختلاف نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں زہد نفس کی سخاوت اور خلق کی نصیحت۔ اور آرن سے پوچھا گیا کہ دنیا کی نسبت زہد کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ چیز کے چلے جانے سے دل خوش ہونا اور تمام مخلوق کی اذیتوں کو برابر

برداشت کرتے رہنا اور جو صیبت اُسکو لوگوں سے ہو پئے اُسکی نسبت یہ کہنا کہ میں
 تو اس سے زیادہ کا سزاوار ہوں اور یہ جتنا کہ میں آگ کا سزاوار تھا اور خدا کستر
 پر صلح ہو گئی۔ آدھان جسکے کسی نے پوچھا کہ عارف کسکو کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو
 شخص پہلے کاموں میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی موافقت کرے اور اپنے احوال میں
 سے کسی میں اُسکی مخالفت نہ کرے اور اُس سے نہ تکلف اُسکے اولیاء جیسی محبت
 کرے اور پلک جپکنے بہر ہی اُسکے ذکر سے باز نہ ہے۔ اور انکا قول ہے کہ صوفیہ
 ظاہر کے غلام باطن کے آزاد ہیں۔ جب کسی ستر کیلئے حق کے حقائق کی غفلت ہوئی تو
 اُس نے اُس ستر سے گمان اور آرزو کو دور کر دیا کیونکہ جب کسی ستر پر حق جب گیا
 تو اس نے اُسکو مغلوب کر لیا اسلئے اُسکے غیر کا اُسمین کوئی اثر باقی نہ رہے گا۔ اللہ
 تعالیٰ کے متعلق علم اُسکی کامل ترین پرستش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے
 ایک گروہ کی طرف دیکھا تو اُسکو اپنی معرفت کا اہل نہ پایا اسلئے اُسکو اپنی خدمت میں
 لگا دیا۔ اور ہم فقیرین کا گروہ اپنے ابتداء امر میں غبار کے وضو سے صبح تک نماز میں
 پڑھا کرنا تھا مگر جب جو پہننے دیکھا تو جو شخص ہم میں سے سو یا کرتا تھا اُسکو پہننے اپنے
 آپسے افضل پایا آنکی عادت تھی کہ جب انکو کسی فقیہ کی نسبت خبر ہو جیتی تھی کہ وہ دنیا
 کی طلب میں ایک قدم بھی چلا ہے تو اُسکو چوڑی بیٹھے اور کہتے تھے کہ یہ طریقہ باہر
 نکل جانا ہے فقیر کی توشان یہ ہے کہ دنیا ہی اُسکے پیچھے پیچھے چلے۔ ان کا
 بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول
 اللہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا دل مردہ نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا کہ ہر روز چار ستر مرتبہ یا قیوم لا الہ الا انت (اے پرہیز

زندہ رہنے والے اسے ہمیشہ قائم رہنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے) پڑھا کرو۔ یہ کہتے ہیں کہ سینے خواب میں ایک حور دیکھی اور اُس سے مینے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اُس نے کہا کہ جنت کی حور دین سے ہوں۔ مینے اُس سے کہا کہ تو مجھے بیاہ کر لے۔ اُس نے کہا کہ میرے مالک سے پیغام کرو۔ مینے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ نفس کو اُسکی مالوفانہ روکنا۔ آنکا قول ہے کہ تین سو نقیب ہوا کرتے ہیں ستر نجیب چالیس ابدال۔ سات اخبار۔ چار عمد (ستون)۔ اور ایک غوث۔ اور نقیبوں کا مکن مغرب۔ بخینوں کا مصر اور ابدال کا ملک شام ہے اور اخبار رو سے زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں اور عمد زمین کے گوشوں میں رہتے ہیں اور غوث کا مکن مکہ معظمہ ہے۔ پس جب عامہ خلاق کے معاملہ میں کوئی حاجت پیش آتی ہے تو اُسکے لئے نقیب کو بلا کر آتے ہیں پھر نجیب پھر ابدال پھر اخبار پھر عمد پھر غوث۔ مگر غوث کا سوال ختم ہی ہونے نہیں پاتا کہ اُسکی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ آنکا مقول ہے کہ مخلوق کے مانوس ہونا عقوبت ہے اور دنیا اور ابناء دنیا سے نزدیک ہونا معصیت ہے اور انکی طرف مائل ہونا عذلت ہے۔ آنکا قول ہے کہ عبادت کے بہتر باب میں جنین سے اکثر اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے میں ہے اور ایک سبب تم کی بھلائیوں میں۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جو بندہ صبح کو اپنے دل میں دو فکرین یعنی فکر گناہ و فکر مال لیکر اُٹھا اوس سے بھگو کوئی واسطہ نہیں ہے۔

(۲۱۳) ابو یعقوب اسحق بن محمد نرجوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جسیدہ عمرو بن عثمان کی۔ ابو یعقوب سوسلی وغیرہم بزرگوں کی صحبتوں میں۔ اور بہت

برسوں تک حرم محرم کے مجاور رہے۔ اور تین سو تیس شہر جہیز میں غلہ برین سد ہمارے
 لوگوں کا جزیہ قول ہے کہ ”سوزن کے ذریعہ سے لوگوں سے بچو“ اس کے متعلق
 ان کا قول ہے کہ خود اپنے بارہ میں سوزن ہونا چاہئے نہ اور دن کے بارہ میں۔ ان کا
 مقولہ ہے کہ جسکی سیری کمانے سے ہے وہ ہمیشہ بیوکا ہے اور جسکی امیری مال سے
 ہے وہ ہمیشہ فقیر ہے اور جسکا باطن خلق کے عطیہ کی طرف مائل ہے وہ ہمیشہ محروم ہے
 اور جو کسی امر میں غیر اسد سے مدد چاہتا ہے وہ ہمیشہ دھوا ہوتا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں
 کہ اسد رانوں نے حقائق کو ڈھونڈا تو خلافت کے سردار ہو گئے اور اسی لئے لوگوں
 نے کہا ہے کہ حق ڈھونڈا نہیں جاتا کیونکہ جو گم ہو گیا ہو وہ ڈھونڈا جاوے اور نہ اُسکا
 اور اک ڈھونڈا جاتا ہے کیونکہ اُسکی کوئی انتہا نہیں ہے اور جو موجود کا وجود چاہے وہ
 دھوکے میں ہے اور جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے وہ حال کی معرفت اور علم کا کشف
 بلا حال کے ہے۔ اسد تعالیٰ کے قول **وَنَشْرُوكَ يُثْمِنُ كُجَسٍ دَسْرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ**
وَكَا تَوَافِقُهُ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اگر انکی ریاست
 علیہ السلام کی قیمت دونوں جہان ہی قرار پاتی تو انکے مشاہدہ اور انکی خصوصیت کے
 اعتبار سے ناچیز ہی بھی جاتی۔ انکا قول ہے کہ دونوں کے مشاہدہ کو تعریف کہتے ہیں اور
 روحوں کے مشاہدہ کو تحقیق۔ جو شخص سب سے زیادہ اسد تعالیٰ کا عارف ہو اُسکو انکے
 اُسکے بارہ میں سب سے زیادہ محترم ہے۔ ایک مرتبہ ان سے اہل تصوف کو پوچھا گیا
 تو انہوں نے کہا کہ آہ آہ یہ ایک امت تھی جو جاچکی بعدہ انہوں نے سوال کرنا اُلے
 عہد باہرین بارہ کا بارہوان رکوع (سورہ یوسف کی بیسویں آیت) اور قافلہ رانوں نے کم اسوان
 یعنی چند درہم کے عوض میں اسکو خرید لیا ۱۲

سے کہا کہ ہماری جان تصوف دلوں کے نعرے ہیں جو حضور کی امانتوں کے باعث نکلے ہیں اور یہ وہ اہمیتیں ہیں کہ جس وقت دل دُزدوں کی صورت میں تھے اُن کو حق نے مٹا دیا تھا جسکی خبر اَلکسٹ پَر بِکھڑا فَاؤ بلی کے ذریعہ سے دیکھنی ہے اور انکا قول ہے کہ جو آنکھوں نے دیکھا ہے اُسکی نسبت علم کی طرف ہوتی ہے۔ اور جو دلوں نے دیکھا ہے اُسکی نسبت یقین کی طرف کیجاتی ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی طیف جانیکی کونسی راہ ہے انہوں نے سائل سے کہا کہ جاہلون سے بچو عالموں کی صحبت میں رہو علم کو کام میں لاؤ۔ اور ہمیشہ ذکر کیا کرو تب تم اہل طریق میں سے ہو جاؤ گے

(۲۱۴) علی بن محمد مُزین رحمہ اللہ تعالیٰ

سہل بن عبد اللہ اور جُنید بن محمد اور انکے طبقہ کے بزرگان بغداد کی صحبتیں اُٹھائیں اور کہ کی اقامت و مجاورت اختیار کی اور دہین تین سو اٹھائیس ۳۳۲ ہجری میں وفات پائی یہ بڑے متورع اور عمدہ حال کے بزرگ تھے۔ انکا قول ہے کہ جب آخرت ظاہر ہوئی تو اُس سے دنیا فنا ہوئی اور جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ظاہر ہوا تو اُس میں دنیا اور آخرت فنا ہوئی اور جب اذکار مضبوط و استوار ہوئے تو بندہ اور اُسکا ذکر کرنا فنا ہو گئے اور اُنکو اُسکے صفات باقی رہ گئے۔ ان سے کسی نے توحید کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ توحید یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو بذریعہ معرفت کے ایک جانو اور اُسکو بذریعہ عبادت کے ایک جانو اور ہر چیز میں جو تکوین یا مفسر ہو اُسکی طرف رجوع کرنے کے ذریعہ سے اُسکو ایک جانو اور یہ سمجھو کہ جو کچھ تمہارے دل میں گزر رہے یا جسکی طرف تمہارا اشارہ کرنا ممکن ہو

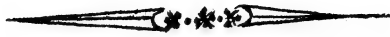
اللہ تعالیٰ اُس کے خلاف ہے اور یقین مانو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اوصاف اُسکی مخلوق کے اوصاف کے مابین ہیں اُس کے اوصاف قدیم ہونے کے سبب سے مابین میں جھٹجھٹ کہ مخلوقات کے اوصاف حادث ہونے کی وجہ سے مابین میں - انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اُسے قدر راہین تہیں جب قدر تارے ہیں مگر اُن میں سے صرف ایک ہی راہ رہ گئی ہے اور وہ فتنہ کی راہ اور ب راہوں سے سید ہی ہے جس نے اپنے آپ سے راہ ڈھونڈ ہی وہ پہلے ہی قدم میں بہنکا اور جس سے بہلائی جا ہی جاتی ہے اُسکو چشمِ زدن میں راہ دکھلائی جاتی ہے بیاٹک کہ مقصد کو پہنچ جاتا ہے -

جو اپنے عمل پر نازان ہو وہ صاحبِ استدراج ہے اور جو اپنے بُرے احوال کو عمدہ سمجھتا ہو وہ مبتلا ہے مگر ہے اور جو اپنے آپ کو پہنچا ہو اگان کرتا ہو وہ غرور میں پھنسا ہوا ہے اور بے عمدہ حال والے وہ بندے ہیں جو اپنے احوال میں معمول ہوں ایک کے سوا کو مشاہدہ نہ کرتے ہوں اور نہ اُس کے سوا کسی سے مانوس ہوں اور صرف اُسی کے مشتاق ہوں جس نے اپنے پروردگار سبحانہ و تعالیٰ کے مشاہدہ سے منہ پھیرا اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طاعت و خدمت میں پھنسا یا اور جس کے لئے احقر کا ستارہ نکلا اُسکو اُس نے افراق کے دوسو سوں سے غائب کر دیا - یہ کہا کرتے تھے کہ اگر تم کسی شخص کو پاک و صاف کر کے صدیق بنادو تو اگر پاک چپکنے پہری اُس کے دل میں دنیا رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اُسکو کسی شمار میں نہیں لینے کا بیاٹک کہ اگر دنیا کی جگہ دل میں صرف اس لئے ہی ہے کہ اُسکو اپنے بھائیوں پر فوج کرے گا تو یہی وہ فلاح نہ پائے گا اور جس نے دنیا میں سے قوت سے زیادہ رکھ چڑھا اُس نے دنیا کو اپنے دل میں جگہ دی - اور اگلے زمانہ کے نیکو کار دنیا کو دل میں جگہ دینے کے

باعث بازی لے گئے اور اسکو انہوں نے اسدوانوں کی رہبانیت اور حواریوں کی حالتِ تدرار دیا تھا۔ اسپرمان سے ایک شخص نے کہا کہ اگر کوئی آدمی دنیا کو اسلئے دل میں جگہ دے اسکو اپنی ذات میں اور اپنی عیال وغیرہ میں خرچ کرے تو اس میں کیا ہے؟ اُسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں ان لغزشوں سے محاف رکھو۔ جو شخص کہ اس سے خدا کو چاہے اسکو اس بارہ میں اللہ سے سچا ہونا اور دنیا کے سارے دروازوں کو یکبارگی بند کر دینا چاہئے ورنہ اسکو ظاہری علم کی طرف رجوع کرنا اور اسکی رعایت کرنا چاہئے بس اُسکے ذریعہ سے لے اور لوگوں کو دے اور عام و خاص کا فرق کرے۔ واللہ اہل طریقت میں سے جو ہلاک ہوا وہ اسی سے ہلاک ہوا کہ اُسکے نفس میں غنا کی حلاوت باقی تھی اور ظاہری آدمیوں کو اُس نے قبول کیا اور ظاہری حالت پر وہ ٹھہرا رہا قسم ہے اُسی معبود کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جسکے پاس دنیاوی مال و اسباب آتا ہے اور اسکو وہ خاص کر اپنی ذات میں خرچ نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں تقسیم کر دیتے ہیں اسپر ہی باوجود بری الذمہ ہونے کے یہ امر اُسکے لئے حجاب اور اللہ تعالیٰ سے قطع کر دینے والا ہے۔ انکا قول ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس ایسی جگہ ہے کہ ما آئے جسکا اُسکو گناہی نہ ہو تو اُسکو کمالینا چاہئے کیونکہ ایک مرتبہ میرے سامنے کمانا پیش ہوا اور میں نے اُسکو نہ کہا یا تو چہ روز نکم مجسیر ہو کہ کی اور پڑی بیا نک کہ جب میں سمجھا کہ میری سزا ہوئی ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تو مجھ سے ہو کہ کی تکلیف دور ہوئی ورنہ میں ہلاک ہی ہو گیا تھا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ بندہ کی خود ہندی اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے ہوتی ہے اور یہ ابدی ناخوشی تک پہنچاتی ہے۔ خدا

اس سے محفوظ رکھے۔

(۲۱۵) ابو علی حسین بن احمد کاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ



مصریوں کے بڑے پیران طریقت میں سے تھے۔ ابو بکر مصری داو علی رودباری وغیرہ کی صحبتوں میں رہے تھے اور اپنے وقت کے یکتا تھے یہاں تک کہ ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انکے حق میں کہا تھا کہ ابعلی بن کاتب سالکوں میں سے ہیں اور مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ انکی تعظیم اور انکی شان کی عظمت کرتے تھے کچھ اور پتین سو چالیس ہجری میں ملک بقا کو سدھارے۔ آنکا قول ہے کہ معتزلہ نے عقل سے اللہ تعالیٰ کی تشبیہ کی اسلئے خطا کی اور صوفیہ نے علم سے اللہ عزوجل کی تشبیہ کی اسلئے یہ بیشک نشانہ پر پہنچے جسے حکمت کی بات سنی اور اُس پر عمل نہ کیا وہ منافق ہے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسے ہم پر صبر کیا وہ ہم تک پہنچا۔ بدکاروں کی صحبت بیماری ہے اور اُسکی دوا انکی مفارقت ہے۔ عاشقوں سے نسیم محبت کی خوشبوئیں پھوٹی ہیں گودہ اُسے چپائیں اور محبت اُن سے ظاہر ہوتی ہے گودہ اُسے پوشیدہ رکھیں اور اُنکو بھیجوانی ہے گودہ اُسپر پردہ ڈالیں۔ سب چیزوں کی پیشبردہست ہے اسلئے جسے بہت کدوست کیا اُسکے پاس اُسکے توالج بھی سچے اور درست ہو کر آئینگے کیونکہ فرعون احوال کی تالچ ہوا کرتا تھا اور جسے اپنی بہت کدو مل رہے دیئے گئے پاس اُسکے توالج بھی مل ہو کر آئینگے اور احوال احوال حق تعالیٰ کی بامکشانیاں نہیں ہیں۔ اور آنکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو اپنی ذکر کی حلاوت عطا فرماتا ہے پس اگر

بندہ اُس سے خوش ہوا اور اُس کا شکریہ ادا کیا تو اُس کو اپنے قریب مانوس فرما تا ہر
اور اگر اُس نے شکر میں کوتاہی کی تو اُسکی زبان پر ذکر کو چھوڑ دیتا اور اُس کی حلاوت
چمین لیتا ہے

(۲۱۶) ابو یوسف بن حبان جمال رحمہ اللہ تعالیٰ

مصر کے بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ خراز و ہیرسی کی صحبتوں سے فیضیاب
ہوئے تھے۔ بیابان میں انکو سفر آخرت پیش آیا جس کا سبب یہ ہوا کہ انکے قلب
پر کوئی کیفیت طاری ہوئی۔ اُسی میں یہ اپنے منہ کی سیدہ میں نکل کھڑے ہوئے
لوگوں نے بیچ میدان میں جہان ریگستان تھا انکو پڑا ہوا پایا۔ انہوں نے آنکھیں
کھولیں اور کہا کہ تم چلے جاؤ یہ عاشقوں کا بہارستان ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ لوگ
میدانوں میں پیاسے ہوتے ہیں۔ اور میں نیل کے کنارہ پر پیاسا ہوں۔ انکا قول
ہے کہ صوفی کے قلب میں رزق کی فکر جاگن نہیں ہوا اسکے لئے برابر عمل کرنا اللہ تعالیٰ
سے زیادہ ترقی کا باعث ہے اور عمل سے کسب و پیشہ و دستکاری وغیرہ مراد ہے
اور یہ کیا کرتے تھے کہ دل کے اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونے اور اُس سے تسکین
پانے کی علامت یہ ہے کہ جب دنیا اُس سے چلی جاوے اور اُسکی طرف پشت
کرے اور جو روٹی کہ اُسکو بلا رنج و مشقت ملا کرتی تھی وہ نلے تو وہ قوی ہو جائے
ذات کے اخلاق سے اُسی طرح بچتے رہو جس طرح حرام سے بچتے ہو۔ زبان سے
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا درجات پیدا کرتا ہے اور قلب سے اُسکا ذکر کرنا قربات پیدا کرتا ہے۔

کثرت سے تنہائی صدیقوں کا حیلہ ہے اور اولیاء کی بڑی قدر صرف وہی کرتے
ہیں جنکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر ہے۔

(۲۱۷) ابو بکر عبد اللہ بن طاہر اہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بڑے بزرگانِ جبل اور شبلی رضی اللہ عنہ کے ہمسر وں میں سے تھے یوسف بن
حسین رازی و ابو مظفر قمیسنی وغیرہما بزرگوں کی صحبتوں میں رہے اور پرہیزگار
عالم تھے تین سو تیس سالہ ہجری کے قریب راہی ملک بقا ہوئے۔ انکے اقوال یہ ہیں۔
جمع متفرقات کا جمع کرنا ہے اور تفرقہ مجموعوں کا جدا کرنا ہے اسلئے جب تم نے جمع کیا
اللہ کہا اور جب تم نے تفریق کی تو کوئین کی طرف نظر کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خلاف سے جو ان کے بعد ان کی امت میں ہونے والا
تھا اور ان مصیبتوں سے جو دار و دنیا میں انہیں آنیوالی تھیں مطلع فرمادیا تھا۔ اسی لئے
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو یاد کرتے تو اپنے دل میں اک گرہی پاتے
تھے اسلئے اپنی امت کیلئے اللہ تعالیٰ سے معفرت چاہتے تھے۔ ان سے کہا گیا
کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ انسان جس قدر معلم کی باتیں برداشت کرتا ہے اس قدر باپ
مان کی باتیں نہیں برداشت کرتا اسلئے جواب میں انہوں نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے
کہ اسلئے مان باپ اسکی فانی زندگی کے سبب ہوتے ہیں اور اسلئے ادب آموز اس کی
باقی زندگی کے سبب اور اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے
ہوتی ہے کہ تم یا عالم ہو یا طالب علم اور اسکے پیچ میں نہ رہو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ انکا قول ہر

کہ پنج و محن میں تین باتیں ہیں تطہیر تکفیر اور تذکیر (پاک کر دینا) بڑے گناہوں سے اور تکفیر (کفارہ دینا) چھوٹے گناہوں سے اور تذکیر (یاد دلانا) اہل صفا کے لئے ہوتی ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ صاحبِ کن کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ بغیر نافرمانی کے طاعت کریں اور عالموں کی ہمت ثواب میں زیادتی کی ہوتی ہے اور عارفوں کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ اُنکے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت بیٹھے اور اہل شوق کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ جلدی سے موت آجائے اور مقربوں کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ اُنکے دل اللہ تعالیٰ کی طرف جاگزین ہوں۔

(۲۱۸) ابو مظفر قرمیسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبل کے مشایخ میں بہت بڑے اور بزرگ اور سچے فقراہوں سے تھے۔ عبد اللہ خزاز اور اُنکے اوپر کے بزرگوں کی صحبتیں باقی تھیں۔ اور اپنی روش میں یکساں تھے۔ انکا قول ہے کہ روزے میں طرح کے ہوتے ہیں روح کا روزہ امید کو کوتاہ کرنے سے ہوتا ہے اور عقل کا روزہ نفس کی خواہش کا خلافت کر نیسے اور نفس کا روزہ کمانے پینے اور محارم سے روکنے سے۔ یہ کہتے تھے کہ جو شخص نوجوانوں کی صحبت میں سلامت و نصیحت کی شرائط کے ساتھ رہتا ہے اُسکو یہ صحبت بلا میں مبتلا کرتی ہے پہرہ اسکا کیا پوچھنا ہے جو انکی صحبت میں بغیر شرائط سلامت کے رہے۔ انکے اقوال میں سے ہے کہ فقیروں میں سے نہایت ذلیل وہ ہے جو ہر حال میں عورتوں کی عنایت کو قبول کرتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے کہ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (مرد عورتوں کے سر دہرے ہیں) اور جو شخص اس پر راضی ہو کہ عورت اس کی خبر گیریں ہو وہ کبھی فلاح نہ پائیگا اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ عنایت کا قبول کرنا فقیروں کے دل کو عورت کی طرف میلان طبعی سے زیادہ تر مائل کر دیتا ہے فقیر بالکل تباہ ہو جائے گا واللہ اعلم۔ ان کا قول ہے کہ بہترین رزق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ وجہ حلال سے بغیر تلاش اور کوشش کے تیرے لئے بطور فتوحات کے بھیج دے۔ تیری عمر میں سے تیرے لئے ایک ہی نفس ہے پس اگر تو اس کو اپنے فائدہ میں فنا نہ کرے تو اس کام میں بھی فنا نہ کر جبکہ وبال تحمیر آئے جس نے شرع کے آداب اختیار کئے اس کے تابعین بھی اسی کے آداب اختیار کریں گے اور جس نے ان آداب میں سستی و کاہلی کی وہ خود ہی ہلاک ہوا اور دوسروں کی ہلاکت کا بھی باعث ہوا اور جس نے کسی حکمت والے سے آداب نہ سیکھے اس کا کوئی مرید باادب نہ ہوگا۔ اور فقیر وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہ ہو میں کہتا ہوں کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی حاجت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے علم پر کفایت کرے اور وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اس پر خود اس سے زیادہ تر مہربان ہے اس لئے وہ اس کو سوال کر نیکا محتاج نہ فرمائے گا۔ ورنہ وہ ایک پلک جھپکنے بہر ہی اپنے مولیٰ سے مستغنی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ^{عَلَيْهَا} اِيْهَا النَّاسُ اَنْتُمْ اَلْفُقَرَاءُ اَللّٰہ

عہ بایسویں پارہ کا پسند ہوا ان کو ع (سورہ فاطر کی پسند ہو) آیت (لوگو تم خدا کے

(۲۱۹) ابوالحسن علی بن ہند قرشی فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فارس کے بڑے بزرگوں اور عالمونین سے تھے جعفر حداد۔ و عمرو بن عثمان مکی اور انکے اوپر کے بزرگوں کی صحبتیں پائیں۔ انکے احوال اعلیٰ اور انکے مقامات بہت پاکیزہ تھے۔ انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت پر جھنے والے کی شرط یہ ہے کہ اوسکی اوقات کی رہگذر میں اسکے دینی و دنیوی امور میں سے کوئی بھی اس سے مخفی نہ رہے اور یہ مشاہدہ و کشف کے طور پر ہونا کہ غفلت و گمان کے طرز پر اور وہ چیزوں کو ان کی کان سے لے اور کان ہی میں رکھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آرام طلب کرو اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہو کر آرام نہ طلب کرو کیونکہ جس نے اللہ کے ساتھ آرام طلب کیا۔ اُسے نجات پائی اور جس نے اُس سے الگ ہو کر آرام طلب کیا وہ ہلاک ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ آرام طلب کرنا طلب کو اسکے ذکر سے راحت پہونچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہو کر آرام طلب کرنا دائمی غفلت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جبکو اللہ تعالیٰ بڑوں کی عزت و حرمت کر نیکے ذریعے سے معزز فرماتا ہے اُسکی حرمت خلق کے دلون میں ڈال دیتا ہے اور جبکو اس سے محروم فرماتا ہے اُسکی حرمت خلق کے دلون سے نکال لیتا ہے اسلئے ایسے آدمی کو تم مبغوض ہی دیکو گے گو اُسکے اخلاق اچھے اور احوال درست ہوں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی تعظیم میں سے یہ ہے کہ مسلمان سفید بالون کی عزت و حرمت کرے۔

(۲۲۰) ابو اسحق ابراہیم بن شیبان قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے وقت میں جبل کے شیخ تھے۔ ورع و تقویٰ میں انکے ایسے مقامات ہیں جن سے اکثر مخلوق عاجز ہے۔ ابو عبد اللہ مغربی اور ابراہیم خواص کی صحبتیں پائیں و عویٰ کرنیوالوں کیلئے بہت سخت کتاب و سنت کے بڑے پابند اور شائع و اماموں کے طریقہ کی برابر پیروی کرنیوالے تھے۔ یہاں تک کہ عبد اللہ بن منازل نے ان کی نسبت کہا تھا کہ ابراہیم بن شیبان فقیر و نادر اور اہل ادب و معاملات پر اللہ تعالیٰ کی محبت ہیں۔ انکا قول ہے کہ جو شخص کہ معطل و بیکار ہونا چاہیے وہ رخصتوں کی پابندی کرے فقیر و نادر کو جس چیز نے طریقت سے الگ اور ہلاک کر دیا وہ صرف ان چیزوں کی طرف میلان ہے جنہاں دنیا ہیں۔ بقا و فنا کا علم وحدانیت کو خالص کرنے اور عبودیت کو درست کرنے میں منحصر ہے اور جو اسکے سوا ہے وہ سب مغالطہ و زندہ ہے۔ کہنے وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں عطیہ کا خیال اس کا احسان رکھنے کی حیثیت سے گزرے۔ جس نے مشائخ کی عزت و حرمت ترک کی وہ جھوٹے دعووں میں مبتلا ہوا اور انکے سبب رسوا ہوا۔ اور جس نے خلوص کے متعلق تقریر کی اور اپنے نفس پر اسکا مطالبہ نہ کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہمسر و اور بہائیوں کے نزدیک پردہ فاش ہو جانے میں مبتلا کیا۔

(۲۲۱) ابو بکر حسین بن علی بن زیدان یا رحمہ اللہ تعالیٰ

آرمینیہ والون مین سے تھے اور تصوف میں انکا جو طریقہ تھا وہ انہیں کے ساتھ مخصوص تھا اور بعض بزرگانِ عراق کے قولوں کو بڑا سمجھتے تھے۔ اور علومِ ظاہرہ و معارف و معاملات کے عالم تھے۔ علی بن ابراہیم ارموی کہتے ہیں کہ میں نے ابن زیدان یا را کو کہتے سنا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ صوفیوں کے بارہ مین جو کچھ مین نے تقریریں کیں ہیں وہ تصوف اور صوفیوں کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے ہے واللہ میں نے یہ تقریریں صرف اس سبب کی ہیں کہ مجھے اُن کی نسبت غیرت آئی کیونکہ انہوں نے حق کے اسرار کو فاش اور اُن لوگوں کے درمیان مین ظاہر کر دیا جو اُنکے اہل نہ تھے ورنہ وہ میرے سردار ہیں جنکی محبت کے ذریعہ سے مین اللہ تعالیٰ کا تقرب ڈھونڈتا ہوں۔ اُنکے اقوال مین سے ہے کہ مخلوق کی رضامندی اللہ تعالیٰ سے یہ ہے کہ جو کچھ وہ کرتا ہے اُس سے وہ راضی رہیں اور اللہ تعالیٰ کا اُن سے راضی ہونا یہ ہے کہ اُن کو اپنے آپ سے راضی ہونے کی توفیق عطا فرمائیے۔ جس شخص نے برا بگناہ کرتے رہنے کی حالت مین اللہ تعالیٰ سے بخشائش چاہی اس پر اللہ تعالیٰ توبہ اور اپنی طرف رجوع ہونے کو حرام کر دیتا ہے اور حیا کی بہت قسمیں مین جنہن سے ایک گناہ کر سکنے کی حیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ آدم علیہ السلام بہشت مین گناہ کرنے کے بعد اپنی ناک کی سیدہ مین بہاگ کھڑے ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ نے انکو وحی بھیجی کہ اے آدم کیا توبہ مجھے بہاگتا ہے۔ آدم علیہ السلام نے

جواب دیا کہ نہیں بلکہ اسے پروردگار تجھے شرمسار کرے اور دوسری کمی کرنے کی حیا ہے جیسا کہ فرشتوں کا قول ہے کہ **سُبْحَانَكَ مَا عِبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ** (تو پاک ہے جیسا کہ تجھ کو پوجنا چاہیے تھا و یا ہم نے تجھ کو نہیں پوجا) اور تیسری حیا راجحلال ہے جیسا کہ روایت ہے کہ اپنے پروردگار سے شرمسار اسرافیل نے اپنے دونوں بازوؤں کو اپنا پیراہن بنالیا۔ اور چوتھی غیرت کی حیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ عینہ بن حصن فراری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت میں چلے آئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت کے پاس تین اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک کو اٹھایا اور حضرت عائشہ کو ان سے چھپالیا اس پر انہوں نے پوچھا کہ اے محمدیہ کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ حیا ہے کہ جو کچھ عطا ہوئی ہے اور تم اس سے محروم ہو یا کوئی اور عبادت ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ اور پانچویں کرامت و بزرگی کی حیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی تادیب میں فرمایا ہے **كَفَا ذَا طَعْمَةٍ فَاَنْتَشَرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ**

فتح مکہ کے بعد ایمان لایا اور بقول بعضے فتح کے قبل جنگی عربوں اور مولفۃ القلوب میں سے تھا۔ ابن عبد البر نے اس کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے۔ اور اسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نسبت فرمایا تاکہ **اَحَقُّ مُطَاعٍ** یعنی بیوقوف ہے مگر اس کی قوم اس کا حکم مانتی ہے " مترجم

عائشہ بایسویں بارہ کا چوتھا رکوع (سورہ احزاب کی تریسویں آیت) اور جب کہا چکو تو آپ آپ کو چلے دو اور باتوں میں نہ لگ جاؤ اس سے پیغمبر کو ایذا ہوتی تھی اور وہ تمہارا دھماکا کرتے تھے۔ "

اور چٹائی نکلی کرنے کی حیا رہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ
 اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسکی تکلیف تو دی نہیں ہے اسکے جواب میں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کیا کروں لوگ مجھے سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم
 میں بخل دیا نہیں ہے۔ اور ساتویں مخلوق کی حیا رہے کیونکہ روایت ہے کہ عمر بن الخطاب
 نے نماز شروع کر دی تب اُنکو یاد آیا کہ مجھے طہارت نہیں ہے چنانچہ وہ نماز سے
 باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کی شرم سے نماز کو نہ توڑوں
 اور آٹھویں تحقیق اور خلق کا لحاظ اُٹھا دینے کی حیا کیونکہ روایت ہے کہ بعض صحابی سجدہ کو
 آ رہے تھے اور نماز ہو چکی تھی اور لوگ واپس جاتے ہوئے اُنکو ملے تو انہوں نے
 بغیر کسی اور علت کے شرم سے منہ پیمبر لیا اور جب تک سب لوگ گزر نہ گئے منہ پھیرے
 رہے۔ اور نویں حیا راستحقا رہے کیونکہ روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی
 ایک مناجات میں کہا کہ مجھے دنیا کی بعض ضرورتیں پیش آ جاتی ہیں مگر اسے پروردگار
 تجھے اُسکا سوال کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ اس پر جناب باری سے ارشاد
 ہوا کہ تم مجھے اپنی روٹی کے لئے نکم اور اپنے گدھے کے لئے چارہ تک مانگا
 کرو۔ اور دسویں حیانت و پارسائی کی حیا رہے جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کنا کہہ دینے
 کبھی زمانہ کیا نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں۔ اور گیارہویں وقار کی حیا جیسا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ سے جیا کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کا منہ رانا کہ یوں میں اُس شخص سے حیاء کروں جس سے فرشتے جیا کرتے
 ہیں۔ اور بارہویں حیا رخصت جبکی مثال یہ ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقداد
 بن مسعود سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہبی کے بارہ میں تم پوچھ دو

مجھے اُن سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے اسلئے کہ آنحضرت کی جگر گوشہ مرے نکاح میں ہیں۔ اور تیرے بیویں تعجب اور استبعاد کی حیا رہے جیسا کہ روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اُمّ سلیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے بارہ میں یہ پوچھتے سنا کہ جب عورت خواب میں وہ معاملہ دیکھے جو مرد دیکھتے ہیں تو وہ غسل کرے یا نہیں اور آنحضرت نے فرمایا کہ ہاں جب تری دیکھے تب عایشہ رضی اللہ عنہا نے شرم سے منہ ڈھانک کر کہا کہ کیا جیسا خواب مرد دیکھتے ہیں عورتیں بھی دیکھتی ہیں اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر یا شہداء اگر ایسا نہ ہوتا تو شاہد کمان سے ہوتی اور چود بیویں غربت کی حیا رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ”دو عین سے ایک شرم کے ساتھ چلتی ہوئی اُنکے پاس آئی اور پندرہ بیویں حق کو بیان کرنے کے لئے مثالیں دینے کی حیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی مثال مجھ اور اُس سے زیادہ کی دینے میں نہیں مقرر فرماتا اور سو بیویں حق کی حیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ ”اور اللہ حق سے نہیں شرماتا“ اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ”بیشک اللہ حق سے نہیں شرماتا عورتوں کے پیچھے کے عضو میں دخول نہ کرو“۔ اور ستر بیویں نصیحت کرنے والے عہد میں بارہ کے چھٹے رکوع (سورہ قصص کی چھیون آیت) كَجَاءَهُ اِحْدَاهُمَا تَمْثِلًا عَلٰى اسْتِحْيَاءٍ ۱۳

عہ پہلے بارہ کا تیسرا رکوع (سورہ بقرہ کی چھیون آیت) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٰ اِحْدَاهُمَا مَثَلًا مَّا لَبَّوْهُمَا فَمَا فُوتُوْهُمَا ۱۴

سہ بائیسویں بارہ کا چوتھا رکوع (سورہ اعراف کی آیت ۵۳) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٰ مِنْ اِلٰهِ ۱۵

کے لئے خود نصیحت قبول کرنے کی نگہداشت کی حیا جیسا کہ جناب باری عزاسم نے
 عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے عیسیٰ تم اپنے آپ کو نصیحت کرو پس
 اگر تم نصیحت قبول کرو تب لوگوں کو نصیحت کرو ورنہ مجھے شر مارو۔ اور اٹھارہویں
 مسراج کی شب کو لوٹ آنے کی حیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے کہ ”دین اپنے پروردگار سے شر لگاتا“ اور انیسویں کو تاہی امید کی
 حیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”شر مارو اللہ سے جیسا
 شر مانا جائیے“ اور بیسویں حیا را احسان ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن
 لوگوں کی نسبت خبر دی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرتے
 ہیں اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میں خلائق سے محاسبہ
 نوں گا تو مجھے اُن لوگوں کا محاسبہ لیتے ہوئے خرم آئیگی۔ اور پہنے جو خدا کے
 اس فعل کو احسان کہا تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ”ھل جزاء
 الاحسان لا الاحسان“ احسان کی جزا احسان ہی ہے۔ پس اُنکی
 پرہیزگاری کے معاوضہ میں اللہ تعالیٰ نے ترک محاسبہ کا احسان اُنکے ساتھ کیا۔ اور
 اکیسویں بار بار سوال کرنے کی حیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو
 اُسے میرے پروردگار، کہہ لکھ پکارتا ہے تو خداوند تعالیٰ اوس سے شہ پہر لیتا ہے
 اور پہرہ ”اے میرے پروردگار، کہتا کرتا ہی رہتا رہتا اور دوسری مرتبہ اور تیسری
 کہتا کرتا ہی رہتا رہتا اور دواہو کہ میں اپنے بندگی کی سیر پروردگار کے لئے شر لگایا اور باہوین معاف

عہ ستائیسویں پاؤ کا تیرہواں رکوع (سورہ رحمن کی ساٹھویں آیت) پہلا نیکی کے سوا نیکی کا بدرکہہ
 اور ہی ہو سکتا ہے؟

کی جا ہے جیسا کہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندہ پر عتاب فرمایگا تب وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار تیرا عذاب تیرے عذاب سے بہتر ہے۔

مین کہتا ہوں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ بندہ کو جب خدا دیگئی تو وہ ایسا ہو گیا کہ گویا جو حق اُس پر تہا وہ ادا ہو گیا اسلئے اُسکو اسکے بعد راحت ہوئی بخلات اُس کے

جب پر عتاب ہو وہ تو ہمیشہ اپنے پروردگار سے نادم و شرمندہ ہے اس سبب کہ وہ ہمیشہ رنج مین ہے۔ واللہ اعلم۔ اور چوتھیں توکل کی حیا ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مجھے اپنے رب عزوجل سے شرم آتی ہے کہ اُس کے سوا کسی چیز سے ڈرون۔ اور چوتھیں نیکو کاری کی حیا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُسی طرح شرم و حجل ہے کہ سنیان ثوری رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور اُن سے باتیں کیں یہاں تک کہ رابعہ نے کہا کہ میں تو دنیا کو اُس سے مانگنے مین شرمی ہوں جو اُسکا مال ہے، پھر اُس سے کیونکر مانگوں جو اُسکا مالک مین ہے۔ اور چوتھیں واجب کی حیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمانہ انصار کی ان لفظوں مین تعریف و توصیف کی کہ اُنکو جوار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (معمول ایام کے خون کی) زردی و تیرگی کا حال پوچھنے سے باز نہ رکھا۔ اور ستائیسویں جوار رست و عزت ہے چنانچہ روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعرؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں آپ کے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں مگر مجھے اُسکو آپ کے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ جو کچھ تم اپنی ان سے پوچھ سکتے ہو وہ مجھے بھی پوچھو۔ تب ابو موسیٰ نے کہا کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے مگر انزال نہ ہو تو ابھر

غسل واجب ہے، یا نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جب دو لون کی شرم کا پھین
 ملگئیں تو غسل واجب ہو گیا ہو کہ جب ایسا اتفاق ہوا تو ہم نے غسل کیا نہ تھا۔ اور انیسویں
 رحمت کی حیار ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سفید بال والوں کے تین
 آگ سے سزا دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اور انیسویں غور کی حیار ہے جیسا کہ
 ابوالوار دار کا قول محض فالون سے ”کیا نکلو اپنے پردہ و گار سے شرم نہیں آتی کہ
 عمارتیں ایسی بناتے ہو جن میں تم رہتے نہیں اور چیزیں وہ جمع کرتے ہو جو تم کھاتے
 نہیں اور امیدیں ایسی کرتے ہو جو پوری نہیں ہونے کی“ اور تیسویں معرفت کی حیار
 ہے جیسا کہ ایک نیکوکار نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے بصیر و ہاد
 اے یہودیوں جیسے لوگو! اپنے پردہ و گار سے حیار کرو۔ اور اکتیسویں ایمان کی حیار
 ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایہ ہے کہ آنحضرتؐ ارشاد فرمایا کہ ”حیار
 ایمان میں سے ہے“ اور ”حیار جنت میں جاگیں“۔ اور تیسویں حیار زینت ہے
 جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جس چیز میں زمی ہوگی اُسکو وہ زینت دے گی۔
 اور تیسویں بھلائی کی حیار ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اس سوال کے
 جواب میں ہے کہ حیار کیسی چیز ہے ”حیار سراسر بھلائی ہے۔ دین اور دنیا کی بھلائی
 ہے“ اور انکا قول ہے کہ جب لوگوں کے ساتھ مل جلکر رہنے کی بلا میں مبتلا ہو تو بچتے
 اور خوب بچتے رہو اس تمہارا کوئی ایسا فعل محفوظ نہ رہے گا جس سے تم اللہ تعالیٰ
 کی نظروں سے اور اُس شخص کی نظروں سے گرو جو تمہارے ترک ادب کا حال سنے
 اور یہ کہا کرتے تھے کہ جب تک آفتاب مغرب سے طلوع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھلا رہے گا
 اگلے جہنم سے کوئی یہودہ بات یا کوئی ایسا فعل نہ ہو جو حکو اللہ تعالیٰ پسند

نہیں فرماتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہی سب سے زیادہ تمہارا مستحق ہے
اور اُسکی امید رکھو کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تمکو قبول فرمائیگا۔

(۲۲۲) ابوالفتح ابراہیم بن احمد بن مولد رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ سرفہ کے بڑے بزرگوں اور جو انزودن میں سے تھے اور انکی سیرت سب سے عمدہ تھی
ابو عبد اللہ بن جلال روضقی و ابراہیم بن داؤد قصار رقی کی صحبتوں میں رہے تھے۔ انکا
قول ہے کہ حق کی نگہبانی جسکی خبر گیران ہوگی وہ اُس سے زیادہ بزرگ ہے جسکی علم کی
سیاست ادب دینے والی ہو (میں کہتا ہوں) کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ
حق تعالیٰ کی نگہبانی اُن علمتوں سے اُسکو بجا دے گی جو اُسکو نقصان پہنچائیں بخلاف
علم کی نگہبانی کے کہ جہاں یہ ہوگی وہ اگر ایک درجہ سے چھوٹے گا تو دوسرے میں
ضرور ہی بڑھ جائے گا اسلئے جسکی خبر گیران حق کی نگہبانی ہوگی وہ اُس شخص کے حکم
میں ہوگا جو پیر و مرشد کے ہاتھ پر چلتا ہے اور جسکی خبر گیران علم کی نگہبانی ہوگی وہ
اُس شخص کے حکم میں ہوگا جو اپنی ذات سے بغیر پیر و مرشد کے چلتا ہے واللہ اعلم
اور انکا قول ہے کہ روحیں خوشیوں میں پیدا کی گئی ہیں اسی لئے یہ ہمیشہ مشاہدہ سے
خوشی کی جگہ کی طرف عروج کرتی ہیں اور جسم بخون سے پیدا ہوا ہے ہن اسی لئے
یہ ہمیشہ اپنے بچ و دلکیف یعنی فانی خواہشوں کی جستجو اور اُنکے لئے بچ کشی کی طرف
لوٹتے ہیں۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جس نے اُسکے ذریعہ سے گفتگو کی اُس نے اپنے آپ
سے اُسکو فنا کر دیا اور جس نے اُس سے گفتگو کی اُس نے اپنے لئے اُسکو باقی رکھا بعدہ

دو شعر پڑھتے تھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے ۵

عاشقوں کا آبِ چشم - اور سوزِ دل
گر نہ تھے آب و آتش تھے ذلیل
آگ کیا ہو؟ اُن کی آوِ آتشیں
اب؟ انہیں کی چشمِ گریان کی سبیل
اور آنکا تول ہے کہ کہانے میں نقرار کے آواب بہ بین کہ عمدہ کہاؤن کی طرف ہاتھ نہ
بڑھائیں مگر ضرور کچے دنت اور پیرا سوت بھی صرف سہلِ رنق کے انداز سے کہاؤں
گو پہاڑ کے برابر کہانے کیوں نہوں اور باقی اوروں کے لئے چوڑ دین - اور جو شخص
اور امر الہی کو بجالانے کیلئے اپنے نفس کے ساتھ مستعد ہوا اُس کے مقبول ہونے
میں شک ہے اور جو اُنکے بجالانے کو اللہ کے ذریعہ سے کٹا ہوا وہ بلا شک مقبول
ہے۔ اور مجاہدہ کے بعد فترتِ ابتدا کی خرابی سے ہوا کرتی ہے اور کشف کے بعد
حجابِ احوال پر مطمئن ہو جانے سے ہوتا ہے۔ اور تمہارا نفس تم کو معمولی چال سے
لیجاتا ہے اور تمہارا قلب تم کو لے اڑتا ہے اسلئے تم کو اُس کے ساتھ رہنا چاہئے جو جلد
پہنچنے والا ہے اور اسی معنی میں کہا گیا ہے ۵

تری رفتار ہے کشتی کی رفتار ہے بلجائے پروں کا اور پردار

(۲۲۳) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن سالم بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



سہل بن عبد اللہ تری کے مرید اور اُنکے ایسے کلام کے راوی ہیں جو اُنکے سوا
کسی اور بزرگانِ طریقت کی طرف منسوب نہیں ہیں۔ یہ صاحبِ اجتہاد تھے اور اُنکا
طریقہ دہی تھا جو اُنکے پیر سہل کا تھا اور بصرہ میں اُنکے پیر وان طریقت موجود ہیں

جوانکی اور نیز انکے بیٹے ابوالحسن کی طرف منسوب ہیں۔ انکا قول ہے کہ جس شخص میں توکل کی سکت ہو اُسکے لئے کسی حال میں کب کرنا مباح نہیں ہے مگر معادنت کے طور پر نہ کہ اُس پر اعتماد کرنے کے طریقہ سے کیونکہ توکل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا اور کب کرنا آپ کی سنت ہے، اور جو شخص کمزوری کے باعث توکل سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا باز رہے اُسکو کسب کرنا چاہئے تاکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے درجہ سے نہ گریجیسا کہ اُنکے حال کے درجہ سے گرا۔ ان سے پوچھا گیا کہ مخلوق میں اولیاء اللہ کن باتوں سے پہچانے جاسکتے ہیں انہوں نے کہا کہ اپنی ترم زبانی سے اور جو کوئی ان سے معذرت کرے اُسکے عذر کو قبول کر لینے اور کل مخلوق نیکو کار و بدکار کے ساتھ یکساں مہربانی پیش آنے سے اور جو شخص اپنی بُرائیوں کو چھپا کر رکھتا چاہتا ہو اور اپنی پردہ دری نہ چاہتا ہو اُسکو لازم ہے کہ جو شخص اُسکا جرم کرے اُس سے بردباری کے ساتھ پیش آئے اور اپنے مال میں سخاوت کرے۔ اور ہر عاقل کے لوازمات میں سے ہے کہ دنیا داران سے بچا رہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا اور اپنے اشتغال کے تذکرہ میں ہنساکر اُسے اُن دینی و دنیوی مصالح سے باز رکھیں گے جنہیں وہ مصروف ہے۔

(۲۲۴) محمد بن علی بن نسوی رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ



نساء کے بڑے بزرگانِ طریقت اور ابو عثمان حیری کے (جبکی نسبت کہا گیا ہے کہ اہل

عہ نسا بروزن سہارن کا ایک شہر ہے اور جیسا کہ باقوت محمودی لکھتے ہیں پوری جہاں کے فاضل پروفیسر و آئی ایم

امام تھے) یارون بن سے تھے۔ یہ سائل دو اردات کی تحسین کے لئے ابو عثمان کے پاس جانے کے ارادہ سے نہا سے جب روانہ ہوتے تھے تو جب تک نیشاپور پہنچا اور دریافت طلب دریافت نہ کر لیتے چچ بن مطلق کھاتے پیتے نہ تھے۔ یہ بہت بڑے عالی بہت بزرگ تھے اور انکی کرامت ظاہر تھی۔ انکے اقوال یہ ہیں :- دینا سے پرہیز کرنا رغبتِ آخرت کی کنجی ہے۔ اولیاء کی نشانیاں اور انکی کرامتیں یہ ہیں کہ جن تقدیری امور سے عوام ناخوش ہوتے ہیں ان سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ تسخی کی سخاوت صرف اسی سے خالص ہوتی ہے کہ اپنے عطیہ کو حقیر سمجھے اور جس نے اسکا عطیہ قبول کیا اسکا احسان مانے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی خدمت ثواب کی امید یا عذاب کے ڈر سے کسی اُسنے اپنی دنارت کھو دی اور اپنی طمع ظاہر کر دی اور غلام کے لئے بہت بُری بات ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کسی دینی یا اخوی غرض سے کرے۔ اور جیسے اپنی کرامت ظاہر کی وہ دعویٰ ہے جیسے کرامتیں ظاہر ہوئیں وہ دل ہے۔

(۲۲۵) ابو بکر احمد بن محمد بن سعدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اصل میں بغداد کے رہنے والے اور جنید و ثوری رضی اللہ عنہما کی صحبتیں پا سے ہوئے تھے۔ یہ اپنے وقت کے تمام بزرگوں سے صوفیہ کے علوم میں زیادہ تر باہر تھے اور علاوہ ان علوم شرع کے بھی سر پر آورہ عالم تھے اور امام شافعی کے مذہب کے پیرو تھے اور گویا وہ مقرر شخص تھے۔ ایک مرتبہ شاہِ روم کے پاس اہل طرسوں کی بیطرفی سے

ایک شخص کو پہنچنے کی ضرورت ہوئی تو عسلم وفضل اور تقریر و فصاحت میں کوئی بھی
 ان کا جیسے بڑا یا ہائیک کہ لوگوں نے کہا کہ اس زمانہ میں اس گروہ میں صرف دو آدمی
 رہ گئے ہیں ایک ابو علی رد وباری مصر میں اور دوسرا ابو بکر بن سعدان عراق میں اور
 ابو بکر زیادہ سمجھ دار ہیں۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ جو شخص صوفیوں کی صحبت میں
 رہنا چاہے اس کو بے نفس - بے دل اور بے ملک ہو کر ان کی صحبت میں آنا چاہیے
 جسے روایت کا علم سکھاوہ وراہت کے علم کا وارث ہوا اور جسے درایت کا علم سکھاوہ رعایت (گمشت
 حق) کے علم کا وارث ہوا اور جسے رعایت کے علم پر عمل کیا اس کو حق کی راہ ملگئی۔ جو شخص غفلت
 کے ساتھ مشاغلہ کرنے کو بیٹھا اُس میں تین جہنم کا پایا جانا لازمی ہے اول جدال اور چیخا جانا
 اور یہ منع ہے دوسرا لوگوں پر برتری کی خواہش اور یہ بھی ممنوع ہے اور تیسرا کینہ و غضب اور
 یہ بھی ممنوع ہے اور جو شخص انصاف کرنے کو بیٹھے گا اُس کے کام کی ابتدا نصیحت
 پہنچ رہنمائی اور انجام برکت ہوگی جب حقائق ظاہر ہوئے تو علم و فہم کے آثار مل گئے
 روحیں نور سے پیدا کی گئیں اور قابو میں ڈالی گئیں پس جب روح قوی ہوئی
 تو عقل کی ہمجنس ہوگی اور برابر نور آنے لگے اور قالب کی تاریکی زایل ہوگئی اور
 روح و عقل کے انوار سے قالب روحانی اور مطہر اور اُس کے طریق کے پابند ہو گئے
 اور روحیں اپنے معدن یعنی غیب کی طرف رجوع ہوئیں اور مقدرات کے مجرمی کو مطالعہ
 کرنے لگیں اور قضا و قدر کے مورد سے راضی ہونے لگیں۔ اور صوفی تو وہی
 ہے جو صفات و علامات سے باہر ہو گیا ہو۔



صرف مکاشفہ کے ذریعہ سے۔ سب کے اچھا وہ وقت ہے جس میں حق مجھے راضی ہو۔
اور فقیروں کے اخلاق میں سے یہ ہے کہ انکو نہونے کے وقت اطمینان ہو اور
ہونے کے وقت بیقراری اور غم و رنج سے انوس ہوں اور لوگوں کے دنیا پر خوش
ہونے سے گہرا ہین۔

(۲۲۷) ابو عمر و محمد بن ابراہیم زجاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل میں بنشاپور کے تھے۔ جینہ۔ ثوری۔ ابو عثمان۔ رُویم و خاص رضی اللہ عنہم
کی صحبتیں اُٹھائیں۔ مکہ معظمہ آئے وہیں سکین گزین ہوئے دہان کے شیخ اور فاضل
ہوئے۔ انہوں نے تقریباً ساڑھے چار کھ اور ہم ہی میں تین سو اڑتالیس ستائیس ہی میں حیات کی
یہ۔ گمان۔ نہر جوری۔ مرتعش و غیر ہم ایک جگہ جمع ہو کر تھے اور یہی صدہ حلقہ ہوتے
تھے اور جب کسی امر میں تقریر کرتے تھے تو سب کے سب انکے کلام کی طرف رجوع کرتے
تھے۔ اور انکے فضائل احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ چالیس برس مکہ معظمہ میں رہے مگر کبھی
انہوں نے احاطہ حرم میں بوان برازی کیا بلکہ برابر قضاے حاجت کو حل کی طرف جاتے تھے۔

عہد حرم کہ اس زمین کو کتنے ہیں جو ہر طاعت سے کہ گو گہرے ہوئے اور اس کے حکم میں ہے۔ اسکو حرم
اس سب سے کہتے ہیں کہ اس میں وہ چیزیں حرام ہیں جو ایک حرام نہیں ہیں۔ اس کے حدود ہر جانب برابر
نہیں ہیں۔ اور مکہ حرم کی سمتوں کے سوا باقی ہر سمت میں حرم کی حد پہنچا رہا ہوا
۱۲۔ مترجم۔

عہد حرم کے سوا جو زمین ہے وہ ”حل“ ہے ۱۲۔ مترجم۔

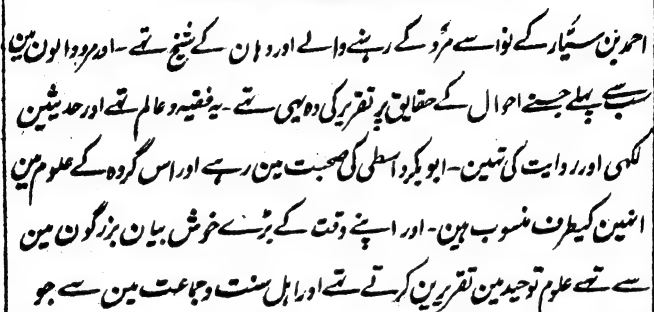
انکا قول ہے کہ جیسے ایسے حال کی نسبت لب کو لے جبکہ وہ پہنچنا نہیں ہے اُس کا
کلام اُس شخص کیلئے آفت ہے جو اُسکو سننے کا اور نفسانی خواہش ہے جو اُسکے قلب
میں پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکے لئے اُس حال پر پہنچنا حرام کر دے گا۔ اور
جو شخص حرام میں رہے اور اُسکا قلب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے تعلق
رکھے وہ کہلے ہوئے گماتے میں ہے اور جسے حرم میں پرہیزی حاجیوں کی کوئی چیز
فرائض سے زندگی بسر کرنے کیلئے چرائی اُسکو اللہ تعالیٰ نے دور باش کہی اور اُسکے دل
کو بخل و غصہ کے سپرد کیا اور خشکارت میں اُسکی زبان کہو لدی اور معرفتوں سے اُسکے
دل کو خالی کر لیا اور یقین کے انوار اُس سے نکال لئے اور اپنی غلو فوات کو اُسکا دشمن
بنادیا میں کتاہرمون کہ اسی پر اُن لوگوں کو بھی قیاس کرنا چاہئے جو بیت المقدس
مدینہ منورہ کے حرم اور بڑی بڑی قابل تعظیم مسجدوں جیسے مصر کی جامع ازہر ملک مغرب
کی جامع زیتونہ وغیرہ میں رہا کرتے ہیں واللہ اعلم یہ کہ کرتے تھے کہ کوئی ہوں چیز کے
لئے یہ دعا پڑھی آزمائی ہوئی ہے اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيُكُوْمَ لَكَ سُرُكِب
فِيْهِ اَجْمَعُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ضَالَّتِيْ اور اُسکے پہلے تین بار سورہ البقرہ پڑھی چڑھے۔ میرا ایک
گنیمتہ و جہ میں گر پڑا تو میں نے یہ دعا پڑھی آخر کنا کے درقون میں جھکوں اَلٹ ہلٹ رہا تھا
مجھے وہ گنیمتہ ملیا۔ ان سے اس حدیث کا کہ تَفَكَّرُوْا سَاعَةَ خَيْرٍ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّ مِائَةٍ
(ایک گھنٹہ کا غور و خوض سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے) مطلب پوچھا کیا تو انہوں نے کہا کہ اس
سے حرمِ مدینہ جیل و غیر جیل ڈر کے مابین ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق اسکو حرم
حرم و تعظیم کے اعتبار سے حرم کہتے ہیں۔ ورنہ شکار کرنے اور درختوں کے کاٹنے وغیرہ میں اسکا
حکم کہ حرم کا مابین ہے ۱۷ مترجم

五·九·四

آنکاء غافل و غلطی اور مولد و منش بلند ادا تھا۔ جنیدؒ کی صحبت میں رہے اور انہیں کے
مريدون میں شمار ہوتے تھے اور انہیں کی طرف منسوب تھے۔ گو توری۔ و دوم میمون
جریری وغیرہم بزرگان طریقت کی صحبتیں بھی انہوں نے پائی تھیں۔ گروہ صوفیہ کی
کتاہوں۔ حکایتوں اور سیر میں لوگ انہیں کی طرف رجوع کرتے تھے۔ یہاں تک
کہ ایک دن انہوں نے کہا کہ ایک سو تیس سے کچھ اور صوفیوں کے دیوان میرے
پاس ہیں۔ اس پر ان سے پوچھا گیا کہ علی بن محمد ترمذی کی کتابوں میں سے بھی کوئی
آپ کے پاس ہے۔ اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں انکو صوفیوں میں شمار
نہیں کرتا میں کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ وہ اکابر صوفیہ اور اولیاء میں سے تھے۔
اور اگر انکی اور کوئی مناقب سنو تو یہی کیا کم ہے کہ انکے بنائے ہوئے چند سوال میں
جیسے جواب ختم الاولیاء کے سو کسی سے بن نہیں پڑتے۔ اسی سے انکے مقام کا
پتہ چلتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن العربیؒ نے اسکی تصریح کی ہے۔ اور امام قشیریؒ
نے انکو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہر طریقت کا مدار ہے۔ اور عارف جو صوفیوں
کے دیوان جمع کرتے ہیں تو انکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملت
میں انکے طریقے معلوم کر کے مریدوں اور بایوں کو انکی ہدایت کریں کیونکہ اولیاء اللہ
تعالیٰ کے دروازے میں بس جس شخص میں ایک دلی کے طریق سے داخل ہونے کی

قابلیت نہوگی وہ دوسرے کے طریق سے داخل کیا جائیگا۔ اور جو شخص لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اُسکو اس سے بڑی مدد ملتی ہے کہ جو خاص طریق کسی کیلئے وہ اختیار کرنا چاہے اُس پر اُس سے پہلے کچھ لوگ چل چکے ہوں۔ واللہ اعلم۔ یہ بڑے فتویٰ دینے والے اور عمدہ ترین و کامل ترین حال والے بزرگ تھے۔ انہوں نے سائنس کے قریب کئے تھے اور تین سو اڑتالیس مسکنہ ہجری میں بغداد سے ملک بنگالی راہ لی۔ انکی فرخونہ زینہ میں سہری شہلی وجند رضی اللہ عنہما کے مزاروں کے قریب واقع ہے۔ آنکے چند اقوال یہ ہیں :- اہل حقائق اُن علاقے کو جو انہیں حق سے جدا کرے قبل اسکے قطع کر دیتے ہیں کہ وہ انکو جدا کرنے پائیں۔ قرابت مندوں کے ساتھ سلوک کرنے کیلئے کام کرنا اخلاص میں خلل انداز نہیں ہے۔ جو شخص اپنے حال میں تنہا ہی (یعنی محدود) ہو گا وہ ہر چیز میں اثر کرے گا اور ہر شے کے اندر آئیگا اور اُس میں کوئی چیز اثر نہ کرے گی اور نہ کچھ اُس سے لیگی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آغاز حال میں وحی اُترتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ ”مجھے چار دین لپیٹو مجھے چار دین لپیٹو“ تاکہ آپ ممکن ہو جائیں اور ٹھہر جائیں۔ آزاد مردوں کی کوششیں دنیا میں اپنے بھائیوں کے لئے ہوتی ہیں نہ اپنی ذات کیلئے میں کہتا ہوں کہ جب میں نے نو سو پینتالیس مسکنہ ہجری حج کیا تو میں نے جو کچھ دعائیں بیت اللہ کے ارد گرد میں اور بیت اللہ کے اندر اور تمام قبولیت کی جگہوں میں کیں سب اپنے بھائیوں کے لئے کیں کیونکہ جو انور دی ہی ہے کہ اپنی ذات کے نفع پر اپنے بھائیوں کے نفع کو مقدم رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکی حاجتوں کو بر لائے اور شکلوں کو آسان کر دے فالحمد للہ رب العالمین۔ یہ کہتے تھے کہ میں نے جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ جس شخص نے ماملت میں خلوص برتا اُسکو اللہ تعالیٰ

نے جوئے و عودن سے بجات دی۔ یہ بیان کرتے تھے کہ حرم شریف میں ایک شخص کو
 ہوک لگی اُس نے ہجر امیل میں اپنے رب سے دعا کی چنانچہ میز اب کی چاندی کی ایک
 کیل اُسکی گود میں گر پڑی جس سے اُس نے اپنا کام جلایا۔ ان کا قول تھا کہ میں نہیں
 جانتا کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے احکام کے علم سے افضل ہی کوئی چیز ہے کیونکہ اعمال
 پاک و صاف نہیں ہوتے مگر علم ہی سے اور جسکے پاس علم نہیں اُسکا عمل نہیں۔ ان
 علم کے متعلق جو چیز ناپسندیدہ ہے وہ اُسکا ضائع کرنا اور پس پشت ڈال دینا ہے
 اس پر ان سے پوچھا گیا کہ تو کیا علم کی طلب کوئی عمل ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو بہت
 بڑا عمل ہے اور کیونکہ علم ہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت و اطاعت حاصل ہوتی ہے
 اور علم ہی سے جینا کر نوالے اللہ تعالیٰ سے شرانے ہیں اور علم اعمال سے مقدم ہے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَ الْقُرْآنَ مَالِكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ان کو وہ باتیں سکھائیں
 جو اُسکو معلوم نہ تھیں) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَ الْبَيَانَ (اُسکو بون سکھایا)
 اور جو ناقص ہو گا وہی علم کو بڑا سمجھے گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تم فقیر کو کہاتے ہوئے
 دیکھو تو جان لو کہ تین حال سے خالی نہیں ہے یعنی جو وقت اُس پر گزر چکا ہے اُسکے
 سب سے باجوہ وقت اُس پر انبوالا ہے اُسکی پیشین بینی کیلئے یا جو وقت اُس پر گزر رہا ہے اگر
 لحاظ سے کہنا ہے میں کہتا ہوں کہ اُسکے معنی یہ ہیں کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ
 کہانے سے اُسکا مقصود مضن خواہش کا پورا اور خوشی حاصل کرنا ہو بلکہ اُسکا کہانا
 صرف ضرورت ہو۔ واللہ اعلم۔ اور انکا مقولہ ہے کہ فقروں کی صحبت کو لازمی سمجھو کیونکہ
 یہ دنیا کے خزانے اور آخرت کی کنجیاں ہیں۔



شخص انکی پناہ چاہتا تھا اسکی پشت پناہ تھی۔ سلاکتہ تین سو یا بیس جوی من باغ منوان
کو سد بارے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اوس گناہ کے چوڑیٹنے کی کیا سبیل ہے جو لوح محفوظ میں
لکھا جا چکا ہو اور اُس مرض کے پندے سے نکلنے کی کوئی راہ ہے جسین بندہ بندہ
ہو ا ہے۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ مرید اپنے نفس سے کیونکر ریاضت
کراے تو انہوں نے کہا کہ مرید بھرینی سے چہیز۔ نیکو کار دن کی صحبت۔ رفیقوں کی
خداقت۔ اور فیقروں کے ساتھ بیٹھنے کے ذریعہ سے اور آدمی اُسی مقام پر رہتا ہے
جہاں وہ اپنے آپ کو رکھے۔ اور انکے بعض مقولے یہ ہیں :- معرفت کی حقیقت
معارف سے باہر نکل آتا ہے۔ کبھی کس عاقل نے مشاہدہ سے لذت نہ اُٹھائی کیونکہ
حق کا مشاہدہ ایسی قضا ہے جسین نہ لذت ہے نہ لذت پانا اور نہ مزہ ہے نہ مزہ لینا
کوئی شخص حق کی نین کہتا مگر وہی جو حق سے حجاب میں ہے ع

آنرا که خبرش بخبرش از دنیا مد

خطرات نبیوں کے لئے ہیں و سوسے دیہوں کے لئے اور فکر عایوں کے لئے۔
 قطع کی تاریکیاں مشاہدہ کے انوار کو روکتی ہیں۔ ہدایت کا لباس عایوں کے لئے
 ہیبت کا لباس عارفوں کے لئے زینت کا لباس دنیا داروں کے لئے۔ نقار کا
 لباس ولیوں کے لئے اور تقویٰ کا لباس حضوری مانون کیلئے ہے اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے ولباس التقویٰ ذلک خیر (اور پہیز گاری کا لباس سب لباسوں سے بہتر
 ہے) جسے اپنے دین میں باریک بینی کی اُسکے لئے بل صراط باوجود اپنی باریکی کے
 کشادہ ہو جائے گا اور جسے اپنے دین میں وسعت سے کام لیا اُسکے لئے بل صراط
 باریک ہونے کے علاوہ تنگ بھی ہو جائے گا۔ اور جسے اُسکے حقوق کے سامنے
 اپنے حقوق کو میٹ دیا اُس سے ہر سختی و عذاب میٹ دیا جائیگا۔

(۲۳۰) ابو بکر بن داؤد دینوری رقی رحمہ اللہ تعالیٰ



شام میں رہتے تھے اور ابو علی رودباری کے ہنغیون میں سے تھے مگر انہوں نے سو
 برس سے زیادہ عمر پائی۔ ابو عبد اللہ ابن الجلاب بڑے ابو بکر قاتنی اور ابو بکر مصری کی
 صحبتوں میں رہے لیکن ابن الجلاب کی طرف زیادہ منسوب تھے۔ اور اپنے وقت کے
 بزرگترین مشائخ میں سے عمدہ ترین حال والے اور بزرگوں کی صحبت یافتہ ہونے میں
 سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ تین سو پچاس ہجری کے بعد رہ گراے عالم جاوید لینی
 ہوئے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ فقر و تصوف میں کیا فرق ہے تو انہوں نے

عہ بارہ ہستم رکوع دہم (سورہ اعراف آیت ۲۶)

کہا کہ فقر تصوف کے حاملوں میں سے ایک حال ہے۔ پیران سے پوچھا گیا کہ تصوف کی علامت کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہر وقت ایسے امر میں مشغول رہنا جو سب سے بہتر ہو۔ اور انکا قول ہے کہ فقر احب علم کی حقیقت ہے اُن کو علم کے ظاہر کی طرف آنے میں تو اپنے احوال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوا دلی کرتے ہیں بخلاف غیروں کے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اہل معرفت اپنے معبود (شنا سالیعی جس ذات کی معرفت اُنکو حاصل ہے) کی زندگی کیلئے زندہ رہتے ہیں اسلئے حقیقت میں زندگی ہے تو اہل معرفت کی نہ کہ اوروں کی ۷

زندگی زندہ دلی کا ہے نام مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

(۲۳۱) ابو محمد عبدالسدر بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن رازی
رحمہ اللہ تعالیٰ



دو شعرائی کے نام سے مشہور تھے۔ اصل کے اعتبار سے رائے کے اور مولد و نشا کے لحاظ سے نیشاپور کے تھے۔ مجتہد۔ ابو عثمان حیرتی۔ دوم۔ محمد بن الفضل۔ سمنون جوزجانی۔ محمد بن حامد وغیرہم بزرگان صوفیہ کے فیضان صحبت سے مالا مال اور ابو عثمان کے جلیل القدر مریدوں میں سے تھے۔ اور ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی بہت تعظیم و توقیر کرتے اور انکے رتبہ شناس تھے۔ اپنے زمانہ میں نیشاپور کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے اقتدر ریاضتین کی تین کتابیں لکھی تھیں اور ثقہ پاکیزہ نہیں لاسکتے۔ علوم صوفیہ کے عالم تھے۔ اور حدیثیں بہت لکھی تھیں۔ اور ثقہ پاکیزہ

وصاف آدمی تھے۔ انہوں نے سترہ تین سو تین ہجری میں عالم بالا کا سفر کیا
ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ لوگ اپنے صیون کو جانتے ہیں
اور یہی اپنی خوب کو دوست رکھتے ہیں اور نہ اسکو چھوڑتے اور نہ طریق صواب کی طرف
لوٹتے ہیں۔ اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ لوگ علم پر ناز
کرنے میں مشغول ہوئے اور اس پر عمل کرنے میں مشغول نہ ہوئے اور ظاہری باتوں
کی چات میں من لگ گئے اور باطنی چیزوں کی تفتیش و تجسس کو چھوڑ بیٹھے اسلئے اللہ تعالیٰ
نے صواب کی طرف نگاہ کرنے سے اُن کی آنکھوں کو اندھی کر دیا اور اُن کے اعضا
کو عبادت سے روک دیا۔ انکا قول ہے کہ عارف خلق اللہ کی موافقت پر صحت
اللہ ہی کی عبادت کرتا ہے ورنہ تو اُس حالت کے ساتھ جو اصد جاہل ہے اللہ کے
ساتھ ہے۔ اور معرفت بندوں اور اُنکے آقا کے درمیان پردوں کے اُٹھ جانے
کا نام ہے۔

(۲۳۲) ابو عمرو اسماعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن سالم

بن خالد سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ شیخ ابو عبد الرحمن سلمیٰ کے جو اہم شیری کے پیر تھے واد اتھے۔ ابو عثمان رضی اللہ
عنه کی صحبت میں رہے اور اُنکے بہت بڑے اصحاب میں سے تھے۔ جیند رضی اللہ
عنه سے لے اور اپنے وقت کے بڑے بزرگان طریقت میں سے تھے۔ حال کو شنبہ

بنانے اور وقت کو بچانے کا انکا ایک خاص طریقہ تھا جس میں یہ منفرد تھے۔ ابو عثمان کے اصحاب میں سب سے پیچھے انون نے فرشتہ تین سو چھاسٹھ ہجری میں دار آخرت کی راہ لی۔ انون نے حدیثین سنین اور روایہ کین اور ثقہ تھے۔ آنکے چند متوالے یہ ہیں۔ ہر حال علم ہی کا نتیجہ ہوا کرتا ہے اسلئے صاحب علم کے حق میں اُسکے نفع سے اُسکا ضرر زیادہ ہوتا ہے۔ جسکے نزدیک اپنے نفس کی عزت ہوئی اُسکے نزدیک اُسکا دین ذلیل ہوا جبکہ دیکھنا مگر مذهب نہ بناے تو جان لو کہ وہ غیر مہذب ہے کسی شخص کا قدم عبودیت میں خالص نہیں ہوتا تا وقتیکہ اپنے نزدیک اپنے کل کاموں کو ریا اور اپنے سب حالوں کو دعویٰ نہ سمجھے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو نیکیوں اور نیکیوں کا رون کی خدمت اُسکو نصیب کرتا اُنکے اشاروں کو قبول کرنے کی توفیق دیتا نیکیوں کی راہ میں اُسپر آسان کر دیتا اور نیکیوں پر ناز کرنے سے روکے رکھتا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ دعویٰ کہاں سے پیدا ہوتے ہیں انون نے کہا کہ کبر و غرور اور باطن کے فتور سے۔ آنکے بعض اقوال یہ ہیں۔

دعویٰ تو صرف ابتدا کی خرابی ہی سے پیدا ہوتے ہیں اسلئے جسکی ابتدا درست ہوئی اُسکی انتہا درست ہوئی اور جسکی ابتدا بگڑی وہ اکثر احوال میں سے کسی حال میں ہلاک ہو جاتا کرتا ہے۔ ملاشی کا کسی کوئی دعویٰ نہیں ہوتا کیونکہ وہ کسی چیز کو اپنی جانتا ہی نہیں جس کا وہ دعویٰ کرے عام مسلمانوں کا احترام کرو اور کسی کام میں جینک کہ تمہارے اسکان میں ہو مکیانہ بنو اور لوگوں میں گناہ ہو کیونکہ لوگوں میں جب قدر بچانے جاؤ گے اور انہیں مشغول ہو گے اُسقدر تمہارے پروردگار کے حکموں میں سے تمہارا حصہ ضائع ہو جائیگا جسے اپنی خیریاں اُس شخص بظاہر کین جو اُسکے نفع و ضرر کا مالک نہیں ہے اُسے

اپنی جمالت ثابِت کی۔ اور شخص استقامت میں حد تک پہنچ گیا اُسکے ذریعہ سے کوئی شخص کچھ نہوگا اور جو کچھ ہوا اُسکے ذریعہ سے کوئی سید نہوگا۔

(۲۳۳) ابو الحسن بن احمد بن سہل بوسنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ جو افرادِ خراسان میں بیکانہ زمان تھے۔ ابو عثمان سے ملے و عراق میں ابن عطار و جبریری کے ساتھ اور شام میں طاہر مقدسی و ابو عمرو دشقی کی صحبتوں میں رہے۔ اور بہت سے مسائل میں شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کی۔ اور یہ اپنے وقت کے سب مشائخ سے علوم توحید و علوم معاملات کے زیادہ تر جاننے والے حسن اخلاق و فتوت و تجربہ کے طریقہ میں سب سے اچھے اور فیرون کی تعظیم کرنیوالے تھے۔ تین سو اڑتالیس ہجری میں اس دازمانی سے عالم جاویدانی کی طرف سدا رہے۔

تصوف کے بارہ میں ان سے سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ آج اسکا نام موجود ہے مگر حقیقت نہیں ہے حال آنکہ یہ حقیقت تھا نام نہ تھا۔ انکا قول ہے کہ جبکا باطن اُسکے ظاہر سے افضل ہو وہ دلی ہے جبکا باطن و ظاہر یکساں ہو وہ عالم ہے اور جبکا ظاہر اُسکے باطن سے بہتر ہو وہ جاہل ہے اور اسی لئے وہ اپنے حق میں انصاف نہ کر گیا اور غیر سنے انصاف کا طالب ہوگا۔ ان سے پوچھا گیا کہ زیرک کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو اپنی ذات انحال اخلاق و عادات میں بے تکلف و مبک ہو۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ نیکی اپنے رتبہ سے نیچے آنا ہے اور بدی دو ٹوک کرنا ہے۔

(۲۳۴) ابو عبد اللہ محمد بن خفیف ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شعبہ ازمین مقیم ہوئے اور شیخ المشائخ دیکھتا ہے زمانہ اور ظاہری علوم و حقائق کے عالم تھے۔ مقامات و احوال اور سارے اخلاق و اعمال میں انکی حالت بہت عمدہ تھی۔ ائمہ یقین ہو اکتبر ہجری میں ہستی موہوم کے بوجہ سے سبکدوش ہوئے۔ انکے چیدہ اتوال یہ ہیں :- تصوف و لون کا صاف کرنا طبعی اخلاق کو چھوڑنا صفات کا بھٹانا نفسانی غلو سے کنارہ کرنا روحانی صفاتوں کا آنا حقیقت کے علوم سے لگا دھونا ساری امت کا خیر خواہ بننا اور شریعت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا ہے۔ رخصتوں سے فائدہ اٹھانے اور تاملیوں کو قبول کرنے میں نفس کی باگ ڈوبیل کر دینے سے کوئی چیز مرید کے لئے زیادہ ضرر رسان نہیں ہے۔ ذکر و تقسم کے بین ظاہری و باطنی - ظاہری تو تلیس (لا الہ الا اللہ کتنا) تحمید (الحمد للہ کتنا) تجمید اور قرآن پڑھنا ہے اور باطنی اللہ تعالیٰ اُسکے صفات اُسکے اسما و افعال کی معرفت اور ساری مخلوقات پر اُسکے احسان کے دائرہ سارہ ہونے اُسکی تدبیر کے جاری رہنے اور اُسکے احکام کے نافذ ہونے کی شرطوں سے آگاہ رہنے کے متعلق دلوں کو باخبر رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر منفرد ہے اور وہ مذکور کا اسطور پر یاد کرنا ہے کہ اُسکی آ حدیت کو ہر مذکور سے جوا اُسکے سوا ہے منفرد یعنی الگ کر لیا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ لا الہ الا اللہ سب ذکر دن سے افضل ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جبکہ اللہ تعالیٰ

کیطرت کی راہ معلوم ہوئی اور وہ اُسپر چلنے کے بعد لوٹ آیا اُسپر اللہ تعالیٰ ایسا عذاب کرے گا کہ سارے عالم میں کسی پر نہ کیا ہوگا۔ اور انکا مقولہ ہے کہ تم اُسکا پیچھا نہ چوڑو جو تمکو اپنے فعل کی زبان سے نصیحت کرے اور اپنے قول کی زبان سے نصیحت نہ کرے۔

(۲۳۵) ابوالحسن بندار بن حسین شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آذربجان میں رہتے اور اصولِ دُبان کے عالم تھے۔ علمِ حقائق میں ان کی توستِ بیان محتاجِ بیان نہیں ہے۔ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی تعلیم اور بہت قدر کرتے تھے مختلف قسم کے مسائل میں انکے اور ابنِ خلیفہ کے مابین گفتگو نہیں ہوئی تین۔

سہ تین سو تیرپن ہجری میں انہوں نے پندارہستی سے رہائی پائی ابو زرعہ طبری نے انکو غسل دیا تھا۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ صوفیہ اور متصوف میں کیا فرق ہے اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ صوفی وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لیا اور اسلئے اُسکو بلا تکلف سچا اور خالص دوست بنالیا ہو اور متصوف وہ ہے جو باوجود دنیا کی رغبت اور بشریت کی تربیت کے اپنے نفس سے تکلف اور زہد کا اظہار کرتا ہو۔ انکے بعض اقوال نصیحتِ اشتمال یہ ہیں۔ اپنے نفس سے غاصہ نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے بس کا نہیں ہے اُسکو اُسکے مالک پر چوڑو جو صراطِ چاہے اُسکے ساتھ پیش آئے۔ مقتضایے ادب نہیں ہے کہ تم اپنے رفیق سے پوچھو کہ کمان جاتے ہو یا کس کام میں ہو جسے حقیقت میں اپنے پروردگار کو اپنا قبلہ نہ بنایا

اُسکی نازدست نہیں ہے۔ بنی عام کے مجنون (قیس) کو مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اُس نے کہا کہ مجھے بختیار اور عاشقوں کے لئے حجت بنایا۔ جس نے آخرت کی طرف رخ کیا اور جو اُسکی طرف مائل ہوا اُسکو آخرت نے اپنے نور سے جلایا اور وہ گھلایا ہوا سونا ہو گیا جس سے نفع اُٹھایا جاسکتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ کی اُسکو اللہ تعالیٰ نے توحید کے نور سے جلایا اور وہ انمول جوہر بن گیا۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ جو قلب سے نزدیک ہو اور حق سے باز رکھے ۵

چیت دنیا۔ از خدا غافل بُدن۔

(۲۳۶) ابو بکر طہستانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

بزرگ ترین مشائخ اور اعلیٰ ترین حال والے تھے۔ اور اپنے حال و وقت میں بگاندہ تھے جس میں اُنکے اپنا جس میں سے نہ کوئی اُنکا شریک تھا اور نہ کوئی اُنکے قریب پہنچتا تھا۔ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امر کے فائل تھے اور انکی تنظیم و توقیر کرتے تھے۔ ابراہیم فارسی وغیرہ بزرگان فارس کی صحبتوں میں رہے۔ اور سب ان کی عزت کرتے تھے۔ نیشاپور کی خاک اُنکو کینچ لائی اور نیشاپور تین سو چالیس ہجری میں اُسے اس جوہر بے ہما کو ہمیشہ کے لئے چپا دیا۔ یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ بیٹھا کرو اور آدمی کے ساتھ کم۔ یعنی گوشہ نشین رہو۔ اور اُنکے منتخب اقوال یہ ہیں:۔ بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے ہوا اور دن کو بیکسر حق سمجھے

اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کی راہ اُس راہ کے سوا ہے چہرہ خود ہے گو وہ مرتبہ
 سین بند ہو گیا ہو۔ اور یہ اسلئے ہے کہ جس چیز کا وہ مُکَلَّف ہے اُس میں وہ اپنے
 آپ کو قاصر سمجھتا رہے جس نے کتاب و سنت کی پیروی اور اپنے قلب سے اللہ
 تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور صحابہ کے نقش قدم پر چلا اُس پر صحابہ کو صرف یہی فوقیت
 ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ بیداروں کے لئے بیداری
 بیشک آخرت کا آباد کرنا ہے بطرح غافلون کے لئے غفلت دنیا کا آباد کرنا ہے
 مین کہتا ہوں کہ یہ اُس وقت ہے جب پیشہ کرنا والا اپنے پیشہ سے بدون کو
 نفع پہنچانے کا قصد نہ کرے اور صرف دنیا جمع کرنے پر کنایت کرے مگر جب وہ اپنے
 حرفہ سے بدون کی نفس رسانی کا ارادہ کرے تو وہ ضرور دنیا و آخرت دونوں کو آباد کرتا ہے
 واللہ اعلم۔ اور انکا قول ہے کہ ہر ایسے شخص کو جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دربان
 سچائی سے کام لیا اُسکی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی سچائی خلق اللہ کے لئے نفع ہونے سے
 باز رکھے گی۔ مین کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ شیخ محمد بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ اسی مقام کے لوگوں میں سے تھے کیونکہ وہ کہیں کسی شخص کے کلام کی تردید کر نہیں
 سکتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین کیا کروں حالت تو یہ ہے کہ ساری ہستی میری
 دشمن ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ وصل بلا فصل ہوتا ہے مگر جب فصل آیا تو وصل
 نہ رہا۔ اور یہ کہتے تھے کہ نفس آگ کی طرح ہے کہ ایک جگہ دباؤ تو دوسری جگہ بڑھنے
 لگتی ہے یہی حال نفس کا ہے کہ جب ایک جانب مُعَذِّب و مُہِیک بنایا جاوے
 تو دوسری جانب اپنا اثر دکھلاوے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم مین ادب کے ساتھ
 اللہ تعالیٰ کی صحبت مین رہنے کی قدرت نہ ہو تو صحبت مین رہنے والے کی صحبت

میں رہو تاکہ اُسکی صحبت میں رہنے کی برکتیں تمکو اللہ تعالیٰ کی صحبت میں پہنچائیں۔

(۲۳۷) ابوالعباس احمد بن محمد دینوری رحمہ اللہ تعالیٰ



یوسف بن اسیم - عبد اللہ بن الحزاز - ابو محمد جریری - و ابوالعباس بن عطاؤ کی صحبتیں
 پائیں - اور رویم سے ملے تھے - نیشاپور آئے اور بیان مدت تک لوگوں کو وعظ و
 نصیحت کرتے اور معرفت پر نہایت عمدہ تقریریں کرتے رہے - بعدہ نیشاپور سے
 سمرقند چلے گئے اور وہیں تین سو چالیس ہجری کے بعد دنیا کی لمبی سے آخرت کی شیرینی
 کی طرف دوڑے - یہ کہا کرتے تھے کہ چیزوں کے مشاہدہ کے ترتیب میں علماء کے
 درجے متفاوت ہیں ایک گروہ تو چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے اسلئے
 یہ گروہ چیزوں کو چیزوں کی حیثیت سے مشاہدہ کرتا اور بعد کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع
 کرتا ہے اور ایک گروہ اللہ تعالیٰ سے چیزوں کی طرف اسطور پر لوٹتا ہے کہ اُسکے حضور
 سے غائب ہی نہیں ہوتا اس سبب سے یہ گروہ کوئی چیز ایسی نہیں دیکھتا جسکے پہلے
 اُس نے حق کو نہ دیکھ لیا ہو - اور ایک گروہ وہ ہے جو چیزوں ہی کے ساتھ رہ جاتا ہے
 کیونکہ اُسکو اُن چیزوں سے اللہ کی طرف کی راہ نہیں ملتی - اور اپنے اہل زمانہ
 کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں نے تصوف کے ارکان توڑ ڈالے - اُسکی راہ
 منہدم کر دی اور نئے نام گروہ کر اُسکے معانی بدل ڈالے - طمع کا نام زیادت رکھا ہے -

سورادب کا اخلاص - حق سے نکمجانے کا شغل - مبری چیز سے مزہ لینے کا طبیعت ہوا و

۱۵ صوفیوں کی اصطلاح میں شغل ایسی بات کو کہتے ہیں جس سے رعونت و دعوے کی یونانے - ۱۸ مترجم

ہوس کی پیروی کا بہت لاروینگی طرف رجوع ہونے کا دھول۔ بد خلقی کا صولت بخل کا
کا حلاوت۔ سوال کا عل۔ اور بذبانی کا سلاست۔ حال آنکہ اس گروہ کا طریق اسطرح کا
نہ تھا اگلے لوگ تو اس راہ میں جیا و ادب کے ساتھ اور محفوظ سے پہنچ کر رہنکر و جنس
ہوئے تے۔

(۲۳۸) ابو عثمان سعید بن سلام مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿.....﴾

قیردان کے ایک گافون کے رہنے والے تھے جبکہ نام کو کب متاخرہ دراز تک
حرم خریف میں مقیم رہے۔ انکے پیر ابو علی معروف بابن الکاتب تھے۔ اور یہ
حبیب مصری و ابو عمرو زجاجی کی صحبتوں میں رہے۔ اور نہ جوری۔ ابو الحسن بن صالح
دینوری وغیرہ شاخ سے ملے تھے۔ برتر حال ہونے وقت کے محفوظ رکھنے فراست
سے صحیح حکم لگانے اور ہیبت کی قوت میں انکاش دیکھنا گیا۔ یشار پو پونچے اور
دہین شمسہ تین سو تتر ہجری میں داخل حق ہوئے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ابو بکر
بن نورک میرا جنازہ پڑھائیں۔ انکا مقولہ ہے کہ جس نے اپنے اعضا کو ادا کر کے تخت
میں محفوظ رکھا وہ ہمیشہ اعتکاف میں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بادشاہ جبار نے خواہی
نخواہی یہی چاہا کہ اپنے دوستوں کو اسطرح سے آزمائے کہ انکے دشمنوں کو ان پر سلاط
کردے تاکہ وہ دیکھے کہ اُسکے دوست کیونکر اس پر صبر کرتے ہیں۔ پس اگر انہوں نے
اپنے دشمنوں کی بلاؤں پر صبر کیا تو انکو اپنا علم دیکر معزز بنانا۔ اپنے وصل کا مژدہ سنانا
اپنے قرب میں جگہ دینا۔ اپنے مشاہدہ کی نعمت عطا فرماتا۔ اپنے ذکر سے محفوظ کرتا۔

اپنی معرفت تک پہنچاتا ہے اور انکو ایسے پیشوا جکا اقتدار کیا جائے اور اپنے بندوں کی
 بجات کا ذریعہ اور اپنی زمین میں رحمت کا وسیلہ بناتا ہے میں کہتا ہوں کہ دشمنوں کے
 مقابلہ میں اُنکے صبر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ دشمن اور نملے کے اور کے چڑانے
 میں جکوش نشین کرے اُس صبر صبر کرے اور دوسو سون کی کثرت سے آشفتنہ خاطر ہو کر دشمن
 کی اطاعت نہ کر بیٹھے۔ والہ اعلم اور اُنکے چند نمونے یہ ہیں :- اللہ تعالیٰ نے اپنے
 بندوں کی دستگیری اپنے دوستوں کی رحمت میں رکھی ہے۔ حدیث اکثر اہل الجنت
 اللہ (اکثر فتنی بے عقل ہوتے ہیں) کے معنی میں انکا قول ہے کہ اپنی دنیا کے
 بارہ میں یقوت اور اپنے دین کے بارہ میں باخبر ہوتے ہیں جسے فقیر دین کی ہفتی
 پر امیر دین کی صحبت کو مقدم رکھا اُسکو اللہ تعالیٰ مردہ دلی میں مبتلا فرماتا ہے۔ دعوے
 کرنیوالے سے گنہگار برتر ہے کیونکہ گنہگار توبہ کی راہ ڈھونڈ ہے گا اور دعوے کرنیوالا
 اپنے دعوے کے خیال میں غبار ہے گا۔ طارفون کے منہ قدرت کی مناجات ہے
 لئے فارغ (ہر دم آمادہ) رہتے ہیں۔ دلی کہی مستور ہوتا ہے لیکن مفتون (فتنہ میں مبتلا)
 نہیں ہوتا جس شخص کو گدھے کی چیخ بکا رہے وہی آواز سنائی نہ دے جو عوداد کو یون
 کے ساز سے سنائی دیتی ہے وہ جو ناس ہے۔ قنومی

سماعت گر عشق دار نمی شور	نہ مطرب کہ آواز بائے ستور
کہ اوچون گس دست بر سر زو	گس پیش شور یہ دل پر نہ زو
بر آواز مرغ غنہ بنا لہ فقیہ	نہ ہم داند آشفست سامان نہ زیر
بر آواز دولا بستی کنند	چو شوریدگان مے پرستی کنند

عہ مترجم کہتا ہے کہ اسی مضمون کا گلدستہ سہی طیار رحمت کی بوستان میں ہمار دکھلا رہا ہے ۱۱

(۲۳۹) ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمود نصر آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے وقت میں ملک خراسان کے شیخ تھے۔ انکا اصلی وطن و مولد و منشا نیشاپور تھا۔ کئی قسم کے علوم میں لوگوں کے مرجع تھے یعنی سنن کے حافظ و جامع علوم تواریخ کے ماہر اور علم حقائق میں کامل تھے۔ اور اپنے زمانہ کے بزرگوں میں علم و حال کے اعتبار سے یکتا تھے۔ ابو بکر شبلی ابو علی رودباری ابو محمد قرطبی وغیرہم بزرگان طریقت کے فیضانِ صحبت فیضیاب ہوئے تھے۔ نیشاپور ہی میں رہا کرتے تھے لیکن آخر عمر میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور ۳۶۶ھ میں وہاں پہنچے۔ جج کیا اور جو احرام میں اقامت اختیار کی۔ اور ۳۶۷ھ میں سوڑستھ ہجری میں داربانی کی راہ لی۔ حدیثیں لکھی اور روایت کی تھیں اور ثقہ تھے۔ انکا قول ہے کہ طریقت کا ادب یہ ہے کہ جب زہد ترک دنیا میں آدمی کی شہرت ہو جائے تو لوگوں کے سامنے مال دنیا کا امسک نہ کرے تاکہ زہد کی نسبت اسکی طرف موقوف ہو جائے کیونکہ کل دار و مدار تو قلب پر ہے ”بیشک اللہ تعالیٰ ہماری صورتوں کو نہیں دیکھتا ہوں بلکہ ہمارے دلوں کو دیکھتا ہے“ اور کہتے تھے کہ جب ظہورِ حق میں ہے کچھ چہرہ چل رہا ہو تو اسے سامنے نہ تم جنت کی طرف التفات کرو اور نہ دوزخ کی طرف اور نہ دونوں کا خیال دل میں آنے دو بعدہ جب تم اس حال سے لوٹو تو جبکہ اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی ہے اسکی تعظیم کرو ان سے کہا گیا کہ بعض آدمی عورتوں کے ساتھ بیٹھا کرتے اور کہتے ہیں کہ میں انکے

دیکھنے میں معصوم ہوں۔ اسکو شکر انون نے کہا کہ جب تک صورتیں باقی ہیں بندہ ارد
 نہی کا مخاطب ہے خصوصاً جنہوں نے شادی نہیں کی ہے جسے جزا کو مد نظر رکھ کر عمل
 کیا اُسکے اعمال حد شمار کے ساتھ ہونگے اور جسے شاہدہ کے ساتھ عمل کیا اُس کو
 شاہدہ شمار اور اعداد سے غافل کر دے گا۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے
 کہ جسے گن کر عمل کئے اسکو ثواب بھی گن کر ہی ملے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثْلُهَا** (جو شخص نیکی لکھ آئے گا تو اُس کا دس گنا اُسکو
 ملے گا) اور جسے شاہدہ کے ساتھ عمل کئے اُس کا اجر بے شمار ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا
 قول ہے **إِنَّمَا يُؤْتِي الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ** (وہ تو ہماری کے
 بندے ہیں جنکو ان کا اجر بے حساب بہرہ دیا جائیگا) آںکا قول ہے کہ عاشقوں کا خون کموتا
 اور جوش کھاتا رہتا ہے جس حال میں کہ وہ حق کے ساتھ ایسے مقام پر پہنچے رہتے
 ہیں کہ اگر آگے بڑھیں تو ڈوب جائیں اور پیچھے ہٹیں تو حضوری سے روک دیے جائیں
 اور لوک سے جذب زیادہ تیز رفتار ہے کیونکہ حق کی ہر کشش بندہ کو تقنین کے اعمال
 سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اور تصوف کی ہر کتاب و سنت کی پابندی۔ حرص و ہوا
 اور بدعتوں کا ترک۔ حرمت مشائخ (بیرون کے عہد و بیان جنکا توڑنا جائز نہیں ہے)
 کی تعظیم۔ خلق اللہ کے لئے معذرتیں قائم کرنی۔ اور اوکی ملامت۔ اور رخصتوں
 و تادیبوں پر چپنے سے دست برداری ہے اور جو شخص اس راستہ سے ہٹا وہ مردانہ
 خدا کے رتبہ سے گرا۔ اور زاہد دنیا میں انہی ہے اور عارف آخرت میں اور اللہ تعالیٰ

عہ پارہ ہشتم رکوع ۶ (سورہ النام۔ آیت ۱۶۰) مترجم ۱۲

عہ پارہ ہشتم رکوع ۱۶ (سورہ نصر۔ آیت ۱۰) مترجم ۱۳

نے اصحاب کف کا نام ”رفقیہ“ (جوان) اسلئے رکھا کہ وہ بلادِ اوسط ایمان لائے
تھے۔ اور اولیاء کیلئے سوال نہیں ہے اٹکا سوال تو گناہ اور گناہم رہتا ہے۔ اور
دیون کی نمایین بنیوں کی بدایتیں ہیں۔ اور مجمع عین توحید ہے اور تفرقہ ہجری کی حقیقت
اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا فانی ہو جائے کہ کل چیزوں کو اُسی کے
ذریعہ سے اُسی کیلئے اُسی سے اور اُسی کی طرف دیکھے اور جانے۔

(۲۴۰) ابوالحسن علی بن ابراہیم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اصل میں بصرہ کے رہنے والے تھے۔ اور انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کر
اور پچیس ہجری کے دن سترہ تین سو اکتہ ہجری کے شہر فہجہ میں قضا کی۔ اپنے وقت
میں عراق کے شیخ تھے اور ان کے زمانہ کے بزرگوں میں کوئی شخص ان کا مثل گفتگو
میں زیادہ تر کامل۔ زیادہ خوش بیان زیادہ بلند رتبہ اپنے طریقہ میں یگانہ اور سیرت
و حال میں زیرک و دانا دیکھنے میں نہ آیا۔ توحید میں انکی قوت بیانیہ انہیں کے ساتھ
مخصوص تھی اور تجربہ و تفرید میں جو ان کا مقام تھا اُس میں ان کے بعد کوئی دوسرا ان کا
شریک نہوا۔ یہ عراق والوں کے پیر تھے اور ان میں جس نے (طریقت کا) ادب سیکھا
اُس نے انہیں سے سیکھا۔ شبانہ کی صحبت میں رہے اور انہیں کی طرف منسوب ہوئے
اور دوسرے بزرگوں کی صحبتیں بھی پائیں۔ یہ کہتے تھے کہ میں ایک زمانہ تک جب قرآن

عہ ”جمع“ بلاغی کے حق کی طرف اشارہ کرنا۔ اصطلاحات صوفیہ۔ ترجمہ ۱۲

عہ ”تفسیر“ بلاغی کے خلق کی طرف اشارہ کرنا۔ اور بقول بعض محدثین ۱۲۰-۱۳۰۔ اصطلاحات صوفیہ مترجم

تلاوت کرتا تھا تو عوذ یا سدر من الشیطان الرحیم نہیں کہتا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ شیطان مردود کون ہوتا ہے جو خدا کے کلام کے سامنے آسجود ہو میں کہتا ہوں کہ شاید یہ امر ان سے کمال کے پہلے وقوع میں آیا ہو ورنہ کامل تو درخلفیے پڑتے اور ان میں سے کبھی بھی کم نہیں کرتے ہیں اور اسعد و جل نے اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تھا پس اگر اُس کا حاضر نہ ہو تا کمال ہوتا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون اسکا مستحق ہو سکتا تھا واللہ اعلم۔ اور کہا کرتے تھے کہ تعویذ سے کام لو اور تصریح نہ کیا کرو تعویذ پردہ ڈالنے کے لئے خوب چیز ہے۔

(۲۴۱) ابو عبد اللہ محمد بن عطار بن احمد رودباری رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ ابو علی رودباری کے بھانجے اور اپنے زمانہ میں ملک شام کے شیخ تھے اور اپنے احوال مخصوصہ اور بعض علوم یعنی علم شریعت و قرآن اور علم حقیقت و اخلاق کے باعث مرجع انام تھے۔ اپنے اخلاق عادات میں متفرد فقر کی عظمت و نگہداشت

عہ رودباری بزم راء مہملہ سکون داد۔ ابن حوقل لکھتا ہے کہ ”دیلم بلند پہاڑ میں اور بس شہر میں یا شہر رہتا ہے اُسکا رودبار نام ہے بین آل حسان رہتے ہیں اور دیلم کی ریاست انہیں لوگوں میں ہے اور بعض آدمی سمجھتے ہیں کہ دیلم بنی ضبہ کا ایک گروہ ہے۔“ مشترک میں ہے کہ رودبار ملک دیلم کا ایک قصبہ ہے۔ اور بغداد کے دیسات میں سے ایک گاؤں کا بھی نام ہے اور ملک فراسان میں طوس کا ایک موضع ہے۔ اور رُود کے علاقہ میں بھی اس نام کا ایک گاؤں ہے۔ اور شام کے ایک گاؤں اور ہمدان کے ایک محلہ کا نام بھی رودبار ہے جیسا کہ ابو الفداء نے لکھا ہے۔ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں ممتاز آداب فقر کی دائمی پابندی و فقر و تن کی محبت میں استوار۔ اور ان کی طرف میلان رکھنے اور اُن سے نرمی کے ساتھ پیش آنے میں اعجوبہ روزگار تھے۔

۳۶۹ سالہ تین سو اودنتر ہجری میں شہر صوریہ میں دم صورت تک انہوں نے آرام لیا۔ ان کا قول ہے کہ اہل غیبت جب پیتے ہیں تو بے عقل ہو جاتے ہیں اور اہل حضور جب پیتے ہیں تو عیش کرتے ہیں۔ اور بڑے سے بڑے کنجوس صوفی ہے میں کہتا ہوں کہ یہاں کنجوس سے ایسا شخص مراد ہے جو بخل کی وجہ سے نہ دے نہ وہ جو حکمت کے باعث رُک جائے کیونکہ بعض آدمی کو نہ دنیا اللہ عزوجل کے اخلاق میں سے ہے واللہ اعلم۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ تصوف اہل تصوف سے بخل کو دور کرتا ہے اور حشیش لکھنا اہل حدیث سے جہل کو دفع کرتا ہے اور جب یہ دونوں باتیں ایک شخص میں جمع ہو جائیں تو اُس کے مقام کا کیا کہنا ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ مخالفوں کے ساتھ بیٹھنا جان کو گھلاتا ہے اور محسنوں کے ساتھ بیٹھنا عقل کو بڑھاتا ہے۔ اور جس نے بلا ادب و دیون کی خدمت کی وہ ہلاک ہوا۔ اور ہر شخص جو ہنشینی کی صلاحیت رکھتا ہے موانست کی صلاحیت نہیں رکھ سکتا اور ہر شخص جو موانست کی صلاحیت رکھتا ہے اسرار کلامت نہیں ہو سکتا کیونکہ اسرار کے امانت دار صرف ایمن ہی ہو سکتے ہیں۔ اور انکی عادت تھی کہ جب کسی جگہ کے ارادہ سے چلتے تھے تو فقر و تن کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ممکن نہیں کہ اُن سے آگے ہو جائیں۔

(۲۴۲) ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن حسن مدو غندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بت بڑے بزرگان طوس میں سے تھے۔ ابونعمان حیرہ اور اُن کے طبقہ کے بہت

بزرگوں کی صحبتیں پائیں اور اپنے طریقہ میں اپنے وقت کے کیٹا ہو گئے اور ان کی
 بہت سی نشانیاں اور کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ اوچال میں مجبور ہو کر بڑی ہمت والے تھے۔
 تین سو پچاس کے بعد انہوں نے اس دنیا سے رحلت کی۔ آنکا قول ہے کہ دنیا کے
 لئے دنیا کو چھوڑنا مال دنیا چھج کرنے کی محبت کی علامت ہے۔ اور جیسے اپنی کم سنی میں اللہ
 کے حق کو ضائع کیا اسکو اللہ تعالیٰ نے کبر سنی میں ذلیل فرمایا میں کہتا ہوں
 کہ یہ قول اسوقت صادق آئیگا جب اُس نے مقبول تو بہ نہ کی ہو اور اللہ تعالیٰ کے
 ذلیل کرینگے یعنی ہین کہ وہ ذلت کا سزاوار ہو اکیونکہ بعض وقت اسکا وقوع نہیں
 ہی ہوتا ہے۔ اور آنکا قول ہے کہ خردار خدمت کرنے میں تمیز و تفریق نہ کرنا کیونکہ رباب
 تمیز گذر گئے سب کی خدمت کرو تا کہ تمہاری مراد حاصل ہو اور مقصود ہاتھ سے نہ جانے
 پائے اور ہم نے کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اُس نے فقیروں کی خدمت کی ہو اور اُنکی برکتیں اُسکو
 حاصل نہ ہوئی ہوں اور آخرت سے پہلے دنیا کی عزت اُسکو روکن میں نہ ملے ہو۔ اور زائد
 اپنی ذات کے خطی میں مشغول رہتا ہے اور صوفی اپنے رب کے خطی میں۔ اور اللہ
 عزوجل ہر بندہ پر اُسی کے مطابق بلا نازل کرتا ہے جس قدر کہ اُسکو معرفت عطا فرماتا ہے
 تاکہ اُسکی معرفت اُسکی بلا کے مقابلہ میں مدد دے اسی لئے جنکی معرفت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے
 انپر بلائیں ہی زیادہ آتی ہیں اور جنکی معرفت ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے انپر تو بڑی بلائیں ہی آتی ہیں
 اور کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ گہراے گرا اپنی امت کیلئے کیونکہ وہ رافت و رحمت کے ساتھ
 بھیجے گئے تھے اسی لئے جب اُنکو کشف کے ذریعہ سے اپنی امت کی نسبت معلوم
 ہوئے تھے کہ حضرت نغاس نے اپنے شہر قطعہ میں کہا کہ اے خاکیائے ہر شہر کیو کیا بی مقصود ہندو بڑی
 نے کہا کہ دو ہاتھیں بگ میں آئے کہ بچے ملے دے ۴ کا ہانے کہ میں میں تارین بچائے ۱۶

ہوتا تھا کہ یہ مخالفت میں بڑھائی تو اُنکے لئے مقرر ہو جاتے تھے اسد تعالیٰ نے فرمایا
 ہے عَنْزٍ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ يَا مُؤْمِنِينَ رُوِّفُوا رَحِمًا
 (تمہاری تکلیف ان پر شاق گذرتی ہے انکو تمہاری بیسود کا ہو کا ہے مسلمانوں پر نہایت درخشند مہربان
 ہوں) اور احوال درست نہیں ہوتے مگر اُس صورت میں کہ علم کے نفعیوں سے پیدا ہو
 ہوں پس اگر علم ہو تو نہ قلب میں خوف آئے اور نہ اطمینان و سکون حاصل ہو۔

(۲۴۳) ابوالحسن علی بن بندار بن حسین صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ نیشاپور کے بزرگوں میں بہت بڑے اور اُنکے پیشرو تھے۔ ان کو حنفیہ بزرگوں کے
 دیکھنے اور اُنکی صحبتوں میں رہنے کا موقع ملا دوسروں کو نصیب نہوا۔ نیشاپور میں ابو عثمان
 و محفوظ۔ بغداد میں جُنید۔ رُوم میں سمنون۔ ابن عطاء و جریری۔ شام میں مقدسی و ابوالخیر
 اور مصر میں ابوبکر مصری۔ زقاق و ردوباری کی صحبتیں ان کو ملیں۔ انہوں نے بہت
 حدیثیں لکھیں اور روایت کیں اور ثقہ تھے۔ جو شخص انکے شہر میں آتا اور ان سے
 پہلے محدثین و علما سے ملتا اُس سے کہا کرتے تھے کہ مکوننت نے زلفیہ سے باز
 رکھا کیونکہ صوفی تمہارے دل میں سے علم کی جگہ کو پاک و صاف کرتا ہے تاکہ اُس میں
 علم کے ٹھیکرے کی صلاحیت پیدا ہو۔ آں سے تصوف کے بارہ میں سوال ہوا تو انہوں
 نے کہا کہ تصوف خلق کی رویت کو ظاہر و باطنانظر سے گرا دینا ہے۔ ان کا قول
 ہے کہ دونوں کی خرابی زمانہ و اہل زمانہ کی خرابی کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ اور فقیر کامل

غفرلہ پارہ ۱۱۔ رکوع ۵ (سورہ توبہ۔ آیت ۱۲۸) مترجم

نہیں ہوتا ناواقفیکہ اپنے فکر کو نہ چھپائے اُس سے اپنی رضا اور اُس کے ساتھ اپنے مانوس و مسرور ہونے کو اپنے ہمایون سے نہ پوشیدہ رکھے۔ اور اُس زمانہ کے درست ہونے کی گویا اسید ہو سکتی ہے جس میں ہمارے جیسے نیکی کے ساتھ یاد کئے جاتے ہوں۔ اور یہ جب کسی ایسے شخص سے ملے تھے جو کسی ایسے بزرگ سے ملا ہو جس سے یہ نہ ملے ہوں تو اُس کے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور اُس کے پیچھے پیچھے چلتے اور اُس سے کہتے تھے کہ تم فلاں شخص سے ملے ہو اور میں اُن سے نہیں ملا ہوں۔

(۲۴۴) ابو بکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اپنے زمانہ میں نیشاپور کے بزرگوں میں سب سے بڑے مفتوی دینے والے تھے ابو عثمان حمیری کے صحبت اُمّائی اور تین سو ساٹھ ہجری کے بیشتر اس دنیا سے اُٹھ گئے۔ اُن کا قول ہے کہ جو اعزّی خوش خلق ہونا اور ہر نیکی کار و بدکار کے ساتھ بھلائی کرنا ہے۔ اور جب تمہارے بارہ میں کوئی شخص بُرائی کی گواہی دے تو ڈرو کیونکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا ہے کہ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو میں کہتا ہوں کہ یہ مضمون ہے جس سے اکثر فقر و غفلت کرتے اور اُن لوگوں کی کجہ پودا نہیں کرتے جو اُن پر جرح کرتے ہیں اور اُن کو اس بات پر تکیہ ہوتا ہے کہ اُن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کو جو علم ہے وہ کافی ہے حال آنکہ وہ عرفان کے درجہ میں قاصر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جرح کرنے والوں کو پاک و صاف قرار دیا اور اُن کا نام ”اللہ کے گواہ“ رکھا ہے اس لئے جس بات کی یہ لوگ خبر دین اُس کا سچا

عالم نور ہوے۔ انکا قول ہے کہ سچا نفیر وہی ہے کہ ہر چیز کا وہ مالک ہو اور کوئی چیز اُسکی مالک نہ ہو۔ یعنی وہ اپنے قرب کے سبب سے جو چیز اپنے رب سے مانگے وہ اُسے عطا فرمائے اسکے وہ غیر اللہ کی طرف مائل نہ ہو۔ اور جو انسان راہ کے اخلاق یہ ہیں کہ جو ان سے دشمنی رکھے اُس سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئیں جو ان کو بُرا سمجھے اُسکو مالِ بخشین جس سے اُنکے دل نفرت کریں ان سے حسن صحبت کا برتاؤ کریں اور کل ایسی باتوں میں جو علم کے مخالف نہ ہوں بھائیوں کا ساتھ دیں۔ اور اس گروہ کے طریق میں داخل ہونے کی ابتدائی برکتیں یہ ہیں کہ صدق والے جو کچھ اپنے متعلق اور اپنے پیرِ دین کے متعلق خبر دین اُسکو سچ سمجھو کیونکہ جو ان باتوں میں سے کسی میں رُکار بادہ ان لوگوں کی برکتوں سے محروم رہا۔ اور عارف وہی ہے جسکو اُسکا معروف (جسکو اُس نے پہچانا ہے) خلق کی طرف رد و قبول کی آنکھ سے دیکھنے سے باز رکھے۔ اور جسکو اپنے بھائیوں کی خدمت گران گزری اُسکے لئے اللہ تعالیٰ ایسی ذلت پیدا کر دیتا ہے جس سے کبھی چٹکارہ نہیں۔ اور ابوالقاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ باوجود اسکے کہ سماع میں لطافت ہے اس میں بہت بڑا خطرہ بھی ہے البتہ اُس شخص کا نہیں کہا جاتا جو کثرتِ علمِ صحتِ حال غلبہ جد کے ساتھ بغیر اسکے کہ خود اُسکو کوئی حفظ ہوا اسکو سنے۔

(۲۴۷) ابو محمد عبد اللہ بن محمد راسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ



اصل میں بغداد کے رہنے والے اور وہاں کے بڑے بزرگ مشائخ میں سے تھے

ابن عطار و جیری کی صحبتوں میں رہے اور ملک شام کو گئے اور وہاں سے لوٹ کر
 پھر بغداد آئے اور وہیں ۶۷۷ھ میں سو سترھ ہجری میں اُنکا جسدِ خاکی بیونہ خاک ہوا۔
 انکا قول ہے کہ جب قلب پر بہرہ گاری کا خور کیا جائے گا تو دنیا و شہوات کی محبت اُس
 سے رخصت ہو جائیگی اور غیب کی باتوں پر اُسکو اطلاع ہوگی اور جیسے اپنے قلب
 پر بہرہ گاری کی منت نہ ڈالے وہ دنیا کی محبت سے نہ ٹٹے گا اور غیب کی باتوں سے
 ہمیشہ محبوب رہے گا میں کہتا ہوں کہ اسی سبب گندے تمویذِ آجین و پری
 کو قابو میں کرنے کے لئے ریاضتیں کرتے ہیں تاکہ وہ غیب کی باتوں سے
 انکو آگاہ کریں کیونکہ ان لوگوں میں مال و متاعِ دنیا سے سچا ہوتو ہے نہیں اس لئے
 خطا کار ہیں اور خدا کی ناراضی میں گرفتار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو
 بانیِ عمر میں اس سے محفوظ رکھے۔ بیشک وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔
 اور انکا قول ہے کہ عشق جب ظاہر ہو تو اُمین عاشق کی رسوائی ہوئی اور جب
 چھپا رہا تو اُسے غم سے عاشق کا کام تمام کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بیسویں کو مجاہد
 کے لئے عارفوں کو موصلا کے لئے صالحوں کو ملازمت کے لئے اور مہمنوں
 کو مجاہدہ و عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد **عَرِّضَ الدُّنْيَا وَالْآٰلِہٖٓ وَرِیْدُہٗ لَکَ حِزَابًا** (تم تو مال و متاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت
 چاہتا ہے) کے متعلق ان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوا را دون کو جمع
 کر دیا ہے پس جو شخص دنیا کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو آخرت کی طرف
 بلاتا ہے اور جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے اُس کو اپنے قُرب کی طرف بلاتا ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (اور جس شخص نے آخرت چاہی اور آخرت کیلئے جتنی
کوشش کرنی چاہئے ویسی اُسکے لئے کوشش بھی کی اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو یہی لوگ ہیں
جنکی محنت مقبول ہوگی) اور محنت مقبول وہی انتہائی آرزو یعنی قرب و نزدیکی تک پہنچنا
ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بہت بڑی بلا ایسے شخص کی صحبت ہے جو تمہاری موانعت
نہ کرے اور اُسکا چوڑ دینا تمہارے اختیار میں نہ ہو۔

(۲۴۸) ابو عبد اللہ محمد بن عبد الخالق دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



بہت بزرگ مشائخِ مین سے اور حالِ مین برتر۔ صحتِ مین اعلیٰ اور اس گروہ کے علوم
میں بڑے گویا تھے۔ اور باوصف ان باتوں کے فقر کی صحت۔ اُسکے آداب کی
پابندی اور اُسکے اہل کی محبت میں مستند مانے جاتے تھے۔ برون وادی القری
میں رہے بعدہ وینور واپس آئے اور مین طبع اہل ہوئے۔ انکے اقوال میں سے
ہے کہ چوٹوں کی صحبت بڑوں کے ساتھ توفیق و تیزی طبع سے ہوتی ہے اور چوٹوں
کی صحبت کی طرف بڑوں کی رغبت نصیبی و ابلیسی سے ہوتی ہے۔ فقیروں کے

عہ پندرہویں پارہ کا دوسرا کوع (سورہ نبی اسرائیل کی ادنیسین آیت)

عہ ابین مدینہ طیبہ و شام کے ایک میدان ہے جس میں بہت سے گائون آباد ہیں اور وہ مدینہ
کے علاقہ میں شمار ہوتا ہے۔ ۱۲ متر عم از شرح فاموس۔

ظاہری لباس دلوشاک سے دھوکے میں نہ آنا کیونکہ ان لوگوں نے باطن کو بہا
 و برباد کر لینے کے بعد ظاہر کو آراستہ کیا ہے۔ زہد کی شدت جسم پر اور معرفت کی
 قلب پر ہوتی ہے۔ سب علوم سے بلند رتبہ اسرار صفات کے ظاہری اعمال کو خاص
 بنانے کے۔ اور باطنی احوال کو درست کرنے کے علوم ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے
 اپنے ایک سفر میں ایک شخص کو دیکھا کہ در صحرا میں ایک پانوں پر چلا جاتا ہے۔
 میں نے اُس سے کہا کہ سفر کا آداب تو نے ترک کر کے کیا پڑی ہے۔ اُس نے مجھ سے پوچھا
 کہ تم مسلمان ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تب اُس نے کہا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھتے
 ہو وَحَمَلْنَا هُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (اور ہم انکو خشکی و تری میں لیگے) جب وہی
 لیجا نہ والا ٹھہرا تو نبی آل کے لئے آیا اس لئے کہ اُسے اللہ کی کیا حاجت ہے۔ اور یہ کہا کرتے
 تھے کہ زیادہ بونا اسی طرح نیکیوں کو مٹا کر دیتا ہے جس طرح بارش
 کے بعد زمین صاف ہو جاتی ہے۔

(۲۴۹) ابوصالح سیدی عبدالقادر جلی رضی اللہ عنہ و رحمہ



یہ موسیٰ بن عبداللہ بن محیٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن
 بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اجماع کے فرزند ارجمند تھے۔ سن ۳۸۶ ھ چار سو ستتر ہجری میں پیدا ہوئے اور ۴۱۵ ھ
 پانچ سو اٹھ ہجری میں راہی ملک بعل اور بغداد میں مدفون ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 لوگوں نے انکے متعلق مستقل کتابیں تالیف کی ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ لوگوں کے

اقوال کا ایسا خلاصہ لکھینگے جس سے سننے والوں کو نفع و ادب حاصل ہو۔ چنانچہ ہم اللہ
 ہی کی توفیق سے کہتے ہیں کہ انکا قول ہے کہ حسین حلاج (منصور) کو مشکل پیش
 آئی مگر اُسکے زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو اُسکا ہاتھ پکڑتا۔ اور میں ہر شخص کا اپنے باروں
 مزید وں اور سوتوں میں سے جسکا گھوڑا ٹھوکر کا۔ سے قیامت تک ہاتھ پکڑنے والا ہوں
 دیکھ لے کہ میرا گھوڑا کس کا یا میرا نیزہ گڑا ہوا میری تلوار کبھی ہوئی اور میری کمان زہ
 کی ہوئی تیار ہے میں تیری حفاظت کرتا ہوں حال آنکہ تجھے خبر نہیں ہے۔ انکی والدہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جبکہ قدم اس راہ میں تھا منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب
 میرا فرزند عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان میں دن بہرودہ کو منہ نہیں لگاتا تھا اور ابرکی وجہ
 لوگوں کو رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا۔ اسلئے لوگوں نے میرے پاس اگراس بچہ کا حال دریافت کیا
 تو میں نے اُن سے کہا کہ آج انہوں نے دودھ نہیں پایا جو بعد معلوم ہو گیا کہ اُس دن رمضان تھا اور ہمارا شہر
 میں اُسی وقت مشہور ہو گیا کہ سید بن میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کو دودھ
 نہیں پیتا۔ یہ علما کا لباس پہنتے طیلسان (سیاہ چادر) اوڑھتے خچری پر سوار ہوتے
 اور انکے سامنے غاشیہ بردار چلتے تھے۔ بلند کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرتے تھے اور اکثر
 لوگوں کے سروں پر ہوا میں چند قدم چلتے اور ہر کرسی پر لوٹ آتے تھے۔ یہ کہتے
 تھے کہ کئی دن ہو گئے تھے کہ میں نے کچھ نہیں کہا یا تھا کہ ایک آدمی مجھے ملا
 اور اُس نے مجھے ایک تیلی دی جس میں درہم تھے چنانچہ میں نے سفید میدہ کی روٹیاں
 اور کچھ روٹیاں کا حلوا خرید اور کھانے کو بیٹھا ہی تھا کہ ایک بڑے ملاجسین لکھا ہوا تھا کہ ”
 اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض آسمانی کتابوں میں فرمایا ہے کہ خواہشیں تو میں نے اپنی مخلوق
 میں سے کبر و ذن کیلئے بنائی ہیں تاکہ ان سے طاعتوں میں مدد لین اور جو زور آدمی

بیچ جائیگا۔ ان سے ایک بڑے شخص نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے کبرون پر
 مکیان بیٹھتے نہیں دیکھتے۔ اسپر انہوں نے کہا کہ مکیان میرے پاس اگر کیا کریشگی
 میرے پاس نہ دنیا کا شیرہ ہے اور نہ آخرت کا شہد۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو مرد سنان
 فیہ مدرسہ کے دروازہ کو عبور کرے گا اُسکے عذاب میں اللہ تعالیٰ قیامت
 کے دن تخفیف فرمائیگا۔ ایک شخص کی قبر سے اس قدر رونے اور چلانے کی آواز
 آتی تھی کہ لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی چنانچہ لوگوں نے انکو اسکی خبر دی۔ انہوں نے کہا
 کہ اس شخص نے ایک مرتبہ مجھے دیکھا تھا اور فرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی سبب سے
 اُس پر رحم فرمائے چنانچہ اُس وقت سے پر کسی نے اُسکی بیچ بکار نہ سنی۔ ایک دن
 انہوں نے وضو کیا تھا کہ چڑھے نے بیٹ کر دی۔ وہ چڑا اڑ رہا تھا کہ انہوں نے
 اُسکی طرف سر اٹھایا اور وہ مر کر گرا۔ پھر انہوں نے اُس کپڑے کو دھویا اور بیچ کر اُسکی
 قیمت خیرات کر دی اور کہا کہ یہ اُسکے بدلہ میں ہے (یعنی یہ خیرات چڑھے کی جان
 لینے کا کفارہ ہے) اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار کیونکر میں اپنی جان
 تیرے نذر کروں یہ تو قطعی دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ سب تیرا ہی ہے۔ یہ تیرا
 علمون میں تقریریں کرتے تھے۔ اور انکے مدرسہ میں لوگ ان سے ایک سبق
 تفسیر کا۔ ایک حدیث کا۔ ایک مذہب (مسائل فقہیہ) کا اور ایک علم کلام کا پڑھتے
 تھے۔ اور دو پہر سے پہلے اور چھپے دو دن وقت تفسیر اور علوم حدیث و فقہ و کلام
 و اصول و نحو لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ اور ظہر کے بعد قرأتون کے ساتھ قرآن پڑھا کرتے
 تھے۔ اور امام شافعی و امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے مذہب پر فتویٰ دیتے
 تھے۔ اور انکے فتوے علماء عراق کے سامنے پیش ہوتے تھے تو انہیں سمعت

تعجب ہوتا تھا اور وہ کہہ اُٹھتے تھے کہ پاک ہے وہ جس نے انکو ایسی نعمت عطا فرمائی ہے
 آنکے پاس یہ سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلا تون کی قسم کھائی ہے کہ اُسکو ایسی
 عبادت کرنا ضرور ہے کہ جس وقت وہ اُس عبادت میں مشغول ہو سارے لوگوں
 میں سے کوئی بھی اُس عبادت کو نہ کرے۔ ایسی صورت میں اُسکو کونسی عبادت کرنی چاہیے
 انہوں نے فوراً جواب دیا کہ مکہ معظمہ چلا جاے اور اپنے لئے طواف کی جگہ کو خالی کر کے
 اور تنہا طواف کرے اور اپنی قسم اُتارے۔ اس جواب سے علماء عراق کو
 نہایت تعجب ہوا کیونکہ اُن سے اسکا جواب بن نین پڑا تھا۔ آنکے پاس ایک شخص
 لایا گیا جس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں اللہ عزوجل کو چشم سر سے دیکھا ہے۔ اس شخص سے
 انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہاری نسبت جو کچھ لوگ کہتے ہیں سچ ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں
 تب انہوں نے اُسکو دُعا ایسا کہنے سے منع کیا اور اُس سے عہد لیا کہ پھر ایسا
 نہ کہے گا۔ اور حضرت سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ سچ کہتا ہے یا بیہودہ کہتا ہے۔
 حضرت نے کہا کہ کہتا تو سچ ہے مگر شبہ میں پڑ گیا ہے۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی ہے
 کہ اس نے نورِ جال کو اپنی بصیرت (چشم دل) سے دیکھا بعد اُسکی بصیرت سے ایک
 جگہ پر وہ ہمارا کرا کے بھر (ظاہری بینائی) تک پہنچی پس اس نے اپنی ظاہری
 بینائی سے اپنی باطنی بینائی کو دیکھا۔ اور اسکی باطنی بینائی کی شہادین اسکے شہود
 کے نور سے متصل تھیں اسلئے اس نے گمان کیا کہ جس چیز کا شہود اسکی بصیرت کے
 سامنے ہوا تھا اُسکو اس نے بھر سے دیکھا حال آنکہ اُس نے صرف اپنی بھر کو اپنی بصیرت کے
 دیکھا مگر وہ نہ سمجھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **مَرَجَّ الْحَرَكِينَ ۝ يَلْقِيَانِ كَبْكُهُمَا**

بکر سخی لایکیناں ۵ (اُس نے دوسند رہنا نکالے کہ آپس میں ملے مہین (اویچر ہی) دونوں
 میں ایک پروہ (رہتا) ہے کہ (اُس سے ایک دوسرے کی طرف) بڑھ نہیں سکتے) اس تقریر
 کے وقت بہت سے مشائخ اور بڑے بڑے علما جمع تھے اس تقریر کو سنکر سب
 کی باچہیں کل گئیں اور جس صفائی و عمدگی سے انہوں نے اُس شخص کے حال
 کی توضیح کی اُس سے سب رنگ رہ گئے اور بہت سے لوگوں نے کپڑے
 پہاڑ کر اور ننگے میدان کی راہ لی۔ انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بہت بُرا نور نظر
 آیا جو مارے اُفق پر چھا گیا پھر اُس میں سے ایک صورت مجھے یہ آواز دیتی ہوئی
 نمودار ہوئی کہ اے عبد القادر میں تمہارا پروردگار ہوں اور میں تمہارے لئے
 حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔ میں نے کہا کہ دور ہو ملعون۔ بس فوراً ہی وہ نور تاریکی ہو گیا
 اور وہ صورت دھوان ہو گئی بعد اُس نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ اے عبد القادر تم
 اپنے علم اور اپنی اُس آگاہی کے ذریعہ سے جو نیکو اپنی منازلات کے احوال کی
 نسبت حاصل ہے اپنے پروردگار کے حکم سے مجھے بچ گئے حال آنکہ میں ایسے
 جو کچھ مسلمانوں سے شراہل طریق کو گراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کہا کہ اللہ ہی کا بفضل ہے۔ اب
 ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ شیطان ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسکے
 اس قول سے کہ ”میں تمہارے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دیا“۔ ان سے
 پوچھا گیا کہ مواردِ لبیہ و طوارقِ شیطانیہ کے صفات کیا ہیں تو انہوں نے کہا کہ
 خدائی واردات نہ تو استدعا سے آتے ہیں اور نہ کسی سبب سے جاتے ہیں اور
 نہ ایک طور پر اور نہ کسی خاص وقت میں آتے ہیں اور شیطانی طوارق اکثر اسکے خلاف
 ہوتے ہیں۔ اور ان سے پوچھا گیا کہ بہت کیا غصے ہے تو انہوں نے جواب

دیا کہ بہت یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس سے دنیا کی محبت کو نکال ڈالے اور اپنی
 روح سے آخرت کے تعلق کو دور کر دے اور اپنے قلب میں اپنے آقا کے ارادہ
 ساتھ اپنا ارادہ باقی نہ رہنے دے اور اپنے باطن میں اس سے مجرور ہو جائے
 کہ ہستی کی طرف نگاہ کرے یا اُس کے اندر اُسکا خیال آنے پائے۔ گریہ کنے
 بارہ میں ان سے سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا کہ اُس کے لئے رد و اور اُس سے
 رد و اور اُس پر رد و اور کوئی حرج نہیں ہے۔ کسی نے دنیا کو پوچھا تو کہا کہ اُس کو
 اپنے دل سے نکال کر اپنے ہاتھ پر لے آؤ تب وہ مکمل نقصان نہ کرے گی۔ اور شکر کی
 نسبت پوچھا گیا تو کہا کہ شکر کی حقیقت مُنعم (نعمت دہندہ) کی نعمت کا عاجزی
 و فرد تنی کے طرز پر اقرار کرنا۔ منیت کا مشاہدہ اور شکر سے عاجز رہنے کے طریقہ پر رمت
 کی نگہداشت ہو۔ اور انکا قول ہے کہ صابر فقیر المدد تعالیٰ کے ساتھ شاکر المادار سے افضل ہے اور شاکر فقیر
 دونوں سے افضل ہے اور صابر و شاکر فقیر تینوں سے بہتر ہے۔ اور خود بلا کر کو نہیں بلاتا مگر جو بلا لایا
 کو پہچانتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ خوش اخلاقی کس کو کہتے ہیں؟ تو انہوں نے
 کہا کہ وہ یہ ہے کہ حق کا مطالعہ کر لینے اور اپنے نفس اور اُسکی چیزوں کو چھوڑنا
 لینے اور اُس کے عیسوں کو جان لینے۔ اور خلق کو اور اُنکی چیزوں کو اُس ایمان و ملکوت
 پر نظر کر کے جو انہیں ودیعت میں بڑا سمجھ لینے کے بعد تم میں خلق کی جفا اثر نہ کرے۔
 اور ان سے سوال ہوا کہ کیا چیز ہے تو انہوں نے کہا کہ بقا تو تقاضا ہی کے ساتھ
 ہوتی ہے اور تقار آنکھ چپکنے کی طرح ہوتی ہے یا اُس سے بھی کم اور اہل تقار کی
 نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس وصف میں کوئی فانی شے اُنکے ساتھ نہیں
 ہوتی کیونکہ دونوں ضدین ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ جب تم اُسکا ذکر کرو تو تم محبت

رکھنے والے ہو اور جب تم اپنا ذکر اُس سے سُنو تو تم محبوب ہو اور خلق تمہارے
 اور تمہارے نفس کے درمیان میں پردہ ہے اور تمہارا نفس تمہارے اور تمہارے
 پروردگار کے درمیان۔ اور جب تک تم خلق کو دیکھتے رہو گے اپنے نفس کو نہ دیکھو گے
 اور جب تک تم اپنے نفس کو دیکھتے رہو گے اپنے رب کو نہ دیکھو گے۔ اور جب اُنکی شہرت
 ملکوں میں پھیل گئی تو بغداد کے اذکبار میں سے ایک سنی فقیہ علوم میں انکا امتحان لینے
 کو جمع ہوئے اور اُن میں سے ہر ایک بہت مسائل لیکر اُنکے پاس آیا جب وہ
 سب بیٹھ گئے تو حضرت نے گردن جھکا لی اور اُنکے سینے سے نور کی ایک چمک
 نکلا ہر پہلی جو سوڈا کے سینوں پر گزری جس سے جو کچھ اُنکے دلوں میں تھا سب
 نمودار ہو گیا۔ تب تو وہ ہکا بکا سے رہ گئے اور بے قرار ہوئے اور بے ملکر بڑے زور
 سے ایک پنج مار سی اپنے کپڑے پہاڑ ڈالے اور اپنی گہریاں سپینکدین۔ بعدہ حضرت
 نے کرسی کو رونق بخشی اور جو کچھ سوالات وہ لائے تھے سب کے جواب دئے
 اور وہ اُنکے علم و فضل کے معترف ہوئے۔ اُنکے اخلاق یہ تھے کہ باوجود حلیلِ تقدیر
 ہونے کے چوٹے بچوں اور لڑکیوں کے پاس ٹھہرنے اور فقیروں کے ساتھ بیٹھتے
 اور اُنکے کپڑوں سے جوئین نکالتے تھے۔ اور کبھی نہ کبھی بڑے آدمی اور زعمان
 دولت کی تعظیم کو کھڑے ہوتے اور نہ کبھی کسی بادشاہ یا وزیر کے پہانگ کے اندر
 گئے۔ اور شیخ علی بن ہبئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت
 کہتے ہیں کہ اُنکے قدمِ حول و قوت سے تیر تری کے ساتھ تفویض و موافقت پر جمع ہوئے
 تھے اور ان کا طریقہ مقصد عبودیت میں حاضر رہنے کے ساتھ توحید کی تجرید اور تفرید
 کی توحید تھا نہ کسی چیز کے ذریعہ سے اور نہ کسی چیز کیلئے۔ اور شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ مجاری اقدار کے نیچے
 قلب و روح کی موافقت کے ساتھ گہلتے رہنا۔ باطن و ظاہر کا ایک ہونا۔ اور خیال
 نفس و ضرر اور نزدیکی و دوری کے اٹھ جانے کے ساتھ نفس کے صفات سے باہر
 نکل جانا ہے۔ اور شیخ یحیٰ بن بطور رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا طریق قول و فعل نفس و وقت کا ایک ہو جانا۔ اخلاص و تسلیم سے ہر امر غور
 رہنا۔ اور ہر سانس خطرہ و دار میں اور اللہ عزوجل کے ساتھ ثابت رہنے کے حال
 میں کتاب و سنت کی موافقت کرنی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شیخ عبدالقادر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت اپنے پروردگار کی راہ میں شدت و لزوم کے اعتبار سے
 تاملی اہل طریق کی قوتوں کی سی تھی۔ اور ان کا طریقہ توحید تھا و صفاء و حکماء و حالانہ۔ اور ان کی
 تحقیق شریعت تھی ظاہر اؤ باطناً۔ اور ان کا وصف یہ تھا۔ قلب فارغ و جہت غائب
 اور پروردگار حاضر کا مشاہدہ ایسے باطنی علم کے ساتھ جو شکوک کی کشاکش سے
 پاک ہو اور ایسے راز کے ساتھ جس میں اغیار نزاع نہ کریں اور ایسے قلب کے ساتھ
 جس سے مشاہدہ کے آثار جدا نہ ہوں۔ ابو الفتح ہر وہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے
 کہ مینے چالیس برس تک شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی اور انہوں
 نے اس مدت میں برابر عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اور ان کی عادت تھی
 کہ جب وضو پڑھا تو فوراً نیا وضو کر لیا اور دو کعبین پڑھ لیں۔ اور عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی خلوت
 میں چلے جاتے اور کسی شخص کو اپنے ساتھ خلوت میں آنے نہیں دیتے تھے اور
 صبح نمودار ہوتے ہی پر خلوت سے باہر نکلتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ خلیفہ رات
 کے وقت ان سے ملنے کو آیا تو اس کو صبح کے قبل زیارت نصیب نہ ہوئی۔ ہر وہی

کا بیان ہے کہ ایک شب میں انکے پاس رہا تو بیٹے اُنکو دیکھا کہ اول شب کو تھوڑی نماز میں پڑھتے بعد تہائی رات گزرنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور الحیط الرب الشہید الحسب الفعال الخلاق الخالق الباری المصور کتے ہیں اور اُنکا جسم کبھی چوٹا اور کبھی بڑا ہو جاتا ہے اور کبھی ہوا میں بلند ہو کر میری نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ بعد سیدھے کپڑے ہو کر نماز میں قرآن تلاوت کرتے ہیں یہاں تک کہ رات کی دوسری تہائی گزرجاتی ہے۔ اور بہت ہی طویل سجدے کرتے ہیں۔ بعد ازان متوجہ ہو کر فجر نمودار ہونے تک مشاہدہ و مراقبہ میں رہتے ہیں۔ اسکے بعد دعا کرنا گڑا گڑانا اور اپنی خواری جملانا شروع کرتے ہیں اور ایسا نور اُن کو ڈھانک لیتا ہے جس سے چکا چوند لگ جائے یہاں تک کہ اُسین نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اُنکے پاس سلام علیکم سلام علیکم اور اُنکے جواب دینے کی آوازیں اُسوقت تک سنا کیا کہ وہ صبح کی نماز کیلئے باہر آئے۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں عراق کے میدان اور کنڈرونا میں پچیس برس تک تنہا بہر تاربانہ میں کسی مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ کوئی مخلوق مجھے پہچانتی تھی مردان غیب و جنوں کے گرد میرے پاس آیا کرتے تھے اور میں اُنکو السعرج و جل کا رستہ بتلایا کرتا تھا۔ اور جب میں پہلے پہل عراق آیا تو خضر علیہ السلام میرے رفیق ہوئے اور میں اُن کو پہلے سے پہچانتا نہ تھا۔ اور مجھے اُنہوں نے یہ شہر ملکی کہ میں اُنکی مخالفت نہ کروں اور کہا کہ یہاں بیٹھے رہو چنانچہ جس مقام پر مجھے اُنہوں نے بٹھایا تھا میں تین سال بیٹھا رہا اور وہ سال میں ایک مرتبہ آیا کرتے اور مجھے کہتے تھے کہ جب تک میں تمہارے پاس نہ آؤں اپنی جگہ پر جمے رہو۔

اور اُنکے بیان ہے کہ میں ایک سال تک مدائن کے کھنڈروں میں رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات کے رستے پہنچاتا تھا اسلئے نبیذکی سیٹھی کہا تھا اور پانی نہ پیتا تھا اور دو سو سال پانی پیتا تھا اور کچھ نہ کھانا تھا اور تیسرے سال نہ کھانا تھا نہ پیتا تھا۔ اور جاڑوں کی ایک رات میں میں کسریٰ کے محل میں سویا تو مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور میں اُنکے ندی سے نہا آیا اور اُسکے بعد سو رہا تو پھر وہی ہوا اور پھر میں ندی سے غسل کر کے آیا ہاں تک کہ اُس رات چالیس بار یہ واقعہ پیش آیا اور میں غسل کرتا رہا بعدہ میں نبیذکی کے خوف سے چپت پر چڑھ گیا۔ اور میں نے تمہاری دنیا سے آرام پانے کیلئے ہزار جتن کئے۔ یہ یاد شا ہوں اور اُنکے پاس والوں کے بچھونے پر بیٹھنے کو فقیروں کے لئے فوری عذاب سمجھتے تھے۔ اُنکے پاس جب خلیفہ یاد وزیر آتا تو گھر کے اندر جا کر برآمد ہوتے تھے تاکہ فقیروں کی آنکھوں میں طریقت کی عزت قائم رہے اور اُنکو تعظیم کے اُٹھانہ پڑے۔ ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ میں فقیروں اور فقیہوں کی جماعت اُنکے پاس جمع ہوئی اور اُنکے سامنے انہوں نے قضاوتہ پر تقریر کرنی شروع کی۔ انشاء تقریر میں چپت سے ایک سانپ گرا۔ جس سے سب حاضرین ہلکے نکلے اور صرف یہی رہ گئے۔ اور وہ سانپ اُنکے کپڑوں میں گھس گیا اور اُنکے جسم پر سے گزر کر گردن کے نزدیک اُسے نہر باہر نکالا اور گلے میں لپٹ گیا۔ اور انہوں نے باوجود اسکے مسلسل تقریر کو توڑا اور نہ اپنی نشست بدلی۔ بعد اسکے وہ اوتر کر زمین پر آیا اور اپنی دُم کے بل اُنکے سامنے کھڑا ہو گیا اور چلایا اسکے بعد وہ کچھ بولا جسکو حاضرین میں سے کوئی بھی نہ سمجھا۔ اور چلتا ہوا۔ تب سب لوگ واپس آئے اور ان سے پوچھنے لگے کہ وہ سانپ کیا بولا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اُس نے مجھے

کہا کہ میں بہتے دلیوں کو آزمایا مگر آپ کا سا استقلال دیکھنے میں نہ آیا۔ اسپر میں نے
 اُس سے کہا کہ تو تو ایک ذلیل کیڑا ہے تجھے وہی تضاد و تدرج حرکت دیتا ہے جس کے
 بارہ میں میں تقریر کر رہا تھا۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد
 میں نماز پڑھ رہا تھا کہ وہی سانپ پہر آیا اور میرے سجدہ کی جگہ میں مُنہ کھول کر کھڑا رہا
 اور جب میں نے سجدہ کرنا چاہا تو اُس کو اپنے ہاتھ سے ہٹا کر سجدہ کر لیا تب وہ میری گردن
 میں لپٹ گیا اور پھر میری آستین میں گس گیا اور دوسری آستین سے باہر نکلا۔
 بعدہ میرے گلے کی طرف سے اندر جا کر باہر نکل گیا۔ اُس کے دو سحر دن جب میں
 ایک کنڈر میں گیا تو وہاں ایک شخص جسے نظر آیا جسکی آنکھیں طول میں تنگ گشت
 تھیں۔ اس سے میں سمجھا کہ یہ جن ہے۔ پہر اُس نے مجھ سے کہا کہ میں وہی سانپ
 ہوں جس کو آپ نے گزشتہ شب کو دیکھا تھا اور صبح میں آپ کو آزمایا اسی طرح سے
 میں بہترے دلیوں کو آزمایا چکا ہوں مگر اُن میں سے ایک میں ہی آپ جیسا استقلال
 نہ ملا۔ بعض باطن میں گہرائے اور ظاہر میں ثابت قدم رہے اور بعض ظاہر و باطن
 میں بے چین ہو لے مگر میں نے آپ کو دیکھا کہ نہ ظاہر میں گہرا رہے اور نہ باطن میں۔ اور
 اُس جن نے مجھ سے درخواست کی کہ وہ میرے ہاتھ پر توبہ کرے چنانچہ میں نے اُسے
 توبہ کرائی۔ یہ کہتے تھے کہ جو بچہ میرے پیدا ہوا اُس کو میں نے اپنے ہاتھوں میں لیکر کہا
 کہ یہ مرنے والا ہے اور میں نے اُس کو پیدا ہوتے ہی اپنے دل میں سے نکال دیا۔
 ابن الاحقص رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب ہم موسم سرما میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے تو چلنے کے جاڑے کے وقت دیکھتے تھے کہ وہ
 ایک کرتہ اور ٹوپی پہنتے ہوئے ہیں اُنکے جسم سے پسینہ نکل رہا ہے اور ارد گرد

چنگھا جھلنے والے اُنکو چنگھا جھل رہے ہیں جیسا کہ سخت گریہوں میں۔ یہ اپنے
 اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ پیر دی کرو اور بدعت (دین میں نئی بات) بجاؤ نہ کرو
 اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو۔ صبر کرو اور گھبرائو نہیں۔ ثبات قدم رہو اور پراگندہ نہ ہو۔
 منتظر رہو اور ناامید نہ ہو۔ متفق ہو کر ذکر کرو اور متفرق نہ ہو۔ گناہوں سے پاک ہو اور آلودہ
 نہ ہو اور اپنے آقا کے دروازہ سے نہ ٹلو۔ اور انکا قول ہے کہ جب تم میں سے کوئی
 شخص کسی بلا میں مبتلا ہو تو اُسکو چاہئے کہ چلے اُسکے لئے اپنے آپ کو حرکت میں
 لائے۔ اور اگر اس سے مخلصی نہ ہو تو اور دن یعنی حاکمون وغیرہ سے مدد لے اور
 اگر اس پر بھی رہائی نہ ہو تو اپنے رب کی طرف سے دعا کر کہ وہ اُسکے سامنے اپنے آپ کو ڈال دینے
 کے ذریعہ سے رجوع کرے پس اگر اُسکی سُننی نہ جائے تو اُسکو یہاں تک صبر کرنا چاہئے
 کہ سارے اسباب و حرکات اُس سے منقطع ہو جائیں اور وہ صرف ایسی روح رہ جائے
 کہ حق جل و علاہ ہی کا فعل اُسے دکھائی دینے لگے پس وہ یقیناً ”موجود“ ہو جائے گا
 اور یقین کر لے گا کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی قائل نہیں ہے اور جب اسکو
 وہ مشاہدہ کریگا تو اسد اُسکے کام کا منکفل ہو جائیگا اور وہ عیش و مزہ کی زندگی بسر
 کریگا جو بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں اور کہیں اُسکا نفس اپنے بارہ میں اندھا
 کے مانند کئے ہوئے حکم سے چین چین نہ ہوگا۔ اور انکا قول ہے کہ جب تم خلق
 مرے تو تم سے کہا جائیگا کہ ”خدا تیرا رحم کرے اور تمکو تمہاری خواہشوں سے موت
 دے“ پھر جب تم اپنی خواہشوں سے مرے تو تم سے کہا جائیگا کہ ”خدا نے تیرا رحم کیا
 اور تمکو تمہارے ارادہ و آرزو سے موت دے“ پس جب تم اپنے ارادہ و آرزو سے
 مرے تو تم سے کہا جائیگا کہ ”اسد نے تیرا رحم کیا اور تمکو زندہ کیا“ تب تم ایسی پاک

زندگی بسر کر دے جسکے بعد موت نہیں۔ ایسے مالدار ہو جاؤ گے جسکے بعد افلاس نہیں
 ایسا عطیہ پاؤ گے جسکے بعد انکار نہیں۔ وہ علم تکمیل حاصل ہو گا جسکے بعد جبل نہیں۔
 ایسا امن پاؤ گے جسکے بعد خوف نہیں۔ اور ایسی سیخ گندہک (نایاب چیز)
 ہو جاؤ گے جو ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ خلق سے فنا ہو جاؤ
 اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اپنی خواہشوں سے اللہ تعالیٰ کے امر سے۔ اور خواہش کا
 شرک کرنا یہ ہے کہ سوہو نسیمان اور غلبہ حال و دہشت کے طور پر اپنے ارادہ کو حق
 کے ارادہ کے ساتھ شریک کرین پس اللہ تعالیٰ پیدا کرنے اور یاد دلانے کے ذریعہ
 سے انکی خبر لیتا ہے تب وہ اس سے رجوع کرتے اور اپنے پروردگار سے
 بخشائش چاہتے ہیں اسلئے کہ اس ارادہ سے فرشتوں و نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام
 کے سوا کوئی بچا ہوا نہیں ہے اور باقی مخلوقات یعنی جن و انس جو مکلف ہیں اس
 سے محفوظ نہیں ہیں البتہ استغفر ہے کہ اولیٰ کی نفسانی خواہشوں سے حفاظت
 کی جاتی ہے اور ابدال کے ارادہ سے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اپنے نفس سے
 باہر نکلو اور اُس سے دور ہو جاؤ اور اپنی ملکیت سے کنارہ کشی اختیار کرو اور سب
 کو اپنے آقا کے سپرد کر دو اور اپنے قلب کے دروازہ پر اُسکے دربان بنو پس
 وہ جسکے اندر لانے کا حکم دے اُسکو اندر لا د اور جسکے باہر نکالنے کا حکم دے اُسکو
 باہر کر دو اور نفسانی خواہش کو اپنے دل میں نہ آنے دو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور
 انکا قول ہے کہ بچتے رہو اور مائل نہ ہو۔ اور ڈرتے رہو اور سقیم نہ ہو۔ اور تفتیش کرتے
 رہو اور غافل نہ ہو ورنہ تم کو اطمینان ہو جائیگا۔ اور کسی حال یا مقام کو اپنی طرف منسوب
 نہ کرو۔ اور ان میں سے کسی کا دعویٰ نہ کرو اور کسی کو اسکی اطلاع نہ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ

”ہر روز ایک نہ ایک کام میں ہے“ یعنی تیسیر تبدیل میں وہ ”آدمی اور اُسکے قلب کے درمیان میں حاصل ہے“ اسلئے جسکی تم خبر دو گے اُس سے تمکو ٹھان دے گا اور جس حال کے ٹھہر جانے کا خیال دل میں لاؤ گے اُس سے تمکو الگ کر دے گا اسلئے جسکو تم اُسکی خبر دو گے اُسکے نزدیک تم شرمندہ ہو گے بلکہ اُسکی نگہداشت کرو اور اُسکو دو سے تک پہنچنے نہ دو پھر اگر وہ نبات و بقا ہو تو سمجھو کہ اُسکی بخشش ہے اور شکر کرو اور خدا سے توفیق چاہو اور اگر نبات و بقا کے سوا کچھ اور ہو تو اُمین علم معرفت توبیہ آری و تادیب کی زیادتی ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا نَسْلُكُم مِّنْ آيَةٍ اَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّمَّا اَوْفَعَلْتُمْ (ہم کوئی آیت منوع کر دین یا دہن سے اُنار دین تو اُس سے بہتر یا دہی ہی نازل ہی کر دیتے ہیں) اور کہتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ تمکو ایک حالت پر قائم کر دے تو اُسکے سوا اور حالت کو چاہے وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ تم اختیار نہ کر دین کہتا ہوں کہ ادنیٰ کی طلب کا ممنوع ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ ادنیٰ سے اُس چیز کو بدنا چاہے گا جو اُس سے بہتر ہے اور اعلیٰ کی صورت میں یہ ہے کہ اسکے طالب میں بغضانی خوش نازش راہ پایا نیگی پس شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں اُس شخص کیلئے ممانعت ہے جو بغضانی خوش نازش سے باہر نہیں نکلا ہے اور جو اس سے نکل چکا ہے اُسکے لئے مراتب ترقی کا سوال خالص بندگی ہے واللہ اعلم اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم بادشاہ کے گرمین جانا چاہتے ہو تو ہوا دہوس سے اُس گرمین جانا اختیار نہ کرو جب تک کہ تمکو جبر سے نہ لیجاے۔ اور جبر سے میری مراد سخت حکم ہے چونکہ ار کے ساتھ ہو اور صرف اندر آنے کے حکم پر تعلق نہ ہو جانا کیونکہ ہو سکتا

عہ پارہ اول تیر ہوا ن رکوع (سورہ بقرہ آیت ۱۰۶)

ہے کہ یہ کمزور و غریب ہو بلکہ اُس وقت تک صبر کرو کہ تم داخل ہونے پر مجبور کئے جاؤ پس
 تم محض جبر اور بادشاہ کے فضل سے گھر میں داخل ہو گئے اُس وقت بادشاہ تمکو کسی
 فعل پر سزا نہ دیکھا سزا تو تمکو اپنی بُرائی کی سزا تھی۔ اپنے صبر کی کمی۔ سوراہی۔
 اور جس سال برحق تعالیٰ تمکو قائم کر دے اپنی اُس بات سے خوشنودی کے ترک
 پر پہنچ سکتی ہے۔ بہر جب تم گھر میں داخل ہو جاؤ تو سر جھکا کر ہوئے۔ آنکھیں
 نیچی کئے ہوئے باادب اور اُس خدمت کے محافظ رہو جبکہ تمکو حکم دیا جائے اور ترقی
 کے طالب نہ ہو نہ دمیانی طبقہ پر اور نہ اعلیٰ رتبہ پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنِيَكَ (اور تم اپنی نظر نہ دوڑانا) اور انکا
 قول ہے کہ نعمتوں کا حاصل کرنا اور مصیبت کا دفع کرنا اختیار نہ کرو کیونکہ نعمتیں تو تمکو
 قسمت سے ضرور ہی پہنچیں گی چاہے تمکو وہ خوشگوار ہوں یا ناگوار اور مصیبت تم میں
 گہسی ہی ہوئی ہو تو تم اُسکو ناگوار سمجھو یا دفع کرو اسلئے سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ
 کیلئے سرب تسلیم خم کر دو جو چاہے کرے پس اگر تمکو نعمتیں ملین تو ذکر و شکر میں لگ جاؤ
 اور اگر تم مصیبت آئے تو صبر و موافقت رضا اور اُس سے مزے پینے اور اُس سے

عہ پوری آیت کریمہ ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنِيَكَ إِلَّا مِمَّا مَتَّعْنَا بِهِ أَمْسِرَ وَاجِبًا
 مِنْهُمْ مَرْهُومًا الْحَيَاةُ ۝ لِنَفْسِهِمْ فِيهِ طَوِيرٌ مِنْ سِرِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۝ ۵ اور
 (۱) ہے پیغمبر! اپنے جو مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سارو سامان بہتال کیلئے دے
 رکھیں کہ انکو ان (کے حال) میں آزمائیں تم اپنی نظر نہ دوڑانا اور تمہارے پروردگار کی دی ہوئی روزی میں بہتر
 و پابندہ تر ہے (بارہ ۱۶ - رکوع ۱۶) سورہ طہ آیت ۱۳۶ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنِيَكَ إِلَّا مِمَّا مَتَّعْنَا بِهِ
 جو اسی کے قریب فریب ہے واقع ہے ۱۲ مترجم

معدوم و فنا ہو جانے میں اُن حالات کے انداز سے جو تم کو عطا ہوں مشغول ہو اور
 اُن میں منتقل ہوتے رہو یہاں تک کہ رفیق اعلیٰ تک پہنچ جاؤ اور صدیقین و شہداء
 سابق کے مقام میں قائم کر دئے جاؤ پس مصیبت سے نہ گہراؤ اور اسکے رخ کرنے
 اور نزدیک آ جانے پر اپنی دعا کے ساتھ کھڑے نہو کیونکہ مصیبت کی آگ جہنم کی آگ
 سے تو زیادہ نہیں ہے اور حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ مومن سے کہے گی کہ
 اے مومن گزر جاؤ کیونکہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجھا دیا۔ اور مومن کا وہ نور جو
 دوزخ کے شعلہ کو بجھائے گا وہی نور ہوگا جو در دنیا میں اُسکے ساتھ رہے گا اور جسکے ذریعہ سے وہ فاضل
 کرنے والے سے ممتاز ہوگا اس لئے اُسکو چاہئے کہ اس نور سے مصیبت کے شعلہ کو بجھے
 کیونکہ مصیبتیں بندہ پر اُسے ہلاک کرنے کو نہیں آیا کرتیں وہ تو اُسے آزمائے کو آتی
 ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ جو تکلیف تم کو پہنچے اُسکا گلہ کسی سے بھی نہ کر دو
 دوست باتریب چاہے جو ہو اور جو کچھ تمہارے حق میں تمہارا پروردگار کرے
 اور اُسکے ارادہ سے جو بلا تم پر آئے اُس میں کبھی اُسپر تم نہ دہرد بلکہ مبتلائی اور
 شکر کا اظہار کرو اور کسی مخلوق سے نہ دستگیری پیدا کرو اور نہ مانوس ہو اور جس
 حال میں تم ہو اُس سے کسی شخص کو آگاہ نہ کرو تمہارے پروردگار کے سوا کوئی
 فاعل نہیں ہے اور ہر شے اُسکے پاس حقیقی تلی ہوئی ہے ”اور اللہ اگر تم کو (کسی قسم کی)
 تکلیف پہنچائے تو اُسکے سوا اُسکا دکر نہو الا نہیں“ اور جبکہ تم عافیت میں ہو
 اور تمہارے پاس کسی قسم کی نعمت ہو تو زیادہ بخلی کے لئے اور جو نعمت و عافیت

عَمَّا وَانِ يَكْسِبُكَ اللَّهُ بِصَبْرٍ قَدْرَكَ كَيْفَ كَلَّا هُوَ - بِإِذْنِهِمْ رُكُوعٌ بِشْتَمِ

(سورۃ النعام آیت ۱۷)

اُس نے تمکو دے رکھی ہے اُنکو حقیر جان کر اور اُن سے اُنکے مین بیچ کر اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ غالباً وہ تیر غصہ ہوگا اور جو ہے اُسکو بھی تم سے لے لے گا اور تمہاری شکایت کو سچی کر دیکھا ہے گا اور تمہاری مصیبت کو دنی کر دیگا اور تمکو سخت سزا دے گا اور تمکو ناپسند کرے گا اور اپنی آنکھ سے گرا دے گا اور آدمی پر اکتلاؤں پر دروگر و عذر و جمل کی شکایت کرنے سے آتی ہیں۔ اور ان کا قول ہے کہ بادشاہوں کی ہمشینی کی صلاحیت صرف وہی شخص رکھتا ہے جو لغزشوں و مخالفتوں کی ناپاکیوں سے پاک و صاف ہو اور اللہ تعالیٰ کے دروازوں کی طرف صرف اُسی کو مرنج کرنا چاہیے جو دعویٰ اور ہوسوں سے مُبرا ہو حال آنکہ اسے بہاؤ! تم رات دن گناہوں و گندگیوں میں ڈوبے رہتے ہو۔ اور اسی لئے آیا ہے کہ ایک دن کی تب ایک سال کا کفارہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیمار یوں و سختیوں کو اور کام زمین صرف اسی لئے بنایا ہے کہ تم اُسکی نزدیکی و ہمشینی کے قابل ہو جاؤ۔ اور یہی آیا ہے کہ سخت ترین بلائیں نیون پڑتی ہیں بعدہ درجہ بدرجہ اور دائمی بلا کے ساتھ ولایت کبریٰ والے مخصوص ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ وہ ہمیشہ حاضر بارگاہ رہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طرف جھکے نہ پائیں۔ پھر جب بندہ پر ہمیشہ مصیبت رہتی ہے تو اُسکا قلب قوی اور اُسکی نفسانی خواہش کمزور ہو جاتی ہے اور کہا کرتے تھے کہ کم پر ارضی رہو اور اپنے رب سے اُسکے ازل حکم میں جھکنا نہ کرو ورنہ مکوجا کر دے گا اور اُس سے غافل نہو ورنہ مکوجا کر دے گا اور اُسکے دین میں اپنی نفسانی خواہش سے گفتگو نہ کرو ورنہ مکوتاہ کر دے گا اور اپنے نفس سے مطمئن نہ ہو ورنہ مکو اُسکے ساتھ اور اُس سے بھی بُرا ہوگا مبتلا کر دیا

اور کسی نے یہ کہہ کر گو اسکا باعث اُسکی نسبت تمہاری بدگمانی اور اُسکو برا سمجھنا ہی کیونکر
 کیونکہ تمہارا پروردگار ظالم کے ظلم سے درگزر نہیں کرتا۔ اور کہتے تھے کہ جب تم اپنے دل میں کسی شخص
 کی عداوت یا محبت دیکھو تو اُسکے افعال کو کتاب و سنت سے ملاؤ پس اگر وہ دونوں کی رودہ پسند نہ ہوں
 تو اُسکو دوست رکھو اور اگر ناپسندیدہ ہوں تو اُسکو ناپسند کرو تاکہ تم اُسکو اپنی نفسانی خواہش
 سے نہ دوست رکھو اور نہ دشمن سمجھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (اور اپنی نفسانی خواہش پر نہ چلنا ورنہ وہ تمکو خدا کے رستے
 سے ہٹا دے گی) اور کسی کو چوڑ و نہیں مگر اللہ کے لئے اور یہی اُسوقت کہ اُسکو
 گناہ کبیرہ کا ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرتے دیکھو میں کہتا ہوں
 کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکا علم ہو کہ وہ گناہ کا
 ہی سے کیونکہ انہو اسلئے چوڑ دینے کے جواز کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ چوڑ دینے والا
 اُس گنہگار کو اپنی آنکھوں سے گناہ کرتے ہوئے دیکھے۔ اسی لئے سید علی الخواص
 رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ کسی کو چوڑ دینے کے جواز کی شرط یہ ہے کہ چوڑ دینے والے
 کو اُس شخص کے جسکو چوڑا ہے اُس گناہ میں جبکی وجہ سے چوڑا ہے مبتلا ہو نیگا
 ظنی و تخمینی نہیں بلکہ یقینی علم ہو اس لئے بغیر تحقیق و ثبوت کے قطع تعلق جائز نہیں
 ہے اور یہ وہ باب ہے جس میں ہتیرے آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور اُسی گناہ میں
 مبتلا ہو کر مرے ہیں جبکی تمت انہوں نے لوگوں پر دہری تھی واللہ اعلم۔ اور آں کا
 قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو نہ اُسکے مال کو بڑھاتا ہے
 اور نہ اُسکی اولاد کو اور یہ اسلئے کہ اُس محبت میں جو اُسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ

ہے شرکت باقی نہ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہے شرکت کو پسند نہیں کرتا میں کہتا ہوں کہ لیکن اگر وہی ایسے مقام تک پہنچ جائے کہ کوئی چیز اس کو خدا سے باز نہ رکھ سکے تو اسکے لئے مال و اولاد کا مضائقہ نہیں ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اس کی طمع نہ رکھو کہ روحانیوں کے زمرہ میں داخل ہو گے جینک کہ تم اپنے آپ سے جمیع وجوہ دشمنی نہ کرو اور اپنے کل جو ارح و اعضا سے جدائی نہ اختیار کرو اور اپنی ہستی ششونائی بینائی گرفت و دوہو پ عمل و عقل اور ان کل چیزوں سے الگ نہ ہو جاؤ جو روح کے وجود سے پہلے تمہاری تھیں اور ان چیزوں سے جو نفع (روح ہو سکنے) کے بعد تم میں پیدا کی گئیں کیونکہ یہ سب چیزیں تم کو تمہارے رب عزوجل سے روکنے والی ہیں جیسا کہ خلیل علیہ السلام نے بتوں کی نسبت کہا تھا اور جب کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے فَارْتَضِعْ عَدُوَّكَ اَلَيْسَ بِتُ الْعَالَمِينَ (یہ تو میرے دشمن ہیں ہاں میرا سجاد دست پروردگار عالم ہے) پس تم اپنے آپ کو مجموعۂ اور اپنے اجزاء کو ساری مخلوقات کے ساتھ مبتسمو۔ اور حدود کی پابندی اور ادامہ دناوہی کی نگہداشت کے ساتھ اپنے رب کے ہوا کسی کی ہستی تمہیں نظر نہ آئے۔ پس اگر تم میں حد و دین سے کسی چیز کی کمی واقع ہو تو سمجھو کہ تم مبتلا سے منتہ ہو شیطان تم سے کیسل کرتا ہے پس شرع کے حکم کی طرف لوٹو اور اس کے پابند ہو اور اپنی نفسانی خواہش کو چھوڑ دو کیونکہ جس حقیقت کی شریعت گواہی نہ دے وہ باطل ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے ایماندار بندہ پر مہربان ہوتا ہے تو اس کے قلب کے سامنے رحمت احسان و بخشش کا دروازہ کھول دیتا ہے اسلئے وہ اپنے قلب سے وہ

دیکھتا ہو کہ جو انکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا یعنی غیب کی چیزوں کا مطالعہ اور پہچاننا اور لطافت آمیز کلام و خوش آئند وعدہ و دلائل اور دعا و مین مقبولیت اور تصدیق و وعدہ و وفا اور حکمت کی باتوں کا اُس کے قلب میں خود بخود گزرنے اور انکے سوا بڑی ہی چڑھی ہوئی نعمتیں جیسے حدود کی نگہداشت اور پابندی طاعات پس جب بندہ کو اس پر اطمینان اور وہ اسپر نازان اور اُسکو اس حالت کے ہمیشہ رہنے کا اعتقاد ہو گیا تب اللہ تعالیٰ اُس پر انواع و اقسام کی مصیبتوں اور ریخون کے درد اُڑے جان مال و اولاد کی طرف سے کمول دیتا ہے اور جو کچھ نعمتیں اُسکو ملی تھیں وہ سب اُس سے زائل ہو جاتی ہیں۔ اسلئے وہ بندہ ہنگامہ بگا دل شکستہ ہو جاتا ہے اگر اپنے ظاہر کی طرف دیکھتا تو سر تک نظر پیش نظر ہوتا ہے اور اگر اپنے باطن کی طرف نظر ڈالتا ہے تو غم کے سامان مہیا پاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے زایل ہونے کا سوال کرتا ہے تو مقبول ہونے کی امید نہیں اور اگر خلق کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے تو اسکا کوئی رستہ نہیں پاتا اور اگر رخصتوں پر عمل کرتا ہے تو فوراً سزا پاتا ہے اور اُسکے جسم و مال پر خلافت مسلط ہو جاتے ہیں اور اگر درگزر چاہتا ہے تو معاف نہیں کیا جاتا اور اگر اُن بلاؤں پر چینیں دے مبتلا ہے رضامند ہونے خوش رہنے اور آرام کرنے کا قصد کرتا ہے تو یہ بھی اُسکو نصیب نہیں ہوتا۔ پس جب وہ اس حالت کو پہنچ جاتا ہے تب اُسکا نفس گھیلنے لگتا۔ اُسکی نفسانی خواہشیں زائل ہوتی شروع ہوتی۔ ارادے و آرزوئیں کوچ کرتی جاتی اور تمام چیزوں کی ہستی مٹتی جاتی ہے۔ یہ حالت اُسکی دائمی اور سخت کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اُس کی بشریت کے اوصاف کو فنا کر دیتی ہے اور وہ صرف روح رہ جاتا ہے۔ پس اس وقت

اپنے قلب سے یہ ندا سنتا ہے اُس کھن بَرَحِلَکْ هَذَا مُغْتَسِلٌ بِاَکْرَدٍ
 وِسْتَرَا اب؟ (اپنے پاؤں سے زمین کو ٹکرا دو تمہارے نہانے اور بچنے کیلئے یہ ٹنڈا پانی کا
 ہے) اور سارے خلعت اُس کو واپس ملنے بلکہ اور زیادہ عنایت ہوتے ہیں
 اور حق سبحانہ و تعالیٰ اُسکی تربیت خود فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ
 لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ (کوئی شخص ہی نہیں جانتا کہ کسی کی آنکھوں کی ٹنڈک اُنکے
 لئے پروردگار میں موجود ہے) اور آپ کا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کو چاہتا ہے
 وہ اللہ سے اپنی نادان قنیت اپنے ایمان اپنی معرفت اور اپنے یقین کی کمزوری اور
 اپنے صبر کی کمی ہی کی وجہ سے اور جو شخص کہ اس سے بچا ہے وہ اللہ عزوجل کی
 نسبت اپنی زیادہ واقفیت اپنے ایمان کی زیادتی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے
 اپنے زیادہ جا کر نہ ہونے ہی کے باعث۔ اور انکا مقولہ ہے کہ حق تعالیٰ کا اپنے بندہ
 کے سوال کو قبول نہ کرنا صرف بندہ پر ہی شفقت کی وجہ سے ہے تاکہ اُس پر اسید و
 غور غالب نہ آجائیں جس سے وہ کمزورین بڑ کر ادب خدمت کی بجا آوری سے غافل
 ہو کر ہلاک ہو جائے حال آنکہ بندہ سے صرف یہی مطلوب ہے کہ اپنے رب کے
 سوا کسی طرف مائل نہ ہو۔ اور انکا قول ہے کہ جو ابتلا و عقوبت و مقابلہ کے طور پر ہو اُسکی
 علامت ہلاک کے پائے جانے کے وقت صبر کا نہ ہونا گہرا نا اور خلق سے شکایت

عہ پارہ ۲۳۔ رکوع ۱۳ (سورہ ص آیت ۴۲) قصہ حضرت ایوب علیہ السلام جس سے صاحبِ تحفہ
 کا یہ پورا قول من اولہ الی آخرہ ماخوذ ہے اور جو حالات مندرجہ بالا کی تصویر ہے دو نون کو ملا کر دیکھنے اور
 سوچنے سے پورا لطف آسکتا ہے۔ ۱۲ مترجم

عہ پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۵ (سورہ سجدہ آیت ۱۷) ۱۳

کرنا ہے اور جو ابتلا گناہوں کے کفارہ اور کمی کے لئے ہو اسکی علامت صبر جمیل
 کا ہونا ہے جس میں نہ شکایت ہو نہ گدہا ہٹ نہ بے چینی اور نہ طاعت کی بجا آوری میں
 سستی۔ اور جو ابتلا کہ درجات کی بلندی کیلئے ہو اسکی علامت یہ ہے کہ اس کے
 دور ہو۔ نے تک خدا کے ازلی حکم سے خوشنودی و موافقت نفس کی طماننت
 اور سکون پایا جائے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جو آخرت چاہے اسکو دنیا کی نسبت
 اور جو اسکو چاہے اسکو عقیقی کی نسبت زہد اختیار کرنا لازم ہے اور جب تک
 کہ بندہ کا دل دنیا کی کسی خواہش یا کسی لذت میں اٹکا ہوا ہو (یعنی کہنا پینا نکل کرنا
 حاکم یا رئیس بننا۔ یا جو فن کہ فرض سے زیادہ میں اُن میں سے کسی میں ہونگا یا فن
 کرنی جیسے کہ اس زمانہ میں حدیث روایت کرنی۔ قرآن کا ساتون قرأت سے
 پڑھنا اور نحو لغت و فصاحت کے فنون میں عمر صرف کرنا) اسوقت تک وہ آخرت
 کا دوست رکھنے والا نہیں وہ تو دنیا ہی کا راغب اور اپنی ہی نفسانی خواہشوں
 کا تابع ہے۔ اور نصیحت کیا کرتے تھے کہ کل جہتوں سے اندھے بن جاؤ اور انہیں
 سے کسی سے چپکے نہ رہو کیونکہ جب تک کہ تم اسکو پیش نظر رکھو گے اسوقت تک
 اللہ تعالیٰ کے فضل کا دروازہ تم پر بند رہے گا اسلئے تمام جہات کو اپنی توجہ
 سے بند کر دو اور اُنکو اپنے یقین سے بعدہ اپنی فنا سے بعدہ اپنی محو
 سے بعدہ اپنے علم سے مٹا دو تب جا کر تمہارے قلب کی آنکھوں سے جہتوں کی
 جہت کھلیگی اور یہ خدا سے کریم کے فضل کی جہت ہے پس تم اُس جہت کو اپنی
 چشم سے مٹا دو کیونکہ اور اسلئے بعد تم نہ فقر پاؤ گے اور نہ غنا۔ اور یہ بھایا کرتے تھے
 کہ جن جن تم نفس پر مجاہدہ کرو گے اور اسپر غالب آؤ گے اور اسکو مجاہدہ کی تلوار

سے قتل کرو گے وون وون اللہ عزوجل اسکو زندہ کرنا چاہیگا اور وہ تھے جگر کا کرے گا اور
تھے حرام مباح خواہشوں اور لذتوں کا مطالبہ کرے گا تاکہ تم اس کے ساتھ پہر مجاہدہ و
مقاتلہ کرو اور تمہارے لئے دائمی نور و ثواب لکھا جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس قول کے ”رجعنا من الجہاد کلا صغریٰ الجہاد کلا کبر“ ہم چھوٹے
جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہیں ایسی معنی ہیں۔ اور انکا مقولہ ہے کہ ہر مومن اس
بات کا مکلف ہے کہ جو چیز اس کے حصہ میں آئی ہو اس کے سامنے آنے کے وقت ٹھہر
جائے اور چہان میں کر لے ایسی صورت میں جب تک کہ حکم اسکو مباح اور علم اسکو
اسکا حصہ قرار نہ دے اسکو ہاتھ نہ لگائے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مومن بڑی چہان میں کرنے والا اور منافق حق سے باز رکھنے والا ہو کرتا ہے۔

(۲۵۰) ابو بکر بن ہوا ربطا لہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عیار تھے رہزنیان کیا کرتے تھے کہ ایک رات کو غیب سے انکو آواز آئی کہ کیا
تیرے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا وقت ابھی نہیں آیا ہے؟ بس اسی وقت
انہوں نے توبہ کی اور یہی پہلے شخص ہیں جنکو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
خواب میں کپڑے کا خرچہ اور ٹوپی پہنائی۔ اور جب یہ بیدار ہوئے تو انہوں نے
دونوں چیزیں اپنے جسم پر پائیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنے رب عزوجل
سے عہد لے لیا ہے کہ جو جسم میری تربت میں داخل ہوا اسکو آگ نہ جلانے۔ اور کہا جاتا
ہے کہ کبھی کوئی مچلی یا گوشت ان کی قبر میں داخل نہوا جسکو آگ نے جلایا ہو۔ اس کے

جلیل القدر و عالی مقام ہونے پر انکے زمانہ کے بزرگوں کا اجماع منعقد ہوا تھا۔ انکے بعض اقوال فیض اشتغال یہ ہیں۔ توحید قدم کو حد و ث سے الگ کر لینا موجودات کا خارج ہو جانا۔ پردہ کا قطع کرنا۔ اور حقیقی چیزیں معلوم و مجہول ہوں انکے ساتھ ٹھیرنے کو ترک کرنا ہے کیونکہ توحید کا علم اسکے وجود کا مباحث ہے اور اسکا وجود اسکے علم کا مفارق ہے اسلئے جب اسکی انتہا ہوگی تو حیرت پر ہوگی۔ تصوف اجتماع کے ساتھ ذکر کرنا سماع سے وجد کرنا اور اتباع کا برداشت کرنا ہے۔ خوف تکوین اللہ تعالیٰ تک پہنچائے گا اور وہ یہ ہے کہ سانس کے آنے جانے کے ساتھ اس سے بے غم نہ ہو کہ تم کپڑے لئے جاؤ گے۔ حق کے ساتھ جمع ہونا اسکے غیر سے جدا ہونا ہے اور اسکے غیر سے جدا ہونا اسکے ساتھ جمع ہونا ہے۔ تمہارا لوگوں کو حقیر سمجھنا ایسا مرض ہے جسکا علاج نہیں ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں۔

معروف کرخی۔ احمد بن حنبل۔ بشر حافی۔ منصور بن عمار۔ جنید۔ سری سقطی۔ سہل بن عبد اللہ قسری۔ اور عبد القادر جیلی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اسپران سے پوچھا گیا کہ عبد القادر کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ ایک عجمی سید بغداد کے رہنے والے ہیں جنکا ظہور پانچویں صدی میں ہوا گا اور وہ صمدیقون اور اقطاب دنیا کے رئیسوں میں سے ہونگے رضی اللہ عنہ

(۲۵۱) شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن شان کی ریاست انکے زمانہ میں انہیں کو ملی۔ اور بہت سے صدق والے

ساکل جیسے شیخ ابو الوفا شیخ منصور رضی اللہ عنہما وغیرہ انہیں کے یہاں سے نکلے۔ یہ شریف الاخلاق کامل الادب وافر العقل اور کثیر التواضع تھے۔ ابتدائیں قافلہوں کو لوٹا کرتے تھے۔ آخر انہوں نے ابو بکر بن ہوا ربطائی کے ہاتھ پر توبہ کی پھر تومادرزاد اندھون۔ برص والوں اور دیوانوں کو اپنی دعا سے اچھا کرنے لگے انکے چند مقولے یہ ہیں۔ طاعت کی جڑ پر ہیزگاری و تقویٰ ہے اور تقویٰ کی جڑ نفس کا حساب لینا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا پکارنا نہ سنا وہ کیونکر اُسکے پکارنے والے کو جواب دے سکتا ہے اور جس نے اللہ کے سوا کسی چیز پر استغنا کیا اُسے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ جانی۔ جس نے اپنے نفس کو ادب کے ساتھ مقہور کیا وہی اللہ تعالیٰ کو خلوص کے ساتھ پوجنے والا ہے۔ خلق کا حجاب حق تعالیٰ سے وہی اُن کی تدبیر میں اپنی جانوں کے لئے ہیں اور جس نے اپنے آپ سے حق کے قریب ہونے پر نگاہ کی اُسکے قلب سے اُسکے سوا سب چیزیں دور ہو گئیں۔ صدیقوں کی خواہش مجاہدہ ہے اور جو بون کی خواہش خواب و کاہلی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے سرکا مدعی ہو جس کی شہادت اُسکے ظاہر کی نگہداشت نہ دیتی ہو اوس کو دین میں مہم ٹھہراؤ۔ گو تم موت سے مر جاؤ مگر ہرگز اُس فقیر کا کمانہ نہ کیاؤ جو دنیا سے پرہیز کرنے کے بعد اُسکی طرف لوٹا ہو اور اگر تم نے کہا لیا تو چالیس دن تک تمہارا قلب سخت رہے گا۔ قلب کی درستی خلوص کے ساتھ اور اُسکا بگاڑ یا دسمہ کے ساتھ علم میں مشغول رہنے میں ہے۔ قلب کا جہار نہا اور مراتب اعلیٰ کی طرف سبقت کرنا اس پر موقوف ہے کہ حق کی پوری رعایت اور خلق کے لحاظ کو اٹھا دینے کے ساتھ باطن کی اصلاح کی جائے۔ اور ولی وہ ہے جسکا حال ہمیشہ چہار ہے اور

بغیر اسکے کہ اس کو تیز کرنے کے اعمال ظاہر ہوں ساری ہستی اسکے ولی ہونے پر ناظر ہو۔

(۲۵۲) شیخ اعزاز بن مستود عبطاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

✽ • ✽

بطائح میں طریقت کی ریاست انکو پہنچی تھی اور علماء کی ایک جماعت نے ان سے طریقت اخذ کی اور اسمین عرق زیریان کین اور اسکے صاحب غفلت ہونے پر بزرگوں نے اتفاق کیا ہے۔ اسکے چیدہ اقوال یہ ہیں: غفلتین دو ہیں رحمت کی غفلت اور دشمنی کی غفلت۔ پس جو غفلت کہ رحمت ہے وہ پرہہ مشا دینا ہے تاکہ یہ گروہ غفلت و جلال کا مشاہدہ کر کے فرائض و سنن کے سوا عبودیت کو بھول جائیں اور ہیبت کی واردات کے مراقبہ کے سوا ستر کی مراعات سے غافل ہو جائیں۔ اور جو غفلت کہ دشمنی سے ہے وہ بندہ کا اللہ عزوجل کی طاعت کو چھوڑ کر اسکی معصیت میں مشغول ہوا اسکا کرامات کی طرف التفات کرنا اور استقامت کی راہ سے غافل ہو جانا ہے۔ سلطوت کے فرش تو دشمنوں ہی کیلئے بچھاے گئے ہیں تاکہ وہ اپنے برے افعال سے وحشت زدہ ہوں اسلئے کبھی ایسی چیز انکے مشاہدہ میں نہیں آتی ہے جس سے خوش ہوں اور جس چیز سے مانوس ہوتے ہیں اس سے اون کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ روحون نے شوقون پر مہربانی کی تو حقیقت کی طرف بلائے والوں کے پاس مشاہدہ کا واسنہ پڑ کر ٹھہرین اسلئے حق تعالیٰ کے غیر کو معبود نہ سمجھیں اور ان کو یقین آگیا کہ قدیم کو حادث صفت معلولہ سے دریافت نہیں

کر سکتا پس حق تعالیٰ کی ہی صفتیں اُس تک پہنچتی ہیں اسلئے وہی ہے جس نے
 اسے پہنچایا ہے اور آدمی اپنے نفس سے نہیں پہنچا ہے۔ ارادت قلب کا چیز
 سے چیزوں کے رب کی طرف پھیر دینا اور بغیر قصد کے اللہ کے ساتھ بیٹنا ہے
 محبت جب روحوں سے ملی تو وہ اُڑیں جب عقلوں سے مخلوط ہوئی تو وہ دہشت زدہ
 ہوئیں اور جب فکروں سے متلبس ہوئی تو وہ حیرت زدہ ہو گئیں۔ علم کا کمال یہ
 ہے کہ جالی مغتوں کے کنہ کی نسبت امید منقطع ہو جائے۔ جو اللہ سے مانوس
 ہو اُس سے ہر چیز مانوس ہوئی جسکو اللہ نے مخاطب کیا۔ اسکو ہر چیز نے مخاطب
 کیا جو اللہ تک پہنچا ہر چیز اس کی جلالت کے باعث اُس سے پیچھے رہی اور
 جس نے اللہ کو پہچانا اُس سے اُن علوم و اسرار کی عظمت کے سبب جو اللہ نے
 اُسکے سپرد فرمائے ہر چیز ناواقف رہی۔

(۲۵۳) شیخ منصور بطاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ احمد بن رفاعی کے مامون تھے اور انہیں کی صحبت میں راہ پر لگے صاحب احوال
 و ارباب مقامات کے بہت سے گروہ ان کی طرف منسوب ہیں۔ انکے عمل میں رہنے
 کے زمانہ میں جب ان کی والدہ انکے پیر شیخ محمد شنبکی کے حضور میں حاضر ہوتی
 تھیں تو وہ اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور ایسا اتفاق کئی مرتبہ ہوا تو لوگوں نے اُن
 سے اسکا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں اُس جبین کے لئے کھڑا ہوتا ہوں
 جو اسکے پیٹ میں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقربوں اور مقامات والوں میں سے

ہو گا اور عنقریب اسکی شان ایسی بلند ہوگی کہ اسکا راہوار طریقت منہ نہیں موڑے گا
یہاں تک کہ اللہ عزوجل کی طرف رخ کئے ہوئے جان دیگا۔ اِن کے چیدہ اقوال
یہ ہیں۔ جس نے دنیا کو پہچانا اُس نے اسمین زد کیا اور جس نے اللہ کو پہچانا اُس نے
اسکی رضا کو مقدم رکھا اور جس نے اپنے آپکو نہ پہچانا وہ بہت بڑے دھوکے میں ہے۔
جتنی چیزیں میں اللہ تعالیٰ بندہ کو مبتلا فرماتا ہے اُن میں سب سے زیادہ سخت اُس
سے غافل ہونا اور فرغت ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اسکو
غفلت اور نیند سے پناہ دیتا ہے۔ چون کہ قلب کی منزلت بڑھتی جاتی ہے
دونوں سزا جلد تر اُس پر پہنچتی ہے۔ صبر بقیاروں کا توشہ راہ ہے اور رضا
عارفوں کا درجہ ہے۔ پس جو شخص اپنے صبر پر صبر کرے وہ صابرون میں سے بڑا
نیکو کار ہے۔ جو شخص ایسی حالت میں کہ اپنے رزق کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کو
تمت دیتا ہے اپنے دین کے ساتھ اللہ کی طرف بہاگتا ہے وہ رزق کے لئے
بہاگتا ہے اسکی طرف نہیں بہاگتا۔ دنیا کی جو موجودات کہ دنیا چھوڑنے کی معین نہو
وہ تمہارے لئے مضر ہے مفید نہیں ہے۔ تین خصلتیں اولیاء کی صفتیں ہیں ہر چیز
میں اللہ تعالیٰ پر بہرہ و سا کرنا۔ اُس پر تکیہ کر کے ہر شے سے فانی ہو جانا اور ہر حال میں
اُسی کی طرف رجوع کرنا۔ ارادت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرو تو اُس
کو اشارہ سے زیادہ نزدیک پاؤ اور توکل سارے امور کو ایک ہی کی طرف
پہنچا دینا ہے اور ہر مخلص کے اخلاص کا نقصان اپنے اخلاص کو کوئی چیز سمجھنا

ع۔ فقر تو بالفتح۔ اسکے لغوی معنی ہیں سستی اور مونیوں کی اصطلاح میں بڑایت کی آگ کا جو

نفس ہوا کی جلائی ہوئی ہے ٹنڈا ہو جانا“ ۱۲ مترجم

ہے اور اسکا کل اپنے اخلاص میں ریا کا دیکھنا ہے۔ اللہ کے ساتھ اُس دلوں کا
 اللہ عزوجل کی نزدیکی سے شگفتہ ہونا اور اُسی سے خوش ہونا اور اپنی تسکین کی حالت
 میں اُس کی طرف نگاہ رکھنا اور اُس کے کل ماسوا سے غافل ہو جانا ہے اور یہ کہ دل
 اُس وقت تک اُسکی طرف اشارہ نہ کرے جب تک کہ وہی انکی طرف اشارہ نہ کرے
 نہ جو شخص کہ عبودیت کی صفائی پر ہوا اُس میں ربوبیت کے نشان نے گہر کیا
 اور جس نے عبودیت کی پابندی میں ربوبیت کی صنعت کا مشاہدہ کیا بس
 وہی اپنے نفس سے الگ ہوا اور اپنے رب عزوجل کے پاس ٹہیرا اور اسوقت
 وہ استدراج سے سلامت رہا اور اس مقام پر استدراج یقین کا جلا جانا ہے
 کیونکہ یقین ہی سے غیب کے فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔ کشف نور کے بجائے ہین جو
 اسوقت چمکتے ہیں جب کہ باطنی امرون کے اندر ہی اندر ایک غیب سے دوسرے
 غیب کی طرف پہچانے والوں کی شناخت دل میں جاگزین ہو جاتی ہے تاکہ جہان
 سے حق مشاہدہ فرماتا ہے وہیں سے یہ بھی چیزوں کا مشاہدہ کرے اس لئے
 وہ مخلوق کے دل کی باتیں کہہ دیتا ہے اور جب باطن کے اندر حق ظاہر ہو جاوے گا
 تو امید و خوف کے لئے فضلہ باقی نہ رہے گا۔ اور یہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے
 مامون منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ عاشق ہمیشہ اپنے خمار میں سرشار
 اپنی شراب میں حیران رہتا ہے نشہ سے نکل کر حیرت میں آتا ہے اور حیرت سے نکل کر

ع ظاہر ہے کہ اس قول کو شیخ احمد رفاعی کے ترجمہ میں ہونا چاہیے نہ کہ خود شیخ منصور کے اقوال
 میں بدایہ ناسخ و کاتب کی غلطی ہے۔ لیکن جو نسخہ مصر کا چھاپا ہوا میرے پاس ہے اس میں اسطرح ہے

اسلئے میں اُسے باقی رکھ کر جلا دیا۔ ۱۲ مترجم

نشہ میں جاتا ہے۔ شیخ منصور رضی اللہ عنہ زمین بطحی کی نہر دفلی میں رہتے تھے اور انہوں نے اسی کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ چنانچہ وہیں قضا کی اور ان کا مزار ظاہر و معلوم اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔ ان کے مرتے وقت ان کی بیوی نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنا جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اپنے ہاں بچہ احمد کو۔ مگر جب ان کی بیوی نے دوبارہ کہا۔ تو انہوں نے اپنے بیٹے اور اپنے ہاں بچے دونوں سے کہا کہ تم دونوں فلان زمین سے خرف کا ساگ اکھاڑ لاؤ۔ چنانچہ ان کے بیٹے اسی زمین سے خرف کا ساگ لے آئے۔ اور ان کے ہاں بچہ کچھ بھی نہ لائے۔ تو ان سے انہوں نے پوچھا کہ اے احمد تو ساگ کیوں نہ لایا۔ احمد نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ سب جڑی بوٹیاں اللہ عزوجل کی تسبیح پڑھ رہی ہیں اس لئے میں ان میں سے کسی کو بھی نہ اکھاڑ سکا۔ تب ان کی بیوی چپ رہ گئیں۔

(۲۵۴) شیخ تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

اپنے وقت میں بزرگان عراق کے سرداروں میں سے تھے اور ان کی بہت سی خارق عادت کرامتیں تھیں اور ان کے زمانہ میں اس شان کی ریاست انہی کو پہنچی تھی۔ بیشمار لوگ علما و صلیار میں سے ان کے مرید ہوئے۔ اور ارباب احوال میں سے ان کے چالیس غلام تھے جب ان کے پیر شیخ شبنکی نے ان کی بیعت لی تو کہا کہ آج میرے دام میں ایسا پرند پھنسا ہے جس کا مثل کسی شیخ کے جال میں نہ پھنسا تھا اور بطائح کے مشائخ کہا کرتے تھے کہ جو شخص ابو الوفا رکھ کر لے اور اپنے منہ پر ہاتھ

پیرے بنیر اسد کا نام لے لے اُسکے جبہ کا گوشت اگر انکی ہبیت سے نہ گرے تو
 اُسپر تعجب کرنا چاہئے۔ اور سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ
 حق تعالیٰ کے دروازہ پر ابو الفوارح جیسا کوئی کر دی نہیں ہے اور یہی پہلے شخص ہیں جو عراق
 میں تاج العارفین کے لقب سے موسوم ہوئے ہیں۔ انکے بعض کلام محبت الہام
 یہ ہیں۔ جسکو نظر کے اثر نے سرگردان کیا اسکو خبر کے سننے نے بے چین کیا اور جو
 بیابان شوق میں الگ ہو رہا وہ آفاق کمیط التفات نہیں کرتا۔ ذکر وہ ہے جو تمکو
 تمسے اُسکے وجود کے سبب سے غائب کر دے اور اُسکے شہود کے باعث ملکوت سے لے لے کیونکہ ذکر حقیقت
 کا شہود اور خلقت کا نمود (بجھ جانا) ہے۔ اجسام قلم میں دو حسین تختے ہیں اور نفوس جام شرب ہیں اور
 اور وجد آگ ہو کہ بندہ اپنے والی حشر ہے اور بعدہ اڑا لیجا نیوالی نگاہ ہے اور قوت شاہد
 حضور میں بندہ کی سدا سگی کے وقت باطنی محادثہ اور غلبہ شہود کے سبب سے
 دریاے مشاہدہ میں قلب کا مستغرق ہو جانا ہے۔ تسلیم نفس کو احکام کے میلانوں
 میں چوڑ دینا اور صدقات سے اُسپر شفقت کا ترک کر دینا ہے۔ اور یہ کیا کرتے
 تھے کہ اگر اپنے پیر کے پاس آئینوا لاسچا ہو اور پیر خواب میں ہو تو پیر کا ہر ذرہ اُسکے سوال
 کا جواب دیکھا اور اُسکو پیر کے جگانے کی ضرورت نہو گی۔

(۲۵۵) شیخ حماد بن مسلم دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ



علوم حقائق کے علماء راہنمین میں سے تھے۔ انکو مریدوں کی تربیت کی ریاست
 ملی تھی۔ اور پوشیدہ داروات کے کشف کی نسبت انپرا جماع منعقد ہوا تھا اور انکے

وقت کے بہت زیادہ مشائخ و صوفیہ بعد اذانین کی طرف منسوب تھے۔ اور یہ
اُن لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت
پائی اُنکی ستائش کی اور اُنکی کرامتیں روایت کیں۔ انکے چند منتخب اقوال
یہ ہیں۔ دل تین قسم کے ہیں ایک تو وہ دل ہے جو دنیا میں پھرتا رہتا ہے دوسرا
وہ جو آخرت میں گہوتا ہے اور تیسرا وہ دل ہے جو مولیٰ کے ذریعہ سے پھرتا ہے
نہ کہ مولیٰ میں کیونکہ جو مولیٰ میں پھرتا رہا وہ نزدیک ہوا۔ اپنے دل کو یقین کے ذریعہ
سے پاک و صاف کرو تاکہ اُس میں احکام خداوندی جاری ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف
کا سب سے نزدیک رستہ اُسکا عشق ہے اور اُسکا عشق خالص نہیں ہوتا جب تک
کہ عاشق روح بلافنس نہ رہ جائے اور جب تک اُس میں نفس ہے کبھی اللہ تعالیٰ
کے عشق کا مزہ چکھ نہیں سکتا۔ قدر سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو معرفت حاصل ہو
اور خلقِ وام سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو نگہ پائی ملے اور جب قدر تمہارے پاس نہ ہوگا اُس قدر تمہاری
سلامتی ہوگی اور جتنا تمہارے پاس قدر ہوگا اسی انداز سے تمہاری معرفت ہوگی جب تمہارے
وجود میں نفسانی خواہش نہ پائی گئی تو تم موحّد ہو گئے اور جب تمہاری تدبیر میں تمہاری
مراونہ پائی گئی تو تم فانی ہو گئے لیکن اگر وہ تمہیں بکام تو جواب دو۔ اگر تم سے
وعدہ کرے تو تو کھل کر دو۔ اور اگر اپنا حکم تم پر جاری کرے تو سر تسلیم خم کر دو۔ پس اگر
تم سے کہے کہ کوئی چیز اختیار کر دو تو کہو کہ میں تو تقویٰ کر چکا ہوں۔ اگر تم سے کہے کہ
کچھ مانگو تو کہو کہ میں تصدیق کر چکا ہوں۔ اگر تم سے کہے کہ میری عبادت کر دو تو کہو کہ مجھے
توفیق عطا ہو اور اگر تم سے کہے کہ میری توحید کرو تو کہو کہ مجھے کینچ لیا جائے۔ پھر
اگر معرفت آئیگی تو ربانی افعال ہو جائے گی اور ساری ہستی زائل ہو جائیگی اور تم کے

قبضہ میں ایسے صاحبِ دل ہو جاؤ گے کہ تمہاری جو چیز ہوگی وہ رب عزوجل کے ہی ذریعہ سے ہوگی اور جو اُسکے ذریعہ سے ہوگی وہ اُسی کی ہوگی اور جو تمہارے ذریعہ سے ہوگی وہ تمہاری ہوگی۔ ایسی صورت میں ایمان کے سبب سے تم دنیا کی تمام قسموں سے کنارہ رہو گے کیونکہ اسمین اُسکی تصدیق ہے۔ علم کے سبب سے آخرت کی تمام قسموں سے محفوظ رہو گے کیونکہ اسمین اُسکی معرفت ہے اور معرفت کے سبب سے تم سب سے الگ رہو گے چاہے تم جہاں رہو کیونکہ تمہاری معرفت کی حیثیت تمہارے اندازہ کے مطابق وہ تمہارے ساتھ ہے۔

(۲۵۶) شیخ ابویعقوب یوسف بن ایوب مہدانی رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ لیکنا امامون میں سے تھے۔ اور خراسان میں تربیت مریدین کی ریاست ان کو ملی تھی۔ انکی خانقاہ میں علما و صلحا کی بہت بڑی جماعت جمع تھی اور ان سے اور انکے کلام سے فائدہ اُٹھاتی تھی۔ انکا کلام ہے کہ سماع حق کی طرف عزادری کیلئے کاسیف ہے۔ اور یہ حق کے لطائف و زوائد غیب کے فوائد و مواردِ فتح کے بواہی و عوائد اور کشف کے معانی و بشارت ہے۔ اسلئے روحوں کی خوراک جسموں کی غذا و لون کی حیات اور اسرار کی بقا ہے۔ چنانچہ ایک گروہ کو حق تعالیٰ شاہد تشریف کے ذریعہ سے سنانا ہے۔ ایک گروہ کو ربوبیت کی صفت کے ذریعہ سے اور ایک گروہ کو وصفِ قدرت کے ذریعہ سے پس حق ہی انکے لئے سنانے والا اور سننے والا ہے۔ پس سماع پر دون کا پھاڑوینا اور اسرار کا کھول دینا ہے۔ اور

ایک کوندتی ہوئی بجلی اور نکلا ہوا آفتاب ہے۔ اور روحوں کا سماع دونوں کے سننے کے ذریعہ سے قُرب کے بساط پر شاہد حضور کے ساتھ بغیر نفس کے ہوا کرتا ہے چنانچہ وہ کوسماع کی حالت میں شیفتہ و حیرت زدہ ٹکٹکی باندھے ہوئے قیدی اور فروتن بدست نظر آئینگے۔ اور سن لو! کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رونق کے نور سے ستر ہزار مقرب فرشتے پیدا کئے ہیں اور انکو بارگاہ انس میں عرش و کرسی کے درمیان جگہ دی ہے اُنکے لباس سبز صوف کے اور اُنکے چہرے چودہویں رات کے چاند جیسے ہیں۔ اور جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں حالت وجد میں شیفتہ حیرت زدہ اور فروتن بدست ہیں رکن عرش سے رکن کرسی تک پُہنچتے رہتے ہیں کیونکہ ان میں سخت شیفتگی پائی جاتی ہے۔ بس یہ آسمان والوں کے صوفی ہیں اسمٰغیل انکے سپہ سالار و مرشد ہیں جبرائیل انکے رئیس و متکلم اور حق تعالیٰ انکا مونس و مالک ہے ابراہیم ابن الحنفی بیان کرتے ہیں کہ شیخ یوسف ہمدانی لوگوں کے سامنے غلط کہہ رہے تھے کہ دو مولویوں نے جو اُس مجلس میں تھے ان سے کہا کہ چپ رہو تم تو بدعتی ہو۔ اس پر شیخ نے اُن دونوں سے کہا کہ چپ رہو تم زندہ نہیں رہنے کے چنانچہ وہ اُسی جگہ مکرر رہ گئے۔ اور انکے پاس ہمدان سے ایک عورت روتی ہوئی آئی اور اُس نے ان سے کہا کہ میرے بیٹے کو فرنگینوں نے قید کر لیا ہے۔ انہوں نے اُسکو صبر کرنے کو کہا۔ مگر اُسے صبر نہ آیا۔ آخر انہوں نے دعا کی کہ خدایا اُسکی بیڑی کھول دے اور جلد اُسکو غلصی دے۔ اسکے بعد اُس عورت سے کہا کہ اپنے گھر جاتا محکومہ وہیں ملے گا۔ چنانچہ وہ عورت گھر جوائی تو اسکا بیٹا دہان موجود تھا اُسکو چنبا گدرا اور اُس نے اپنے بیٹے سے حالات پوچھے۔ اُس نے

کہا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں پانودن میں بیڑیاں پہنے ہوئے تھا اور مجھے نگہبان تعینات تھے کہ میرے پاس ایک شخص ہو چکا اور مجھے اٹھا کر پلک چپکنے کی طرح بیان لے آیا۔ یہ سن کر چاروچالیس ہجری کے قریب قریب پیدا ہوئے اور ۳۵۵ھ ہجری میں قیام دینا سے چوتھے اور مدت تک مقام یامین میں جو مرو کے راستہ پر واقع ہے مدفون رہے بعد اُنکی کنش مرد پوچھا گیا کہ گئی اور وہ ان اُس سبزہ زار میں جو انکی طرف منسوب ہے دفن ہوئے۔

(۲۵۷) شیخ عقیل منہجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ اپنے وقت میں شام کے پیران پیر تھے انکی صحبت اکابر کا ایک گروہ کامل ہو کر نکلا جنہیں سے ایک شیخ عدی بن سافر میں اور یہی پہلے شخص ہیں جو عمر یہ خرقہ کے ساتھ ملک شام آئے اور ان سے اورون نے پایا۔ اور یہ طیتار (اُڑنے والے) کہلاتے تھے جسکی وجہ یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنے اُس گائون سے جس میں یہ مقیم تھے مشرقی شہروں کی طرف جانا چاہا تو گائون کے منارہ پر چڑھ گئے اور گائون والوں کو آواز دی چنانچہ جب وہ جمع ہو گئے تو یہ ہوا میں اُڑے اور لوگ انکی طرف دیکھتے رہے اور لوگوں نے جاکر دیکھا تو انکو منہج میں پایا۔ ان کے

عہ منہج بروز مجلس یعقوبی لکھا ہو کہ تفسیر میں کہ روایات میں سے ہے اور دوسروں کا بیان ہے کہ ان میں واقع ہے بطلمیوس کہتا ہے کہ منہج و حلب میں دس فرسخ کا فاصلہ ہے اور منہج سے فرات تک

بعض کلام معرفت نظام یہ ہیں :- معرفت تو صرف اُن چیزوں کے متعلق ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لی ہیں اور عبودیت اُن چیزوں میں جن کا اُس نے حکم دیا ہے اور خوف سارے معاملہ کی جان ہے۔ لیکن عارفوں کا خوف یہ ہے کہ کہیں اُس کے افعال میں انکی راحت نہ پائی جائے۔ ویوں کا خوف یہ ہے کہ مبادا اللہ عزوجل کے حکم میں انکی نفسانی خواہش پائی جائے اور متقیوں کا خوف یہ ہے کہ ایسا ہو کہ انکی رویت خلق میں انکا نفس شریک ہو اگر مخلوق تم میں پیدا کیجائے تو تم شرک کرو اور اگر تمکو تیر قدرت دے تو تم اُن سے جھگڑے کرو۔ آئے شخص کہ کہ میرے مبعود تو اپنے قدر سے مجھے چٹا اور اپنے خلق سے مجھے آرام دے اور جب امر آئے تو کہہ کہ اے میرے مبعود تو اُن میں سے مجھ پر رحم فرما اور جب قدر آئے تو کہہ کہ اے میرے مبعود تو مجھ پر رحم فرما پس جب فضل آئے تو بغیر تصور اپنی ذات کے کہہ کہ الہی تیرا فضل تیری صنعت کیلئے ہے پھر جب تم چاہو گے تو خشوع کے وقت تمکو عبودیت حاصل ہوگی اور ناز کے وقت تو حید پس تمہاری عبودیت اُسکی طرف تمہارے محتاج ہونے کے سبب سے ہوگی اور اُسکا ناز یہ ہے کہ وہ ان اُسکے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ پھر جب اَللّٰہُ تَعَالٰی آوے تو ”اللہ“ کہو پھر انکو پڑے جہک مارنے دو کہ کہیں بنایا کریں “

عہ سارے حقائق دہود یہ کے جمع ہونے کی احادیث کو اُلیست کہتے ہیں۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام سارے صور بشریہ کے جمع ہونے کی احادیث تھے۔ مترجم۔ از کتاب التعریفات اختصاراً

عہ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ لِيَلْعَنُوْنَ ۝۱۲

احصل عشق کے مجاہدہ سے تم اسکو پہچانو گے اور خلق سے اپنے باہر آنے کے ذریعہ سے
اسکی توحید کرو گے۔ ہمارا طریقہ جدد کد اور پابندی حد سے یہاں تک کہ تو فنا ہو جاے
پس یا تو جو ان اپنی آرزو کو پہنچے گا اور یا اسکی بیماری سے مر جائیگا ۷

یا تن رسد بجان یا جان زن بر آید

جو شخص اپنے لئے کوئی حال یا قال تلاش کرے وہ معرفت کی راہوں سے دور
ہے۔ جو انردی غلاموں کی خوبیاں دیکھنی اور انکی بُرائیوں سے غائب رہنا ہے
مدتھی وہ شخص ہے جو خود اپنی طرف اشارہ کرے۔ اور سلوک کے مقام میں انہوں
دگریہ کا نہونا خذلان کی علامت ہے۔ یہ جب جنگل کے جانوروں کو آواز دیتے
تھے تو اس کثرت سے سر ڈالے ہوئے آتے تھے کہ اُنکی نظر نہ آتا تھا۔ انکا سونٹا
استقدوزنی تھا کہ کوئی شخص اسکو اُٹھانہیں سکتا تھا۔ انہوں نے منیج میں سکونت
اختیار کی اور کچھ اوپر چالیس سال وہاں رہے اور دہین دفات پانی اور دہین انکی
بقر مشہور ہے لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں۔

(۲۵۸) شیخ ابولعزی مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



ملک مغرب میں صادقین کی تربیت انکے سپرد ہوئی اور انکی صحبت سے وہاں
کے بڑے بڑے مشائخ اور مشہور معرفت زاہدین کامل ہو کر نکلے۔ اہل مغرب
انکے وسیلہ سے مینہ برسنے کی دعا کرتے تھے تو مینہ برتا تھا۔ انکے بعض کلام
حقیقت الیام بہرین:۔ احوال مبتدیوں کے مالک ہوتے ہیں جسطرح چاہتے ہیں

اُنکو پھیرتے ہیں اور منتہیوں کی ملکیت کہ جسطرح وہ چاہتے ہیں اُنکو پھیرتے ہیں -
 جو حقیقت کہ بندہ کی نشانیوں اور علامتوں کو نہ مٹا دے وہ حقیقت نہیں ہے
 جسے فضل کے طور پر حق کی طلب کی وہ اُس تک پہنچا اور جو ایک (خدا) کے ساتھ
 نہوا وہ ایک کے ساتھ نہوا۔ سب سے زیادہ فائدہ مند کلام وہ ہے جو کسی مشاہدہ کی
 نسبت اشارہ ہو یا حضور کی نسبت خبر ہو۔ دلی دلی نہیں ہوتا جب تک کہ اُس کے
 قدم۔ مقام حال منازل دوسرے نہ ہوں۔ پس قدم وہ راہ ہے جس پر تم حق کی طرف
 چلو۔ مقام وہ کیفیت ہے جس پر تمہارے سابقہ نے جو علم ازل میں ہے تمکو ٹھیکرایا
 ہو۔ حال وہ کیفیت ہے جو اصولی فوائد میں تمکو براہِ نیکختہ کرے مگر سلوک کے
 نتائج میں سے نہو۔ منازل وہ چیز ہے جو حضور کے تحفوں میں سے مشاہدہ
 نہ کہ استعارہ کی صفت کے ساتھ خاص کر تمہیں ملی ہو۔ اور سرورہ ازلی لطافت
 میں جو جمع کے غلبہ غیر کے مٹنے اور تمہاری ذات کے فنا ہونے کے وقت تم میں
 ودیعت رکھے گئے ہیں۔ لہذا حکم مقام کی نگہداشت سے طریق کی واقعی سمجھ اور
 اُس کے پوشیدہ معانی پر اطلاع حاصل ہوتی ہے۔ حکم حال کی محافظت سے تعریف
 میں جو اس کے لئے اسد ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے اُسکو بسط حاصل ہوتا ہے
 حکم منازل کی حفاظت کے سلطانِ قہر کو فتحِ لدنی کی فوجوں سے مدد دیتی ہے۔ حکم
 ستر کی نگہداشت مکشوفات کے خزانوں پر مطلع ہونے کی قدرت کو وسعت دیتی ہے
 حکم وقت کی نگہداشت سے مراقبہ پیدا ہوتا ہے اور پاسِ انفاس غیبت فی المحضور
 کے مقام تک پہنچاتا ہے۔ شیخ ابو محمد افریقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ شیخ
 ابو یعزى اپنی ہدایت میں پندرہ برس جنگل میں رہے جہاں جنگلی درختوں کے

پہلوں کے سوا کچھ نہ کہاتے تھے اور شیر ان کے پاس آکر پناہ اور پرندے بسیرا لیتے تھے اور
 اور ان کی یہ حالت تھی کہ جب شیر ونے کہتے کہ یہاں نہ رہو تو شیر اپنے بچوں کو لے کر شیر نیاں
 سب کی سب باہر چلی جاتیں۔ شیخ ابو دین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ان سے میدان
 میں ملا و سوقت اونکے چاروں طرف شیر اور وحشی جانور اور پرند موجود تھے اور اپنے احوال میں
 ان سے مشورہ کر رہے تھے اور وہ خشک سالی کا زمانہ تھا چنانچہ یہ ان وحشی جانوروں سے
 کہتے تھے کہ تم فلاں فلاں مقام کو جا دو ہاں تمہاری خوراک ہے اور ایسا ہی پرندوں سے کہتے
 تھے اور سب اون کا حکم مانتے تھے۔ بعد اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ شنائشعوب ! ان
 وحشی جانوروں اور پرندوں نے میرے پڑوس کو پسند کیا تو میری وجہ سے بہو کون مرنے
 لگے۔

(۲۵۹) شیخ عدی بن مسافر اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ *

یہ اس طریقہ کے یگانہ ارکان اور بلند رتبہ علماء میں سے تھے اور شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ
 ان کا نام عظمت کے ساتھ لیتے انکی ستائش کرتے اور انکے سلطان ہونے کی گواہی
 دیتے اور کہتے تھے کہ اگر مجاہدہ سے نبوت ملتی تو ضرور شیخ عدی بن مسافر اسکو حاصل
 کئے ہوتے۔ ابتدائے انہوں نے مجاہدہ میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اپنے بعد کے
 بزرگوں کو عاجز کر دیا شدت مجاہدہ سے ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ سر خشک ہو کر گنجا ہو گیا
 تھا اور سجدہ کرتے تھے تو سوکھی کوٹڑی سے پیچھے کے ٹکڑے کی ویسی ہی آواز سنائی
 دیتی تھی جیسی کنکریوں کی۔ ابستار امر میں مدتوں کہو ہوں بچاڑوں اور مسید انون

میں مجروح پرتے اور انواع و اقسام کے مجاہدے نفس سے کراتے رہے اور ان
 جگہوں میں سانپ حشرات الارض اور درندے ان سے مالوم رہے۔ اور یہی پہلے
 شخص ہیں جس نے پورب کے ملکوں کی زیارات اور وہاں کے سچے مرد یوگی تربیت
 کا قصد کیا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تھے انکے بعض کلام سعادت
 فرجام یہ ہیں:۔ تمہارا (کسی چیز کو) لینا یا ترک کرنا دو حال سے خالی نہ ہو یا اللہ عز و جل کے
 ذریعہ سے ہو یا اوس کے لئے ہو۔ پس اگر یہ دونوں فعل اوسکے ذریعہ سے ہوں تو اوس
 کی طرف سے تم کو عطا کرنے کی ہدایت ہوگی اور اگر اوسکے لئے ہوں تو اوس کے حکم سے
 اوس سے رزق طلب کرو اور جو زمین خلق ہے اس سے بچو کیونکہ جب تم اون کے ساتھ
 رہو گے تو وہ تم کو غلام بنائینگے اور جب تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو گے تو وہ تمہاری
 حفاظت کرے گا اور جب تم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ رہو گے تو تمہاری کفالت
 کرے گا۔ اور جب تم اسباب کے ساتھ رہو تو اپنا رزق زمین سے مانگو کیونکہ تم کو آسمان
 سے نہیں دیا جائیگا اور جب تم توکل کے ساتھ رہو تو اگر اپنی ہمت کے ذریعہ سے طلب
 کرو گے تو ہرگز تم کو عطا نہ ہوگا اور اگر تم اپنی ہمت کو اٹھا دو گے تو تم کو عطا ہوگا۔ اور جب
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرے رہو گے تو تمہارے لئے سارے موجودات موطن سے
 خالی ہوں گے اور تم ایک مٹھی مین اور فانی ہو گے اور ساری ہستی تم مین اور تمہارے
 لئے ہوگی۔ تم اپنے پیروں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے مگر اوس صورت مین کہ تمہارا اعتقاد
 اس کی نسبت ہر اعتقاد سے بڑھا ہوا ہو اور جب ایسا ہوگا تب وہ تم کو اپنے حضور
 مین رکھے گا اپنے غیبت مین تمہاری حفاظت کرے گا اپنے اخلاق سے تم کو
 آراستہ کرے گا اپنی تادیب سے تم کو مؤدب بنائے گا اور تمہارے باطن کو

اپنے اشراق سے منور کرے گا اور اگر تمہارا اعتقاد اوس کی نسبت کمزور ہو گا تو تم کو ان چیزوں میں سے کوئی بھی اُس میں نظر نہ آئے گی بلکہ تمہارے باطن کی تاریکی کا عکس تم پر پڑے گا تو تم کو اُس کے صفات بھی اپنے ہی صفات جیسے نظر آئیں گے پس تم اوس سے کبھی فائدہ نہ اؤ تمہاؤ گے گو وہ درجہ میں دیون سے بھی اعلیٰ ہو۔ خوش اخلاقی یہ ہے کہ ہر شخص کے ساتھ اس طور پر پیش آئے کہ اوس کو اُنس پیدا ہو وحشت نہو پس علماء کے ساتھ اونکی باتوں کو اچھی طرح سے سننے کا زبوا کرے گا و اوس کا مقام اوس سے بالاتر ہو جو وہ کہتے ہوں۔ اہل معرفت سے سکون و انکسار کے ساتھ پیش آئے اور اہل توحید سے تسلیم کے ساتھ جب کسی شخص سے کرامات و خرق عادات ظاہر ہوتے دیکھو تو جب تک کہ اوس کو امر و نہی کی وقت دیکھ نہ لو اُس پر نہ پھولو۔ جس نے ادب آموزوں سے ادب نہ سیکھا وہ اوس کو خراب کرے گا جو اوس کی پیروی کرے گا اور جس میں ذرا سا بھی بدعت ہو اوس کے ساتھ بیٹھنے سے بچو تاکہ اوس کی شامت تمہاری طرف نہ لوئے گو ایک مدت کے بعد ہی کیون نہ ہو جس نے علم کے بارہ میں زبانی تقریروں پر بس کی اور اوس کی حقیقت سے متصف نہ ہو وہ منقطع ہے جس نے بغیر سمجھ کے عبادت پر کفایت کی وہ بیرونی ہے جس نے بغیر ورع کے فقر پر اکتفا کیا وہ دہو کے میں ہے اور جس نے ان احکام کی پابندی کی جو اوس پر واجب ہیں اوس نے نجات پائی توحید باری تعالیٰ کی ماہیت کہنے میں نہیں آتی اور نہ اوس کی کیفیت عقل و خیال میں آتی ہے وہ تو مثالوں اور شکلوں سے بالاتر و اعلیٰ تر ہے اوس کی ذات کی طرح اوس کی صفتیں بھی قدیم ہیں۔ اپنی صفات میں وہ جسم نہیں ہے۔ وہ ایسا بزرگ ہے کہ نہ اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے مشابہ ہو سکتا اور نہ اپنی نکالی ہوئی اشیاء کی طرح

منسوب ہو سکتا ہے۔ اوسکی جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے
 اوسکی زمین و آسمانوں میں کوئی اوسکا مثل نہیں اور اوسکے حکم و ارادہ میں کوئی اوسکا
 سہسر نہیں عقلوں کے لئے حرام ہے کہ اللہ عز و جل کی کوئی مثالی صورت کھڑی کریں
 وہوں کے لئے کہ اوس کو محمد و دکرین گمانوں کے لئے کہ اوسکی تعیین کریں ضمیروں
 کے لئے کہ اوسکی ترک و پوچھن نفوس کے لئے کہ اوسکو سوچیں فکروں کے لئے کہ اوسکو
 احاطہ کریں اور عقلوں کے لئے کہ اوسکو تصور کریں مگر اوسی قدر کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی
 کتاب میں یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنا وصف بیان کیا ہے اور
 ہمارے اس طریقہ کے چلنے والے پر بسے پہلے جو چیز واجب ہے وہ جوئے
 و دعویٰ سے باز آنا اور سچے معنوں کا محض رکھنا ہے میں کہتا ہوں کہ اوسکی
 وجہ یہ ہے کہ سچے معنی نور میں اور بندہ کے قلب میں جب قدر نور جمع ہوں گے اُس قدر
 اوسکے قدم میں گے اور اوسکی استعداد قوی ہوگی اور جوں جوں وہ معنی کو ظاہر کریگا
 وون وون نور ابتدا ہی میں نکلتا چلا جائیگا پس اس راہ میں اُسکا قدم نہیں جھیکے گا۔ واللہ اعلم
 اور یہ اکثر بحر محیط کے چمے جزیرہ میں اقامت رکھتے تھے۔ اور یہ جب ہوا کو کہتے تھے
 کہ ٹھیس جاتا تو فوراً ٹھیس جاتی تھی۔ ہمارے پہاڑ میں سکونت رکھتے تھے

۱۔ کتاب الانساب میں لکھا ہے کہ ہنگارہ فتح ہوا و تشدید کاف اور آخر میں اسے ہولافت کے بعد
 ہے اور ہنگار ایک شہر اور خطہ اوس پہاڑ کے نزدیک ہے جو موصل کے اور جانب جزیرہ میں سے ہے
 ابن الاثیر نے لباب میں لکھا موصل کو سلاطین ہنگار ایک ولایت ہے جس میں تسلیحات و دیہات
 شامل ہیں۔

اور بالئس کو انہوں نے وطن بنایا تھا اور ہمیں ۵۵۰ سال پہنچا اٹھا دن بھری میں وفات پائی اور اس تکبہ میں جوان کی طرف منسوب ہے دفن ہوئے اور ان کی قبر وطن ظاہر اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۰) شیخ علی بن وہب بنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنجاری اور اسکے جوار کے مریدوں کی تربیت کی خدمت ان تک پہنچی اور بڑے بڑے لوگوں کا ایک گروہ ان سے مرید ہوا مثلاً شیخ سید سنجاری شیخ ابو بکر جاری شیخ سعد ضابطی

۵۱۔ بالئس بائے موحہ بعدہ الف ولام کسورہ بعدہ سین ہمدیہ ایک چڑھا سا شہر فزات کے مغربی کنارہ پر ہے۔ اور یہی ملک شام کا سب سے پہلا شہر ہے۔ یہاں سے قلعہ دو شتر تک جو قلعہ جبر کے نام سے مشہور اور فزات کے شرقی جانب میں واقع ہے پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے اور قلعہ جبر کے مقابل فزات کے مغربی جانب سرزمین صفین ہے جہاں لڑائی ہوئی تھی۔ حاشیہ اصل کتاب۔

۵۲۔ صاحب بابائے لکھا ہے کہ سنجاری بنے نقطہ کے کسرہ۔ نون کے سکون اور جیم کے فتوح اور الف و راہ بنے نقطہ کے ساتھ ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ سنجاری نصیبین کے جنوبی حصہ میں بہت ہی خوبصورت شہر میں سے ہے اور اس کا کوئی حصہ نہایت ہی سیہ حاصل ہے۔ اور ابن حوقل کی کتاب میں ہے کہ سنجاری دیر بعد کے میدان کے وسط میں پہاڑوں کے قریب ایک شہر ہے اور سنجاری کے سوا جزیرہ کے کسی شہر میں کچھ کا ذکر نہیں ہے۔ اور وہ ان کے بعض باشندوں نے لکھا ہے کہ سنجاری موصل سے تین منزل پر واقع ہے سنجاری مغرب سمت میں اور موصل مشرق کی سمت میں واقع ہے۔ اور سنجاری کو پہاڑ اپنے داموں سے محفوظ رکھے ہوئے ہے اور عمرہ کے انوار کا ہے یہاں ایک قلعہ اور بیٹے باغ میں اور نردون اور شمال جانب کے پہاڑ سے پانی کی افراط ہے۔ ابو الغضار۔

وغیر سم۔ یہ چالیس مرید چوڑ کر گہرا سے عالم قدس ہوئے جنہیں سب ارباب احوال
 تھے۔ نقل ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے چالیسوں مرید ایک باغ میں
 جواؤ لکھنے کے رو برو واقع تھا جمع ہوئے اور ہر ایک نے اس باغ سے ایک
 ایک مٹی گھاس لی اور اس پر ہونک ماری جس سے وہ گمانیں نیلے نیلے
 سبز و سفید مختلف رنگوں کے پھول ہو گئیں اور ایک نے دوسرے کے صاحب مکین
 تصدیق ہونے کی شہادت دی۔ انکابیان ہے کہ مینے سات سال کی عمر میں قرآن
 حفظ کیا بعدہ علم میں مشغول ہوا اور میں ایک مسجد میں جو جنگل کے باہر واقع تھی عبادت
 کیا کرتا تھا ایک شب کو میں وہیں سوتا تھا کہ میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ علی! مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ ٹوپی
 پہناؤں اور انہوں نے اپنی آستین سے ٹوپی نکالی اور میرے سر پر رکھی۔ اسکے چند
 دنوں کے بعد خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ علی! تم ٹھکرا
 لوگوں کے پاس جاؤ انکو تم سے فائدہ پہونچے گا مگر میں اپنے کام میں استقلال کے ساتھ لگا
 رہا بعدہ مینے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ جو خضر نے کہا تھا وہی یہ بھی کہتے
 ہیں۔ یہ سکر میں بیدار ہوا اور اپنے معاملہ میں ثابت قدمی سے نہ ملا تا تب تیسری شب
 کو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھے وہی فرماتے ہیں جو ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ اس پر میں بیدار ہوا اور مینے باہر نکلنے کا ارادہ کر لیا اور اسی رات
 کے آخر حصہ میں جو میں سویا تو مینے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور مجھ سے ارشاد
 ہوا کہ اے میرے بندے مینے تجھے اپنی زمین میں اپنا برگزیدہ بنایا اور تیرے
 سب احوال میں مینے اپنی ایک روح کے ذریعے سے مدد دی اور

تجھے مینے اپنی مخلوق کے لئے رحمت بنایا پس نکل کر ان کی طرقت جا اور مینے اپنی جو
 حکمتیں تجھے تعلیم کی ہیں اونکو ذریعہ سے امنین حکمرانی کر اور مینے اپنی جن نشانہوں نے تجھے مدد دی ہے
 انکو امنین ظاہر کر چنانچہ مین بیدار ہوا اور نکل کر گوشت کے پاس آیا اور ہر جانب لوگ میں طرقت ڈڑے
 انکے چند چہیدہ اقوال یہ ہیں :- اللہ عزوجل کی معرفت ایسی بہاری ہو کہ عقل سے حاصل نہیں ہو سکتی
 بلکہ اسکی اصل شرع سے اقتباس کی جا سکتی ہے بعدہ ترکے مقدار سوا اسکے حقائق کی نشانیں نکلتی ہیں پس
 ایک گروہ نے اسکو وحدانیت کے ذریعہ سے پہچانا اسلئے صمدانیت تک پہنچ کر اوسنے آرام لیا ۔ دوسرے
 گروہ نے اسکو قدرت کے ذریعہ سے پہچانا اس سبب سے وہ حیرت زدہ ہو گئے ۔
 تیسرے گروہ نے اسکو عظمت سے پہچانا سو جس سے وہ دہشت کے پاؤں پر کھڑے ہو گئے
 اور یقینی طور پر سمجھے کہ ہرگز کوئی اوسکی ذات کو نہیں پاسکتا چوتھے گروہ نے غلبہ الہیت سے
 اسکو پہچانا پس وہ کیفیت و ماہیت سے پاک ہوئے پانچویں گروہ نے اسکو اوسکی
 مصنوعات کے ذریعہ سے پہچانا اور اوسکی نادرجعتوں سے اوسکی طرف راہ پائی اسلئے
 اس گروہ نے اوس کو اوسکے ایجاد و صنعت میں مشاہدہ کیا اور اسکے دینے اور نہ دینے
 میں اسکو دیکھا ۔ چھٹے گروہ نے اسکو تکوین کے ذریعہ سے پہچانا اور اسلئے ثبات و
 تمکین کے ساتھ جانا اور ایک اور گروہ نے اسکو بغیر اوسکے غیر کے پہچانا اس لئے
 اوس نے ان کو اپنی وہ نشانیاں دکھائیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی
 کان نے سنا اور جو نہ کسی بشر کے قلب پر گزرا ۔ جس کو حق نے محبوب رکھا اور
 چاہا اوس کے قلب میں ارادت بیٹھا دی اس لئے مرید (صاحب ارادت)
 عاشق طالب ہے جس کے قلب پر شوق غالب ہے اور غایت درجہ کی شفیقتگی
 نے اوس کی عقل کو سلب کر لیا ہے اور مراد معشوق مطلوب ماخوذ مسلوب اور

بارگاہ کی طرف مجذب و کھچا ہوا ہے جس میں شوق کا غم و غلبہ ہے کیونکہ وہ مطلوب کو پا چکا راستہ کو ملے کر چکا اپنے نفس کو دور کر چکا اور اس سے دور ہو چکا اور اس کو اس کو اپنے نظر سے مٹا چکا اس لئے اون کو دیکھتا ہی نہیں ہے۔ زہد کی تین قسمیں ہیں فرض فضیلت و قربت فرض حرام میں فضیلت مشتبہ میں اور قربت حلال میں۔ اور زہد کی عظمت و رع سے زیادہ ہے کیونکہ و رع باقی رکھنا ہے اور زہد کل کا قطع کر دینا۔ اخلاص کی علامت یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ میں خلق سے غائب رہے۔ لدی بقا سمین ہے کہ تم اپنے آپ سے فنا ہو جاؤ۔ اور جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ ہو اسے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو حرم کرنے نہیں دیتا اور اس کو مخلوقات سے طمع رکھنے کا لباس پہناتا ہے۔ انکی وفات کا مقام سبھا ہے اور وہیں انکا مزار پر انوارِ زیارت گاہ صفا رو کیا ہے۔

(۲۶۱) شیخ موسیٰ بن ماہرین زولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمہ

یہ امام و یگانہ زمانہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے غیب کی چیزیں کھول دیں انکو کرامتیں عطا کی تھیں اور دونوں انکی سبب و الہی تھی اور انکی بزرگی پر بزرگوں کا اتفاق تھا صل مشکلات اور باطنی واردات کی تشریح کے لئے دور دور سے لوگ اسکے پاس آتے تھے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی ستائش اور ان کی شان کی عظمت کرتے

ع۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ہر موجودی کو "کون" کہتے ہیں۔ اور یہی معنی اصطلاحی فلاسفہ کے

تھے۔ اور انہوں نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اے اہل بغداد عنقریب تم پر ایک آفتاب
 طلوع ہوگا کہ ویسا تمہارے ان کبھی طلوع نہوا تھا۔ اور لوگوں نے اُسے پوچھا کہ وہ کون
 ہیں تو انہوں نے کہا کہ شیخ موسیٰ زوی اس کے بعض اوقاف حقائق قہاں یہ ہیں :۔ رقائق
 تفصیل منازلات کے معانی اور تجرید محامرات کے شمار ہیں اور یہ (رقائق) جملہ ہا
 کلیات کے اعتبار سے متحدہ صورت جزئیات کی طرف التفات کے ساتھ متصل ہیں
 اور رقائق رقائق کی ردھین ہیں اور یہ (دقائق) حکمت ازلیہ کا مقدمہ ہیں اس کے
 اعتبار کو اختیار سے احاطہ کرتے اور انوار کیلئے انوار کو کھول دیتے ہیں۔ اور اگر دھند
 کی بساط پر ہمارے لئے یہ حجاب اٹھا دیا جاوے تو ضرور تمہاری ذات سے فرزند
 آدم کی تعداد کے برابر مخلوق مہکلام ہو اور ضرور تم اپنی ذات کے رقائق کو رکوع کرینو
 کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ سجدہ کرتے دیکھو۔ اور انکا قول ہے
 کہ حقائق علی کے گیسو اور روشنی کی ردھون کی خوشبو ہیں۔ اور یہ (حقائق)
 نواع کی جہلک اور چمکنے والی نفع ہیں جسے ان کے بساط پر قدم رکھا وہ سجدہ ہو گیا
 اور جو اسکے براق پر سوار ہوا وہ سدرۃ المنتہی ہو چکا۔ اور یہ (حقائق) حجابوں کے

عہ رقائق رقیقہ کی جمع ہے۔ اور رقیقہ لطیفہ روحانیہ کو کہتے ہیں۔ اور کسی اُس لطیفہ کو بھی
 ”رقیقہ“ کہتے ہیں جو دو چیزوں کے پیچ میں ہوتا ہے جیساکہ وہ مدوجو حق سے بندہ کو پہنچتی ہو
 اور اسکو ”رقیقہ النزل“ کہتے ہیں اور جیساکہ وہ وسیلہ جس سے بندہ حق کا تقرب حاصل کرتا ہے
 شلاً علوم اعمال اعلیٰ اخلاق اور بندہ مقلاً اور اگر رقیقہ العزیزہ رقیقہ الارقاء“ کہتے ہیں۔ اور کبھی رقائق کا
 اطلاق طریقت کے علوم و سلوک اور اُس چیز پر ہوتا ہے جس سے بندہ کاسر لطیف اور
 نفس کی کثافتیں دور ہوں ۱۲ مزہم از کتاب العرفات۔

نور اور قرب کے نعیم سے معافی علویہ اُس شخص پر خرچ کرتے ہیں پس بساط اعلیٰ
 و کونکشی و حضور ادنیٰ اُسکو میسر ہوتا ہے تب عارت و صل کی کیا صورتوں کے
 انور کے زینون پرچہ ہر حضرت جلال و مشرق اقبال کے حضور تک پہنچنا اور نور و
 روشنی لہر و طیب و حیار اُسکے جلو میں ساتھ ساتھ چلتی ہے اور اسوقت وہ مقام
 احد میں کھڑا ہوتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی معاملہ ہوا کرتا یعنی ہدایت کی طرف لوٹایا جاتا
 اور واپسی پر واپسی ہوتی رہتی ہے۔ پس عروج و حضور و نور و انصاف و تقویٰ و نشاط
 وغیرہ احوال و مہوض ہیں۔ اُس حد تک جسکی انتہا نہیں ہے۔ اسلئے ہر باطن ہر
 ایک ظاہر کی حقیقت ہے۔ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ بہت ہوا
 کرتا تھا اور انکے اکثر افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اجازت سے ہوتے
 تھے۔ یہ جب لوہے کو تاند لگانے سے تو بٹان جیسا نرم ہو جاتا تھا۔ اور چار مہینے کی
 بارش سے بھی کم عمر بچہ کو کہتے تھے کہ فلان سورہ پڑھ لو تو وہ بچہ صاف شستہ زبان
 میں اُس سورہ کو پڑھتا اور اُسی وقت سے باتیں کرنے لگتا تھا۔ انہوں نے ماردین
 میں وطن اختیار کیا تھا اور وہیں یہ پیرانہ سالی بن قضاک۔ انکی قبر وہاں لوگوں کی زیادہ نگاہ
 ہے۔ لوگوں نے جب انکو محمد بن ثایا تو یہ کہڑے ہو کر ناز پڑھنے لگے اور انکی
 قبر کشادہ ہو گئی اور جو لوگ انکی قبر میں اترے تھے وہ بہوش ہو گئے۔

(۲۶۲) شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



انکے لقب ضیاء الدین و نجیب الدین ہیں اور انکا نسب حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ یہ طیبان اوڑھتے عالموں کے
 کا لباس زیب بدن کرتے تجھری پر سوار ہوتے اور لوگ انکا زین پوش تھامے
 ہوئے ساتھ جاتے تھے۔ انکے اکرام و احترام پر شاخ و علکا کا اجماع تھا۔ اور
 خدائے عزوجل نے انکو قبولیت تام عطا فرمائی اور انکی کامل ہیبت لوگوں کے
 دلوں میں ڈال دی تھی۔ انکی صحبت سے بڑے بڑے لوگ نکلے جیسا کہ شیخ شہاب الدین
 سہروردی شیخ عبدالعزیز بن مسعود رومی وغیرہ۔ یہ مشہور آفاق تھے اور ہر ملک سے
 لوگ انکے پاس آتے تھے۔ انکے کلام فیض نظام میں سے بہرہ مند ہوتے۔ احوال دونوں
 کے معاملات ہمیں جنکے ذریعہ سے کمورتوں کی صفائی حضور کے فوائد اور شاہدہ کے
 معافی دلہن میں آتے ہیں۔ تصوف کا اول اعلم اوسط عمل اور آخر خدائی دین ہے۔
 آپس علم تو مولود سے پردہ اُٹھا دیتا عمل طلب میں مرد دیتا اور خدائی دین فتہائی امید
 تک پہنچا دیتی ہے۔ اور اہل تصوف کے تین درجے ہیں مرقیہ جو اہل متوسط
 پُراں اور منتہی رسیدہ پس مرید صاحب وقت ہے متوسط صاحب حال اور منتہی
 صاحب یقین۔ تصوف والوں کے نزدیک سبب انفضل انفس کا شمار ہے اہل
 مرید کا مقام تجاہدات (کربان جہلیلی) مکابدات (رنج و غم سہنا) تلغیان برداشت
 کرنی لذتوں اور ہر چیز سے جہین نفس کی منفعت ہو کناہ کرنا ہے۔ اور متوسط کا مقام
 مراد کی طلب میں خطرون میں پڑنا۔ احوال میں رستی و خلوص کا لگا ہر کناہ اور مقامات
 میں ادب کا کام میں لانا ہے۔ اسی سے منزہوں کے آداب کا مطالبہ ہوتا ہے
 اور یہی صاحب تلوین ہے کیونکہ یہ ایک حال سے دوسرے پر ترنی کرتا اور بڑھوتی
 میں رہتا ہے۔ اور منتہی کا مقام صحو (نشہ سے لافتم) نبات اور حق کا جو اب دینا

جہان سے وہ اُسے بچا کرے۔ یہ مقامات کو طے کئے ہوئے اور تمکین کے محل میں ہوتا ہے احوال اُسکو متغیر نہیں کرنے اور نہ احوال اس میں اثر کرتے ہیں۔ یہ عقل و فراخی و تحمل و بخشش و جفا و وفار کی حالت میں یکساں رہتا ہے۔ اسکا گمانا اسکی بہو کہ جب اسکا سونا اسکی بیداری کے مانند ہوتا ہے۔ اسکے خطوط فانی ہو چکے ہیں اور اسکے حقوق باقی رہتے ہیں۔ اسکا ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ سب حالتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے نقل کی گئی ہیں۔ جب کوئی فقیر خلوت میں بیٹھتا تو اسکا احوال دریافت کرنے کو روزانہ اُسکے پاس جاتے اور اُس سے کہتے تھے کہ آج شب تمکو یہ پیش آئیگا اور فلان چیز کا تمکو کشف ہوگا اور تمکو یہ حالت حاصل ہوگی اور غریب تمہارے پاس اس صورت میں ایک شخص آئیگا اور تم سے یہ کہے گا اُس سے بچنا وہ شیطان ہے۔ چنانچہ اُس فقیر پر وہ سب کیفیتیں گذرتی تھیں جنکی یہ خبر دیتے تھے۔ تادم واپس بغداد میں رہے اور سلسلہ بانچسوزی سٹھ ہجری میں دہن دفات پائی اور اپنے مدرسہ میں جو دجلہ کے کنارہ تھا مدفون ہوئے بغداد میں انکی قبر معلوم ہے لوگ اُسکی زیارت کرتے ہیں۔

(۲۶۳) شیخ احمد بن ابی الحسین رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



عرب کے ایک قبیلہ بنی سرافعہ کی طرف منسوب ہیں۔ سرزمین بطاح کے موضع عہ صاحب میں ہے کہ بطائح البطحاء بن کے چچ میں ہے۔ اور اس میں لکھا ہے کہ بطیح

اُمّ عبدلہ میں سکونت رکھتے تھے اور مرتے دم تک وہیں رہے۔ اس طریق کے علوم اور اس فرقہ کے احوال کی توضیح و تشریح اور انکے منازعات کی مشکوٰۃ کو حل کرنے کی ریاست انکو پہنچی تھی۔ اور بطالع میں مریدوں کی تربیت کا معاملہ انہیں سے معلوم ہوا۔ انکی صحبت سے ایک بڑی جماعت نکل اور بے شمار خلائق انکے مرید ہوئے۔ انکی وفات پر شاخ و علما نے مرثیے لکھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے احوال کو منسوب کیا اور اپنے اسرار کے مالک بنے۔ انکا کلام اہل حقان کی زبان میں بہت ہی بلند ہوتا تھا۔ اور یہی وہ شخص ہیں کہ ان سے جب پوچھا گیا کہ ”مرد مشکن“ کسکو کہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اُس شخص کو کہتے ہیں کہ اگر دنیا کے سب سے بلند پہاڑ پر اسکا نیزہ گاڑ دیا جاوے اور آسمان طسح کی ہوائیں چلیں تو یہی آسمین تغیر نہ آئے۔ انکا قول ہے کہ کشف ایک فوت ہے جو اپنی خاصیت سے چشم بصیرت کے نور کو غیب کے فیض کی طرف کمینہ بنتی ہے پس اسکا نور اُس فیض سے اسطور پر متصل ہوتا ہے جس طرح کہ صاف شیشہ سے روشنی کے منبع سے مقابلہ کے وقت شعاعیں متصل ہوتی ہیں۔ بہرہ نور اپنی چمک سے قلب کی صفائی پر پڑتا اور منعکس ہوتا ہے۔ بعد کا وہ نور چمک کر عالم عقل تک پہنچتا ہے اور معنوی اتصال کے ساتھ اُس سے متصل ہوتا ہے اور قلب کی وسعت پر جو عقل کا نور آتا ہے آسمین اُس نور کا اثر ہوتا ہے تب اُس انسان پر جو عین سر ہے عقل کا نور جگمگا اُٹھتا ہے اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰) وہ سرزمین ہے جو بعبرہ واسطہ کے دریاں واقع ہے اور جہان دجلہ و فرات کا

پانی جمع ہو کر زمین میں جذب ہوتا ہے اور علیٰ ذالبعبرہ و اہواز کے پہنچ جاتا ہے۔ اور انہیں سرزمین

کو بطالع کہتے ہیں ۱۲ مترجم

لئے وہ اُس چیز کو دیکھتا ہے جسکی جگہ آنکھوں سے مغنی اور جبکا تصور نمودن کے لئے دقیق اور جسکے دیکھنے کی جگہ غیرون سے مستور ہے۔ اور انکا قول ہے کہ زہد احوال پسندیدہ و مرتبہ ہاے بلند کی بنیاد ہے اور اسد عزوجل کا قصد کرنا و ان سب کو چھوڑ کر اسد کے ہوسہنے والون اسد سے راضی رہنے والون اور اسد پر مکمل کرنا و ان کا یہی پہلا قدم ہے اسلئے جس نے زہد میں اپنی نیو کو مضبوط نہ کیا اُسکے لئے اُسکے بعد کی کوئی چیز درست نہوئی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ فقر ارباب میں اشرف ترین کیونکہ فقر مصلون کی پوشاک نیکو کارون کی چادر تبریز نگارون کا تاج عارفون کی غنیت مریدون کی آرزو رب العالمین کی خوشنودی اور اُسکے اہل ولایت کی کرامت ہے اور انکا قول ہے کہ اسد تعالیٰ کے ساتھ اُنس صفت اُسی بندہ کو ہوتا ہے جسکی طہارت کمال کو پہنچی اور جبکا ذکر نکھر اہوا ہو اور خبثی چیزیں کہ اُسکو اسد تعالیٰ سے روکتی ہوں سب سے وحشت کرتا ہو اور اسوقت اسد تعالیٰ اُسکو اپنے سے مالوس نہر ماتا اور حقائق الانس کے حق سے اُسکا ارادہ کرتا ہے پس اپنے سوا کے خوف کا مزہ پانے سے اُسکو نکال لیتا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ شاہد اُس معنی میں حضور ہے وہم البقین اور حق البقین کے حقائق کو کلمہ ملا ہو اقرب ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توحید قلب میں ایسی تعظیم پائے جانے کا نام ہے جو تعطیل (خدا کو معطل سمجھنے) و تشبیہ (خدا کو کسی چیز سے تشبیہ سمجھنے) سے باز رکھے۔ اہ کہا کرتے تھے کہ تبریز گاری کی زبان آنتون کے ترک کی طرف تبادت کی زبان دائمی اجتماع کی طرف محبت کی زبان اُگلنے پھیرنے کی طرف معرفت کی زبان فنا و محو کی طرف اور توحید کی زبان اثبات و حضور کی طرف بلاتی ہے اور جسے ادب کی خاطر منہ پیرنے سے منہ پیرا دہی با ادب حکیم ہے۔ انکا قول ہے

کہ اگر آدمی ذات و صفات میں کلام کرتا ہو تو اُس کا سکوت افضل ہے اور جو فاف سے
 قاف تک چلے اُس کا بیٹھا رہنا بہتر ہے۔ انکا بیان ہے کہ میں کم سن تھا کہ شیخ عارف
 باسعد تعالیٰ عبدالملک خرتوتی کے پاس میرا گزر ہوا۔ انہوں نے مجھے نصیحت کی اور
 مجھ سے کہا کہ احمد! جو کچھ میں تجھ سے کہتا ہوں اُسکو یاد رکھے گا؟ بیٹے کہا کہ ہاں۔ تب
 انہوں نے کہا کہ ادھر اُدھر دیکھنے والا نہیں پہنچتا اور چپکے چپکے جانے والے کو فلاح
 نہیں ہوتی اور جو اپنے نفس میں نقصان نہیں سمجھا اُسکی ساری اوقات نقصان ہے۔
 یہ سنکر میں اُنکے پاس سے باہر آیا اور سل بہر تک اُسکو رستار ہا۔ اسکے بعد میں نے
 اُن سے کہا کہ کچھ اور نصیحت کیجئے۔ تو انہوں نے کہا کہ داناؤں کی نادانی طبعیہ
 کی بیماری اور دھوتوں کے سانہ کچ ادا کی کھد رُبری ہے۔ اُسکو سنکر میں باہر
 نکلا اور ایک سال تک اُسکو دوہرایا کیا۔ اور میں نے اُنکی نصیحت سے فائدہ اُٹھایا۔
 یہ کہا کرتے تھے کہ فیرون کے لئے حمام میں جانا مجھے ناپسند ہے اور میں اپنے گل
 یاروں کے لئے گرسنگی برہنگی محتاجی ذلت و غربت کو پسند کرتا ہوں اور جب
 ان پر یہ آفتیں نازل ہوتی ہیں تو میں اُنکے لئے خوش ہوتا ہوں اور انکا مقولہ ہے
 کہ بھائیوں پر بخت اسد تعالیٰ سے نزدیک کرنا ہی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب
 تم یہے پاس آؤ اور میرے پاس کہانے کی چیز نہ پاؤ تو مجھے دعا رکی درخواست
 کرو کیونکہ اُسوقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونہ پر ہوتا ہوں۔ ان کے خادم
 شیخ یعقوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے آقا احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 کجور کے درخت کی طرف نگاہ کی اور مجھ سے کہا کہ یعقوب کجور کے درخت کو دیکھو کہ
 چونکہ اسنے سر اُٹھایا اسد تعالیٰ نے اسکا بوجھ اسی پر لا دیا ہے جتنا ہوا اور کدو کی

میل کو دیکھو کہ چونکہ اسنے فوتی کی اور زمین پر سر رکھ دیا اسلئے اسکا بار غیر بڑا لگیا
 چاہے جقدر ہو اُسپر بیماری نہیں۔ انکا مقولہ ہے کہ حیوانی عبادتوں اور نفسوں سے
 صدمہ افضل ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ تمہارا بہائی وہی ہے جسکے ال میں سے بغیر
 اجازت کے کھانا تمہارے لئے حلال ہوا ایسے ہی شخص سے تمکو تسکین اور ہمارے
 قلب کو راحت ہوگی۔ یہ جب کسی فقیر کو صرف (سوئے باون) کا جبہ پہنے ہوئے
 دیکھتے تو کہتے تھے کہ میان! دیکھو کہ لباس تنہے پہنا اور کسکی طرف اپنے آپ کو منسوب
 کیا ہے۔ تنے نیون کا لباس پہنا اور اتقیا کی پوشاک زیب بدن کی ہے یہ عارفون کا
 بیس ہے اسین رہ کر مقربون کی راہین چلو ورنہ اسکو اتار دو۔ اور انکا قول ہے کہ جب
 قلب درست ہوا تو وحی آسے را اور وہاں کہ کی گزر گاہ ہوا اور جب بگڑا تو غم اور
 شباعین کا آؤا بنا اور جب قلب درست ہوگا تو تمکو تمہارے پس پشت اور سامنے
 کی چیزوں کی خبر دیگا اور تمکو ایسی باتیں بتائیگا جنکو تم اُسکے ہوا اور کسی ذریعہ سے نہیں
 جانتے تھے اور جب بگڑیگا تو تنے ایسی بیوہ باتیں کرے گا جنسے عقل و فہم غائب
 اور عبادت معدوم ہو جائیگی۔ انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی شرہ یہ ہے کہ اپنی ہر سانس
 کو شمع گندہک سے زیادہ قیمتی سمجھے اور اسلئے ہر سانس میں وہی چیز ولایت
 کرے جو سب سے زیادہ قیمتی ہو پس اُسکی کوئی سانس بیکار نہ جائے۔ اور کہا
 کرتے تھے کہ فقیر کا سفر اُسکے دین کی دہجیان اور اتار اور اسکے دل کو پراگندہ کرنا
 ہے۔ جو شخص ان سے شادی کے بارہ میں مشورہ لیتا اُس سے کہا کرتے تھے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے خدا کے لئے شادی کی اسکے لئے
 وہ کافی ودائی ہے۔ انکا قول ہے کہ جسنے میرے اعمال سے فائدہ نہ اُٹایا اُسنے

میرے اقوال سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جیسا تمہارا گمان ہے اس سے بہت زیادہ سنگین معاملہ ہے اور جیسا تمہارا وہم ہے اُس سے کہیں زیادہ دشوار ہے۔ جس بہائی نے دنیا میں نفع نہ پہنچایا وہ آخرت میں ہی نفع نہ پہنچائے گا۔ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی نیک چیز سیکھے تو اُس کو لازم ہے کہ لوگوں کو سکھائے اس سے اُس کو نیک شرہ حاصل ہوگا۔ ہمارے طریقہ کی باتیں چیزوں پر ہے سوال نہ کرو ردہ کو اور جمع نہ کرو۔ مرید کے اقبال کی علامت یہ ہے کہ اپنی تربیت میں اپنے پیر کو ہٹکا نہیں بلکہ بات سننے والا اور اشارہ پر چلنے والا اور ایسا ہو کہ اُس کا پیر فقیر دین میں اُس پر فخر کرے نہ کہ اپنے پیر پر فخر کرے۔ فقیر اگر اپنے نفس کے لئے خصیہ میں آئے گا تو رنج اٹھائے گا اور اگر معاملہ کو اپنے مالک کے سپرد کر دے گا تو وہ بغیر باہی موالی کے اُسکی مدد کرے گا۔ کوئی رات ایسی نہیں ہے جس میں آسمان سے زمین کی طرف خیرات نہ اترتی ہو جو بیدار رہنے والوں پر تقسیم ہوا کرتی ہے۔ میری دہستہ کی صفت تنہائی میں ہے اسے کاش میں کسی کو نہ پہچانتا اور نہ مجھے کوئی پہچانتا۔ جس کسی نے خلافت کی طاعت نظر کی اور اُنکی نظر کے سامنے عبادات میں کٹھا ہوا وہ ضرور اسد عزوجل کی آنکھوں سے گرا۔ فقیر کی شہنشاہی میں سے ہے کہ لوگوں کے عیوب پر اسکی نظر نہ ہو۔ سوار یوں کے ارد گرد لوگوں کے ہجوم نے کتنے مر اڑا دیئے اور کتنوں کو بے دین بنا دیا جو شخص تمہارے سامنے پیر و شاخ بنے اُسکے مرید ہو جاؤ پھر اگر وہ اپنا ہاتھ بڑھائے کہ تم اُسے بوسہ دو تو تم اُسکے پاؤں کو بوسہ دو اور جو شخص تم سے آگے بڑھنا چاہے اُسکو آگے بڑھاؤ اور تم دُوم کے آخری بال کی طرح رہو کیونکہ جو شخص سب سے پہلے سر ہی پر پڑتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے پروردگار نے مجھے وعدہ فرمایا ہے کہ جب میرا گند اُسکے پاس ہو گا تو دنیا کے گوشت

میں کہہ ہی مجھ میں نہ رہے گا۔ یعقوب خادم کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا یعنی دنیا سے
 اُٹھنے کے پہلے ہی اُنکا سارا گوشت فنا ہو گیا تھا۔ اُنکا قول ہے کہ جب بندہ احوال پر
 متکثر ہو تو اللہ تعالیٰ کے محلِ قرب میں پہنچا اور اُسکی ہمت ساتونِ آسمان سے گذر
 گئی اور زمین اُسکے پاؤں کی پازیب ہو گئی اور وہ حق جل و علا کی ایک صفت ہو گیا
 کوئی چیز اُسکو بے بس نہیں کر سکتی اور حق تعالیٰ اُسکی خوشنودی سے خوش اور اُسکی نافرمانی
 سے ناراض ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ بعض
 کُتبِ اَلہیہ میں ہے کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم تم میری اطاعت
 کرو میں تمہاری اطاعت کرونگا سب کو چوڑ کر تم مجھے خلیفہ رکھ دو میں تمہیں اختیار کرونگا
 تم مجھے راضی رہو میں تم سے راضی رہوں گا تم مجھے دوست رکھو میں نہیں دوست رکھوں گا تم میری خوشنودی
 نظر رکھو میں تمکو نصب العین رکھوں گا اور میں تمکو ایسا کرونگا کہ جس چیز کو تم کہو گے کہ ہو جاوے ہو جائیگی
 اے فرزند آدم! جسکو میں مل گیا اُسکو سب چیزیں مل گئیں اور جسکو میں نہ ملا اُسکو کچھ
 بھی نہ ملا میں کہتا ہوں کہ انکے اس قول سے کہ ”وہ حق جل و علا کی ایک صفت
 ہو گیا“ شاید مراد ہے کہ امین اللہ تعالیٰ کے صفات یعنی ہر داری درگزر بخشش وغیرہ
 آگے یہ کہہ کر کسی کے لئے یہ صحیح نہیں ہے کہ وہ خود صفاتِ حق ہو جاوے۔ پس یہ
 ویسا ہی قول ہے جیسا کہ یہ ہے کہ وہ میرے ذریعہ سے دیکھتا اور میرے ذریعہ سے
 سُنتا اور میرے ذریعہ سے باتیں کرتا ہے۔ یہ جب منبر پر جاتے تو کہتے ہیں رہتے
 بلکہ بیٹھے ہوئے گفتگو کرتے تھے اور دروازے بھی انکی گفتگو کو نزدیک و اُلون کی طرح
 سنتے تھے۔ غایت یہ ہے کہ ام عبیدلہ کے اس پاس کے لگانوں کے رہنے والے
 اپنی چٹون پر بیٹھے ہوئے انکی آواز سنتے اور جو کچھ یہ کہتے تھے سب کو سمجھتے تھے۔ اور

اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ اونچا سننے والے اور برے بھی جب انکی مجلس میں حاضر ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ انکی گفتگو سننے کے لئے انکی شنوائی کو دل دیتا تھا۔ اور شاخین طریقت انکی مجلس میں حاضر ہوتے اور انکا کلام سنتے تھے۔ اور بعض آدمی اپنی گود بیلانے لگتے تھے اور جب یہ وعظ سے فارغ ہوتے تھے تو انکو گود میں لے لیتے تھے۔ اور جب لوگ وہاں آتے تو اپنے یاروں سے تمام عزوری مضامین بیان کرتے تھے میں کہتا ہوں کہ یہ حالت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کے واقعہ سے مشابہ ہے حضرت جب بیت المقدس پر چکے تو کہنے لگے کہ خداوند امین سارے خلائق کو کیونکر سنا دے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے انکے پاس وحی بھیجی کہ اے ابراہیم تمہارے ذمہ پکار دینا ہے اور ہمیں اسکا پوچھا دینا۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے حج کی منادی کی اور انکو زمین کے ہر خطے پر ان لوگوں نے جو صلب میں تھے نزدیک والوں کی طرح جواب دیا میں پوچھنا اللہ کی طرف سے تمہارا ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے کیونکہ بشریت کو اسکی قدرت نہیں ہے اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ زندہ کو مردان خدا کے مقامات پر ترقی دینا چاہتا ہے تو جسے پہلے اسکو اپنے نفس کے ساتھ مکلف فرماتا ہے اور جب اسنے اپنے نفس کو مودب بنالیا اور اس کا نفس اوس سے سید ہو گیا تو اسکو اہل وعیال کی تکلیف دینا ہے اور جب اُنکے ساتھ اُسنے اچھا برتاؤ اور عمدہ سلوک کیا تو اُسکے بڑیوں اور محلہ والوں کے ساتھ مکلف کرتا ہے اور جب اُسنے انکے ساتھ بھی احسان و مدارات کی تو انکو شہر والوں کے ساتھ مکلف کرتا ہے اور جب انکے ساتھ بھی وہ اچھے طور سے پیش آتا ہے تو ملک کی ایک سمت اُسکے سپرد ہوتی ہے اور جب اس سے بھی عمدہ برآ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکا باطن درست ہو جاتا ہے تو بامین زمین و آسمان

اسکے تفویض ہوتا ہے کیونکہ اس کے درمیان بھی مخلوقات ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اسکے بعد وہ ہمیشہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر تزی کر رہتا ہے۔ یہاں تک کہ غوث کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ بعد اُسکی صفت بلند ہوتی ہے جسکی غایت یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی ایک صفت ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے یہاں تک کہ کوئی درخت نہیں اگتا اور کوئی پتی نہیں ہری ہوتی ہے مگر اُسکی نظر کے سامنے اور یہاں پہنچ کر وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسا کلام کرتا ہے جسکی گنجائش خلائق کی عقون میں نہیں ہوتی اسلئے کہ وہ ایسا گہرا سمیڈ رہے کہ بہت سی مخلوق اسکے ساحل پر غرق ہو گئی ہے اور اُس سے بہت سے عالموں و نیکو کاروں کا ایمان دُوب گیا ہے دوسرے کو کون پوچھتا ہے۔ آپنے فرزند صالح سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم میرے جیسے کام نہ کرو گے تو نہ میں تمہارا باپ ہوں اور نہ تم میرے بیٹے ہو۔ انکی دعا تھی کہ خداوند ا صاحب لوا پر محمود کی برکت سے ہر کو اُن کو گوشت میں سے بنا جنہوں نے اپنے فطرت سے تیرے درازہ پر اپنے نرم خوار سے بچھا دیلے اور بخلالت سے اپنے سر نہوڑا دئے اور اپنی پیشانیان سجدہ میں ڈال دین آمین۔ اس کے جسم پر جب چتر بیٹھا تا تو نہا سکے خود اُڑانے تھے اور نہ کسی اور کو اُڑانے دیتے اور کہتے تھے کہ اس کو اس خون میں سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اسکی قسمت میں کر دیا ہے پینے دو۔ اور جب اس کے کپڑے پر کوئی ٹٹھی بیٹھی اور یہ دھوپ میں جاتے ہوتے اور وہ سایہ کی جگہ میں آکر بیٹھتی تو یہ اسکی خاطر سے اُس کے اُڑ جانے تک ٹھہر جاتے اور کہتے کہ اس نے ہمارا سایہ کپڑا تھا۔ اور جب انکی آستین پر بلی سوئی رہتی اور ناز کا دفت آجاتا تو یہ اُس قدر آستین کو جیرہ سوئی ہوتی تھی کاٹ ڈالتے اور اُس کو جگاتے نہ تھے اور ناز سے واپس آکر آستین کے ٹکڑے کو بہر ہی لیتے تھے

ایک مرتبہ ان کو ایک خارشقی کتا ملا جس کو ۱۰ م عبیدل کا واسے دو رہا کر نکال آئے تھے۔ یہ اُس کے ساتھ ساتھ میان تک گئے اور اُس کے لئے انہوں نے ایک سایبان بنایا اور اس کو تیل لگایا کہ کتنا پانی دنا کئے اور اُسکی خارش کو چھیننے سے صاف کیا کئے۔ اور جب وہ چنگا ہو گیا تو اُس کے لئے گرم پانی لے گئے اور اُس کو غسل دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انکو چار با یون اور دو سکا نوڈ کی خدمت پر مکلف و امور فرمایا تھا۔ یہ جب کسی فقیر کو جو بون یا پسو مارتے ہوئے دیکھ لیتے تو اس سے کہتے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مواخذہ کرے گا تو نے ایک جون پر اپنا غصہ نکالا۔ اور ایک مرتبہ انہوں نے ایک شخص کو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے جعفر ریت بیتان وغیرہ پیدا کی ہیں اُسی قدر اُس کے نام ہیں۔ یہ مجذوبوں اور پابرجوں کے پاس جا کر تے اُنکے کپڑے دہو دیتے اُنکے سر اور ڈاڑھیوں میں لکھی کر دیتے اُنکے لئے کہا نے لیجاتے ان کے ساتھ خود بھی کھانے بیٹھے رہتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ایسے لوگوں کی زیارت مستحب نہیں بلکہ واجب ہے۔ ایک دن یہ بچوں کے پاس سے گزرے جو کیل رہے تھے بچے انکی ہمیت سے ہبا گے تو یہ بھی اُنکے پیچھے ہوئے اور ان سے کہتے جاتے تھے کہ ہا یو معاف کر دینے نکو ڈر اویا لوٹ آؤ اور جیلج تم کیل رہے تھے کیلو۔ اور ایک مرتبہ چند لوگوں کے پاس سے انکا گذر ہوا جو

۵ مرتبہ کہتا ہے کہ ایسے ہی جو رگوں پر سجدی کا یہ شر صادق آتا ہے ۵

ازان بر ملاک صرف داشتند	کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند
عبادت بجز خدمت خلق نیست	پر نسج و ستاده دولی نیست

آپس میں لڑتے تھے انہوں نے انہیں بیچ بھاؤ کیا اور انہیں سے ایک سے پوچھا کہ
 تم کسے بیٹھے ہو اُس نے ان سے کہا کہ کیوں فضول بکتے ہو بس یہ بار بار اسکا اعادہ کرتے
 اور کہتے تھے کہ میان لڑ کے خدا کو جڑا سے خرد سے تنے مجھے ادب دیا۔ اور جوان کو
 ملتا تھا اُس کو پہلے ہی سلام کرتے تھے غایت یہ ہے کہ چوپایوں اور کتوں کو بھی اور
 جب سڑک کو دیکھتے تو انعام صبا حاکم تھے اور اسکا باعث پوچھا گیا تو کہا کہ میں اپنے
 نفس کو بھلائی کا خور بناتا ہوں۔ اور اگر کسی کا وزن میں کسی کو بھار سستے تو ہر چندہ دور ہوتا
 یہ اُسکی عبادت کو جاتے اور ایک یا دو دن کے بعد واپس آتے تھے۔ اور راستہ
 میں اندھوں کے انتظار میں بیٹھے رہتے اور جب کوئی اندھا آتا تو اسکا ہاتھ پکڑ لے چلتے
 تھے۔ اور جب کسی بہت بڑے کو دیکھتے تو اُس کے مُصلہ میں جاتے اور ہل
 محلہ سے اُسکی سفارش کرتے اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے
 سفید بال والے یعنی بڑے مسلمان کی تعظیم کی اُسکے لئے ایسے شخص کو
 مسخر کر دے گا جو اُسکے بڑا پلے میں اسکی تعظیم کرے گا۔ اور جب یہ سفر سے آتے اور
 ام عیینہ کے قریب پہنچتے تو کرباندہ لیتے اور ایک رہی نکالتے جسکو وہ پہلے سے
 رکھے رہتے تھے اور لکڑیاں جمع کر کے اپنے سر پر اٹھا لیتے اور انکو ایسا کرتے دیکھ کر
 سب نفراہی کرتے اور آبادی میں پہنچ کر وہ کھڑیاں بیرون سکینوں آباہوں بتا دینے
 اور بوڑھوں میں تقسیم کر دیتے تھے یہ کہہی بُرائی کا معاوضہ بُرائی سے نہیں کرتے تھے
 اور جب حق تعالیٰ کی تجلی اپنے نعیم کے ساتھ ہوتی تھی تو یہ گہلک پانی کی طرح ہو جاتے تھے بعدہ
 عہدِ تیری صبح کو فاضی دغشی کی صبح بنا سے آیام جاہلیت کا سلام ہے۔ اور غیر مسلم کے لئے بھی یہی
 استعمال کیا جاتا ہے ۱۲۔ حرم

عنایت الہی الکی خبر لیتی تھی اور وہ پانی آہستہ آہستہ جتا تھا یا ننگ کہ اپنے معمولی جسم پر
آجاتے اور کہنے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت مجھ پر نہ ہوتی تو میں تمہارے پاس لوٹ کر
نہ آتا۔ اور ایک مرتبہ فیرون کا ایک گروہ ان سے ملا اُسے انکو گالیان دین اور ان سے
کہا کہ اُدکانے اُدو دجال اے وہ شخص جو عورت کو حلال کرتا ہے اے وہ شخص جو قرآن
کو بدلتا ہے اُدملہ اُدا گئے! اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے سر پر نہ ہو کر زمین کو بوسہ
دیا اور کہا کہ اے میرے سردار اُد اپنے غلام کو معاف کر دو اور انکے ہاتھوں اور بانوں کو
بوسہ دینے اور کہنے لگے کہ مجھے راضی ہو جاؤ تمہارے حکم میں میری گنجائش ہے۔
پس جب اُنکو تکا ڈالا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے کبھی تجھ سے نفیر نہیں دیکھا تھا ہماری یہ سب
باتیں تو برداشت کرنا اور ہر ہم نہیں ہوتا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ تمہاری برکت اور
تمہارے اثر سے ہے۔ بعد اُسے اپنے یاروں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ بتر ہی ہوا
ہم نے اُنکو ایسے کلام سے راحت دی جو انکے پاس پوشیدہ تھا اور باعتبار اوردون کے
ہم ہی اسکے زیادہ مستحق بھی تھے کیونکہ ممکن تھا کہ کسی اور سے یہ ایسا ہی کلام کرتے اور
وہ اسکو برداشت نہ کرتا۔ اور شیخ ابراہیم ہستی نے اُنکو ایک خط میں جاسمین لعن ملعون تجھ
اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے خط لایا اُلے سے کہا کہ مجھے پرکھنا دیکھنا چاہئے اُسے
پڑا تو اسین لکھا تھا کہ اُدکانے اُدو دجال اُدو بتی اے وہ شخص جسے مردوں اور عورتوں کو
ایک جگہ جمع کیا۔ یہاں تک کہ اُنکو گتا گتے کی اولاد اور سب سے سخت طیش دلائی والی باتیں
لکھی تھیں۔ لیکن جب قاصد اس خط کو پڑھ چکا تو سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے اُسکو اپنے
ہاتھ میں لیا اور پڑھا اور کہا کہ جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو میری طرف سے جزا
خیر دے۔ بعد اُنکے ایک عربی شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا

زمانہ مجھ پہ اگر تہمتیں دہرے صد ہا خدا کے پاس جو میں صاف ہوں تو کیا پروا

پہر اسی فاصد سے کہا کہ انکو جو اب لکھ دو۔ کہ ”از جانب این ناچیز خدمت سیدی شیخ
ابراہیم لبقی رضی اللہ عنہ۔ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے جیسا چاہا مجھے پیدا کیا اور جو باتیں چاہیں تمہیں رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ
اپنی نیکو کاری سے میرے لئے دعا کیجئے اور اپنے غفور و رحیم سے مجھے عفو نہ رکھئے۔“
یہ خط جب بستی کے پاس پہنچا تو وہ دیوانہ وار نکل کھڑے ہوئے اور کسی کو معلوم نہوا کہ
کہان گئے۔ اور انکی عادت تھی کہ جب انکو معلوم ہوتا تھا کہ فقر ار کسی لغزش کے سبب
ہونے کی وجہ سے اپنے بہا یوں میں سے کسی کو مارنا چاہتے ہیں تو اس سے انکے
کپڑے عاریت لیکر خود پہن لیتے اور اسکی جگہ میں جا کر سو رہتے۔ اور فقر ار انہیں کو پیٹتے
تھے اور جب وہ پیٹنے سے فارغ ہو جاتے اور اُنکا غصہ ٹنڈا ہو جاتا تو یہ اُنکے سامنے
اپنا چہرہ کھول دیتے جس سے انکے ہوش جاتے رہتے مگر یہ اُن سے کہتے تھے کہ اچھا
تو ہو تمہاری وجہ سے مجھے اجرو ثواب حاصل ہوا۔ اسپر فقر ار ایک دوسرے سے کہتے
تھے کہ یہ اخلاق سیکھو۔ اور انہوں نے ایک دن اپنے یاروں سے کہا کہ تم میں سے
جو کوئی مجھ میں کوئی عیب دیکھے اس سے مجھے آگاہ کر دے۔ یہ سُنکر ایک شخص نے
کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت آپ میں ایک بہت بڑا عیب ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ بھائی جان
وہ کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہم جیسے آپکے اصحاب ہیں۔ اسپر فقر ار روئے اور اُنکا مالہ و
شیون بلند ہوا اور اُنکے ساتھ سیدی احمد بھی روئے اور کہنے لگے کہ میں ہی تمہارا خادم
ہوں میں تم سے کم ہوں۔ ایک شخص اُنکا سُنکر تاجو ام عبیدہ کے قرب و جوار میں انکی
برائیاں کیا کرتا اور جب انکی جماعت کے کسی فقیر سے ملتا تو اس سے کہتا کہ اس حفظ کو

اپنے پیر کے پاس لیتا جا۔ چنانچہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ جب اُسکو کہوتے تو
 اُسین آسے لمحہ آسے باطنی آسے زندیق اور اسی قسم کے الفاظ لکھتے ہوتے تھے
 مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ ہی کہتے تھے کہ جس نے تکیہ خط دیا اُس نے سچ لکھا ہے اور بہر خط لایا
 گو کچھ پیسے دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ تکیہ میری طرف سے تکیہ جزا اے نیک عطا فرما
 تم حصول ثواب کا ذریعہ ہو۔ لیکن جب اس شخص کا معاملہ طول کنجا اور سیدی
 احمد رضی اللہ عنہ سے وہ عاجز آگیا تو خود انکے پاس آیا اور جب ام عبدلہ کا
 کے قریب پہنچا تو سہرہ نہ ہوا اور اپنی چادر اپنی کمر سے باندھ لی اور ایک آدمی
 اُسکو جانور کی طرح ڈور پر لپیلا اور اس ہیئت سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے پاس
 پہنچا۔ اُنہوں نے کہا بھائی جان تکیہ اس ہیئت کی کیوں ضرورت پڑی؟ اُس نے کہا کہ
 اپنے فعل سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بھائی جان جو کچھ ہوا اچھا ہی
 ہوا۔ بعد اُس نے ان سے مرید ہونے کی درخواست کی۔ چنانچہ اُسکی بیعت لی اور وہ
 مرتے دم تک انکے اصحاب میں رہا سیدی

دل دشمنان ہم نہ کردند خاک

کہ بادوستاںم خلاف ست جنگ

شنیدم کہ مردان را خدا

مرا کے میسر شود این مقام

یہ کہا کرتے تھے کہ جب میں نماز کو کھڑا ہوتا ہوں تو گویا تہر کی تہر میرے سامنے کھنچی
 رہتی ہے۔ اور انکا قول ہے کہ سینہ کی صفائی اُسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کچھ
 بھی بُرائی باقی نہ رہے نہ دشمن کے لئے نہ دوست کے لئے اور نہ خلائے عزوجل کی
 کسی مخلوق کے لئے اور جب ایسی حالت ہو جائیگی تو خوش جانو اپنے جنگلوں میں
 اور پرندے اپنے لیرے کی جگہوں میں تم سے انوس ہونگے اور حاعر و میم کا

بسید تیر کلبا بیگا۔ آنکے ایک مرید نے ان سے کہا کہ میرے آقا! آپ قطب ہیں
 تو انہوں نے کہا کہ تم اپنے پیر کو قطبیت سے بری سمجھو۔ تب اُس نے کہا کہ آپ غوث
 ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ تم اپنے پیر کو غوثیت سے پاک سمجھو۔ میں کہتا ہوں
 کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مقامات و اطوار سے تجاوز کئے ہوئے تھے
 کیونکہ قطبیت و غوثیت معلوم مقامات ہیں اور جبکہ اس کی معیت و اتصال ہو اُس کا
 مقام نہیں معلوم ہو سکتا گو ہر مقام میں اُس کا مقام ہو و اسد اعلم۔ آنکے خادم یعقوب رضی
 اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو مرض الموت ہوا تو میں نے اُن
 سے کہا کہ اس کے بار دُکُن نے جلوہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر میں نے اُن سے
 پوچھا کہ کیوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ امور پیش آئے جس کو میں نے جانوں کے بدلے خریدا
 تھا اور وہ یہ کہ بہت بڑی بلا خق اللہ پر آنے والی تھی میں نے اُسے اُٹھا لیا اور اُس کو
 اپنی باقی ماندہ عمر کے بدلے خریدا چنانچہ وہ میرے ہاتھ کی۔ اور اپنے چہرہ اور سفید
 بالوں کو خاک پر ملتے روتے اور ”عفو، عفو“ کہتے اور یہ دعا مانگتے تھے کہ خداوند ا
 ان مخلوقات پر مجھے بلا رک جیت بنا۔ ان کو دوستوں کی بیماری ہوئی۔ ہر روز بحساب
 دست آتے رہے۔ اور ایک مہینے تک بیمار رہے۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ اتنے
 دست کمان سے آتے ہیں حال آنکہ میں دن سے آپ کچھ کہتا ہوں نہ پیتے ہیں
 انہوں نے کہا کہ بھائی یہ گوشت خارج ہو رہا تھا۔ گوشت تو نکل چکا۔ اب صرف ہڈی
 کا سفر رہ گیا ہے۔ آج وہ بھی نکل جائیگا۔ اور کل اللہ تعالیٰ کے پاس گذر ہو گا۔ چنانچہ
 دو یا تین مرتبہ کچھ سفیدی چیز نکل اور دوستوں کا تابندہ ہو گیا۔ اس کے بعد پنجشنبہ کے دن
 ظہر کے وقت بارہویں جمادی الاولیٰ شہ پہنچا سو ستر ہجری کو راہی آخرت ہوئے

اور اس روز بڑی دھوم دھام ہوئی۔ آخری کلمہ جو انکی زبان سے نکلا وہ یہ تھا اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ شیخ یحییٰ بخاری کے مقبرہ
میں دفن ہوئے۔ رِشَافِی الذَّهَبُ تھے شیخ ابوالفتح شیرازی کی کتاب التنبیہ
پڑھی تھی۔ انکے بارے میں کسی مجلس کے صدر میں بیٹھے اور نہ سجادہ پر بہت ہی کم بولتے
اور کہتے تھے کہ مجھے خاموش رہنے کا حکم ہے۔

(۲۶۴) شیخ علی بن الطیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے بزرگوں اور سردارانِ عارفین میں سے تھے۔ جن بزرگوں کی طرف تعلق
عظمیٰ کی نسبت کی جاتی ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ انکے پاس وہ دونوں خرقے
تھے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن ہوا رکو خواہ میں پہنا یا تھا اور جب
وہ بیدار ہوئے تو وہ خرقے انکے زیب بدن تھے۔ یہ خرقے ایک کپڑا اور ایک ٹوپی تھی۔
ابن ہوا رنے یہ خرقے شبکی کو عطا کئے۔ شبکی نے تاج العارفین ابوالوفار کو۔ تاج العارفین
نے شیخ علی بن حصیثی کو۔ اور ابن الطیثی نے شیخ علی بن ادریس کو۔ اسکے بعد وہ گم ہو گئے

عہ حیثی لفظ حیثیت بکسرے ہو درمکن یاے ثناء تثنائید و تار ثناء ثنائیہ کی طرف
منسوب ہے جو دریاے فوات کے کنارہ انبار کے اوپر کے ایک شہر کا نام ہے۔ جہاں عبد اللہ
ابن المبارک کی قبر اور قریہ و لفظ کے چٹے ہیں۔ اس شہر اور قادیسیہ کے درمیان آٹھ فرسخ۔ اور انکے
انبار کے باہر اکیس فرسخ کا فاصلہ ہے۔ اس کا نام حیثیت اس لئے رکھا گیا کہ زمین کے ایک حصہ (ثیب)

میں واقع ہے۔ - مصنف ۱۲

یہ انتہی برس تک اس طور سے رہے کہ خلوت میں رہے اور لوگوں سے کنارہ کشی کی بلکہ فقیروں میں سویا کرتے تھے۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ انکی کشمکش وہی تھی۔ اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ جب بغداد میں آئے تو کہا کرتے تھے کہ اولیاء میں سے جو شخص عالم غیب و شہادت میں بغداد داخل ہوا ہماری ضیافت میں ہے اور ہم شیخ علی بن الہیثم کی ضیافت میں ہیں۔ اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی بن الہیثم ساٹھ برس کے تھے اسی وقت انکے قلب کی بستی دور ہو گئی تھی چنانچہ یہ پوشیدہ امروں کی خبر دیا کرتے اور انکے ہاتھ پر کراستین ظاہر ہوا کرتی تین۔ انکی بزرگی و بلند رجائی پر علماء کا اتفاق ہے۔ انکا قول ہے کہ شریعت وہ ہے جسکی تکلیف وارد ہوئی ہے اور حقیقت وہ ہے جس سے تعریف (شناخت) حاصل ہوتی ہے۔ پس حقیقت سے شریعت کو مدد دینی ہے۔ اور حقیقت کو شریعت سے مفید کیا گیا ہے۔ اور شریعت افعال کا اللہ کے لئے پایا جانا اور علم کی شطون پر یوں کے واسطے قائم ہوتا ہے۔ اور حقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کے احوال کا شہود اور حکم کے غلبات پر تقدیر کہ واسطے کے ذریعہ سے تسلیم فرما کر دینا ہے۔ جب تک تمیز باقی رہتی ہے تکلیف متوجہ ہوا کرتی ہے صحت حال کی علامت یہ ہے کہ صاحب حال اسکی غلبہ کی صورت میں دیساہی محفوظ ہو جیسا کہ صحو کے وقتوں میں مغلوب تھا۔ احوال مجلوب کے مشابہ ہیں جب نہ تو انکا اپنی طرف کھینچ لانا اور جب حاصل ہو جائیں تو انکا باقی رکھنا ناممکن ہے البتہ اس صورت میں کہ بعض احوال کسی کی غذا و بناوٹ کے جائیں پس اُسی میں حق اسکی پرورش کرتا ہے اور وہ حال اسکا اوڑھنا بچھوٹا ہوتا ہے۔ جو کچھ مخلوقات نے اپنی فہم سے دریافت کیا یا جن چیزوں کو اپنے علموں سے حاصل

کیا اور جزا اپنے معارف سے مطلع ہوئی ہے اُس سے حق تعالیٰ پر ہے جس شخص کو اپنی قوت و ضعف کے اندازہ سے کسی چیز کا کشف ہوا وہ اُس سے مربوط ہوا جس کی کو حقیقت کا کشف ہوا یا جس نے حق کا مشاہدہ کیا یا وجود حق کے سبب سے اپنے مشاہدہ میں نہ رہا یا عین الجمع میں نیست ہو گیا یا حق تعالیٰ کے سوا کسی کا مشاہدہ نہ کیا یا حق کے سوا کچھ اُس کو محسوس نہ ہوا یا وہ حق الحق میں موجود ہو گیا یا سلطان حقیقت سے سدا ہمہ ہو گیا یا حق نے اُس کے لئے جلال حق کے ساتھ تجلی کی اور علیٰ ہذا جہان تک کہ بیان کر نیوالے بیان یا اس کی طرف اشارہ کر نیوالے اشارہ کرتے ہوں یا اُس تک علم پہنچ سکتا ہو وہ سب کے سب مرفق حق کے شواہد اور حق کی طرف سے اُس کے لئے ایک حق ہے اور جو کچھ کہ خلق پر ظاہر ہوتا ہو وہ سب اس قسم کی چیزیں ہیں جو خلق کے لئے سزاوار ہیں اور خلق کی حیثیت کی ہیں اور جتنی چیزیں ایسی ہیں جن کے صفات تک مخلوق پہنچے وہ سب احوال ہیں اور احوال اہل معرفت کے صفات ہیں اور مخلوق کے لئے احوال ہی تک راستہ ہے اور احوال سے غائب ہو جانا اور احوال سے نیست ہو جانا بھی بمثل احوال کے ایک حالت ہے اور توحید معارف سے بالاتر ہے یہ اکثر عربی اشعار پر ہا کرتے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے ۷

اگر تلاش میں نکلون نہ تو نام سفر	حضور گہر میں جو چاہوں تو کاٹ کماے حفر
وہ دل میں بیٹھا ہے پر عمر بربزین ملت	وہ ہے تو آکھوں میں پر کیا حال آئے نظر
میں اُس کو دیکھوں تو اے کاش سب فنا ہو جائیں	رہے نہ جسم نہ یہ کان اور نہ دل نہ بصر

انہوں نے سرزمین میں سکونت اختیار کی تھی جو فقہ الملت کے مضافات میں
 ایک شہر ہے۔ اور ۶۷۸ھ پانچویں سو چھ ہجری میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات
 (بعد از تفریق)

پانی اور مین ذہن ہوے اور انکا مزار ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۵) شیخ عبدالرحمن طفسونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے مشائخون عارفون کے سردار و ن اور مقربون کے صدر نشینون میں سے تھے۔ احوال فاخرہ کرامات ظاہرہ اور تصرفات نافذہ رکھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں دلیون میں دلیا ہی ہوں جیسا پزندون میں کلنگ جسکی گردن سب سبھی ہوتی ہے۔ طفسونجی میں ایک اونچے فحنت پر مٹیکر شہ بیت حقیقت کی باتیں بیان کیا کرتے تھے اور مشائخ و علماء سننے کو آتے تھے۔ علماء کا لباس پہنتے اور خبری پر سوار ہوتے تھے۔ انکا قول ہے کہ مراقبہ اُس بندہ کے لئے ہے جو حق کے ذریعہ حق کا رقبہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اخلاق و آداب پیر و ہوا اور اللہ عز و جل نے اپنے دوستون اور خاصون کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ اُنکو اُنکے کسی احوال میں نہ اُنکے نفوس کے سپرد فرماتا ہے اور نہ کسی غیر کے اسلئے وہ اللہ تعالیٰ کے مراقب (نصب العین رکھنے والے) ہوتے اور اُس سے درخواست کرتے ہیں کہ اس مراقبہ میں اُنکی نگہداشت فرماے۔ اور مراقبہ حالت قرب کا مقتضی ہے اور اللہ عز و جل نے دلون کو اُن چیزون کے ذریعہ سے اپنے قریب کیا ہے جو دلون سے قریب ہیں اسلئے وہ اپنے بندہ کے دلون سے اُسی مقدار سے قریب ہوتا ہے جقدر کہ اپنے بندہ کے دلون کو اپنے آپ سے قریب پاتا ہے اسلئے نگہوار اُس چیز پر نگاہ دوڑانی چاہئے جو تمہارے دل سے قریب ہو۔ اور حالت قرب حالت محبت کی مقتضی ہے

اور یہ قلب کے اندر عز و جل اُس کے جلال اس کی عظمت اُس کے علم اور اُس کی قدرت کی طرف
نگاہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پس خوشحال اُس شخص کا جس نے اُس کی محبت کا جام
پیا اور اُس کی سناجات (سرگوشی) کی لذت اٹھائی۔ جس سے اُس کا دل محبت سے
بہر گیا پس اندر ہی کے ذریعہ سے اسے خوشی کے اڑا اور اُس کے ہوا کے شوق میں
سگر دان ہوا نہ اُس کا کوئی گھر ہے اور نہ وہ اُس کے سوا کسی سے ملوث ہے۔ پس
ایسا شخص عاشق ہے جو محبت کے علم کو فنا کر کے محبت کی رویت سے محبوب
کی طرف چلا آیا ہے۔ اور جب عاشق اس نسبت کی طرف آیا تو عاشق بلا علت ہو گیا۔
اور محبت ذکر کی مقتضی ہے۔ اس لئے عاشق ہمیشہ اپنے رب کا ذکر کیا کرتا ہے۔
اور اُس کے اپنے نفس کو یاد کرنے میں خلل آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس پر اپنے رب کا
ذکر غالب آجاتا ہو۔ اور اپنے نفس سے غافل ہو جاتا ہو۔ بعد اُس نے نفس کی غفلت سے غافل ہوتا
ہے اور اپنے رب کی یاد کے غلبہ سے سارے احساس کو بھول جاتا ہو۔ جب کہا جاتا ہے کہ اپنے
مذکور کی رویت میں مل گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا۔ اور یہ بھی کہتے
ہیں کہ اپنے رب میں فنا ہو گیا۔ اور یوں ہی تعبیر کرتے ہیں کہ اپنے فنا سے فنا ہو گیا
یعنی اپنے رب کے غلبہ ذکر کے باعث اپنے نفس کی یاد کی غفلت سے غافل ہو گیا
اور ایسا ہو گیا کہ اُس کے غیر کو دیکھتا ہی نہیں۔ اور اس وقت اپنے شاہد سے بیخ
و بنیاد سے اُکھڑ جاتا اپنے نفس سے الگ کر لیا جاتا اپنی ساری باتوں سے مٹا دیا جاتا
اور اپنی کل چیزوں سے فانی ہو جاتا ہے۔ اور جب تک یہ وصف باقی رہیگا اور وقت تک
نہ تمیز رہے گی نہ اخلاص نہ صدق۔ یہی معج العجیب اور عین وجود ہے اور یہی وہ وصول ہے

۷۵ ایک مقام ہے جو ”جمع“ سے اتم و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ معج اشیا کا شہود اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے

و کرامات باہر رکھتے تھے۔ سیدی عبدالقادر جیل رحمتی المدینہ انکی بہت تعریفیں کرتے اور کہتے تھے کہ کل مشائخ کو ناپ اور تول کر لیا ہے مگر شیخ بقار بن بطو کو بغیر ناپ اور تول کے۔ انکو علم الاحوال اور جو لوگ فہر الملک اور اُسکے پاس پڑوس میں آکر اترتے تھے اُنکے جاے ورد کا کشف حاصل تھا۔ بہت سے علماء و صلحاء انکے مرید ہوئے اور لوگ زیارت کو اور نذرین لیکر انکے پاس آیا کرتے تھے۔ انکے کلام میں سے ہے کہ فقری دل کا علائق سے خالی اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ مستقل ہونا ہے اور مالک سے خالی ہونا فقری کی ایک صفت ہے کیونکہ جو بندہ اپنے دل سے ان چیزوں میں پٹنسا رہے گا اُسکے لئے یہ روکنے اور قطع کرنے والی ہیں۔ اور مالک سے مجر د ہونے کی صحت کی علامت یہ ہے کہ اسباب کے وجود و عدم سے اُسکا حال نہ بدلے نہ قوت میں نہ ضعف میں نہ سکون میں اور نہ بیقراری میں اور مملکت اُس میں اثر نہ کرے اور جب ایسا ہو جائے تو وہ فقیر ہے نہ اُسکو اسباب کی غلامی مقید کرے گی نہ اُنکا وجود اُسکو نشان کرے گا اور نہ اُنکا عدم اُسکو بنجیدہ کرے گا۔ پس اگر وہ صاحب مال ہوا تو ایسا ہے کہ نہوا اور اگر صاحب ال نہوا تو ایسا ہے کہ ہوا۔ پس دنیا و آخرت میں وہ اپنا کوئی مقام اور اپنی کوئی قدر نہ سمجھے۔ اور جہل نہ سمجھے اسی طرح طلب کرے اور جہل طلب کرے اسی طرح آرزو نہ کرے تب وہ اُسکے ساتھ مشغول باطل مکر ہوا ہے نہ رو سے گرتا ہے اور نہ قبول سے اُٹھتا ہے اور نہ یہ عقائد رکھتا ہے کہ اردن کے طریقہ سے اسکا طریقہ افضل ہے۔ یہ بلند مقام ہے اور اس کا معاملہ دقیق ہے۔ اور جب تک بندہ اپنے رب عزوجل تک نہیں پہنچتا اس وصف کی حقیقت کو نہیں پہنچتا۔ اور اُنکا قول ہے کہ فقر ہر ایسے شخص کا وصف ہے جو غیر سے مستغنی ہو اور بندہ اپنے فقیر میں سچا نہیں ہوتا تا وقتیکہ فقر کے شہود کو منکر کے آہٹ

سے باہر نکل آئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اپنے آپ کو لوگوں کے حقوق دلو اور تم سے جو کم ہوا کسی نصیحت مانو تو منازل کا شرف پاؤ گے۔ جسے اپنے نفس کے اندر جبر کرنے والا نہ پایا اس کا دل خراب ہے۔ جسے اپنے نفس کے مقابلہ میں اللہ سے مرد نہ چاہی اس کو نفس نے دے مارا۔ اور جو مبتدیوں کے آداب بجانہ لایا اس کے لئے منشیوں کا مقام کم ہو کر اس آئیگا۔ تین فقیہ (مولوی) ان سے جا کر ملے اور ان لوگوں نے انکے پیچھے نماز عشاء پڑھی۔ مگر جیسا مولوی چاہتے تھے ویسی درست قرأت ان سے نہیں بن آئی۔ اس لئے وہ ان سے بدظن ہو گئے۔ مگر انکے ہی نزاد یہ (خانقاہ) میں شب باش ہوئے۔ رات کو تینوں کو نہانے کی حاجت ہوئی اور نکل کر اُس نہر پر آئے جو خانقاہ کے دروازہ پر واقع تھی۔ چنانچہ وہ نہر میں نہانے کو اترے ہی تھے کہ بڑا سا شیر آسمو جو ہوا اور انکے کپڑوں پر بیٹھ گیا اور رات سخت جاڑوں کی تھی اس لئے انکو یقین ہو گیا کہ اب زندہ نہیں بچتے۔ اتنے میں شیخ رضی اللہ عنہ خانقاہ سے نکل آئے اور وہ شیر انکے پاس چلا آیا اور انکے قدموں پر لوٹنے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر مولویوں نے اللہ سے استغفار کیا اور تائب ہو گئے۔ انہوں نے نابھوس میں جو نہر الملک کا دیات تھا سکونت اختیار کی اور پانچ سو تیرن ہشتہ ہجری کے قریب وہیں وفات پائی۔ انکی قبر وہاں ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۷) شیخ ابوسعید دقلوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ بڑے عارفوں اور محقق اماموں میں سے اور صاحب انفاس صادق افعال خارقہ ہو

کرامات و معارف تھے۔ اپنے دیارِ حجاز میں فتوے دیا کرتے تھے۔ اور قلمواریہ میں اونچے تخت پر بیٹھ کر علومِ شرائع و حقائق پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور تمام اطراف و علاقہ سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ انکے بعض اقوال یہ ہیں :- نفیر کی شرط یہ ہے کہ نہ وہ کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی چیز اُسکی مالک ہو اور اُسکا دل تمام آلائش سے صاف ہو اور اُسکا سینہ ہر شخص کے لئے بے کینہ ہو اور اپنی جان کو بخشش و ایثار کر دے۔ تصوف حق کے سوا سے بیزار ہو جانا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا ”یعنی تو میرے دشمن ہیں مگر رب العالمین“۔ صوفی کامل نہیں ہوتا تا وقتیکہ وجد کے جبکا رون میں خلق سے چپ نہ جائے۔ توحید موجودات سے اُنکے پیدا کرنا والے کے مشابہہ کے باعث آنکھیں مینچ لینا ہے۔ اور عارف و حلالی الذات ہوتا ہے نہ اُسکو کوئی قبول کرے اور نہ وہ کسی کو قبول کرے۔ خطر علیہ السلام انکے پاس بہت آیا کرتے تھے۔ یہ قلمواریہ میں جو بغداد کے قریب فہر الملائک کے دیوانوں میں سے ہے رہا کرتے تھے اور پانچ سو ساون ہجری کے قریب وہیں فوت ہوئے اور انکی قبر وہاں ظاہر و زیارت گاہ ہے۔ یہ علامہ جیسی پوشاک پہنتے طلیسان اوڑھتے اور خجری پر سوار ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ انکی اور انکے اصحاب کی ایک شخص نے دعوت کی انہوں نے اپنے یاروں کو کہانے سے منع کیا اور خود تنہا کیا۔ اور جب دعوت سے باہر نکلے تو اُن سے کہنے لگے کہ میں نے تم کو اُسکے کہانے سے اس لئے روک دیا تھا کہ وہ کما تا حرام کا تھا۔ بعدہ انہوں نے سانس لی تو انکی ناک سے سیاہ دھواں بہت بڑے ستون جیسا نکلا اور آسمان کی طرف جا کر نظر سے غائب ہو گیا۔ پھر انکے مُنہ

سے آتشیں ستون نکلا اور وہ بھی نظر سے غائب ہو گیا۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ چیز جو تم نے دیکھی وہی کمانا تھا جو مینے کہا یا اور تمہیں کہا نے نہ دیا۔

(۲۶۸) شیخ مطربا ذرا نی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگ ترین مشائخ عراق و سادات عارفین میں سے تھے۔ انکی جلالت زہد و معابت پر علماء کا اتفاق ہے۔ انکے پیر تاج العارفین ابوالوفاء کہا کرتے تھے کہ شیخ مطرب میرے حال و مال کے وارث ہیں اور شیخ مطرب انکے خدام خاص میں سے تھے۔ اور ان پر سُکر کی حالت غالب تھی۔ انکے کچھ اقوال یہ ہیں :- نفوس کی لذت قُدوس کی مناجات میں ہے۔ اور قلوب کی لذت اُنس کے مزار میں ہے جو خلوت گاہ قدس میں توحید کے کھنوں کے ساتھ گلشن بقید کے اندر سے مطربان معانی کے ذریعہ سے سننے میں آتے ہیں اور جن سے ہلک مقتدر کے نزدیک مقعد صدق میں مراجع بلند ہوتے ہیں اور ارواح کی لذت عروسان فتح لدنی کے کاتون سے خلوت گاہ وصل میں مشاہدہ و گشتگی کی بساط پر عالم ہستی کے درمیان عزت کی روشنی میں جام محبت پینا اور نہایت ذرات کے صفحات الہام پر قلم توحید سے جو کچھ لکھا ہے اسکا پڑھنا ہے۔ اور اسرار کی لذت حیات داعی کی نسیم کا مطالعہ اور غیب کے حقائق تک قلوب کے ضمائر سے پہنچنا اور افکار کے ذریعہ سے سارے اسرار کا محاکمہ ہے اور عقول کی لذت اُن سرسبز کے ذریعہ سے جو افکار کو احاطہ کئے ہوئے ہیں ملکوت کے ایسے اسرار کا ملاحظہ ہے جو نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ پس قلوب غیب کے

حقائق کو معائنہ کرتے ہیں۔ اور شو اہل سار کی قبولیت انکے ساتھ ہوتی ہے۔ اسلئے
ضامزور یا سے افکار میں اترتے ہیں۔ اور نفوس کو اُس چیز سے تسکین ہوتی ہے جو
جو عالم محبوب کی امنیں لاحق ہوتی ہے۔ عقل کے ہاتھ نفوس کی باگیں پکڑے ہوئے
ہیں اور نفس عقل کا مسخر ہے اور عقل انوار الہیہ سے مدد لیتی ہے اور اسی سے وہ حکمت
ظہور میں آتی ہے جو علوم کی چوٹی عدل کی ترازو ایمان کی زبان بیان کا سرخیمہ رجحون
کا گلشن صورتوں کا نور حقائق کی میزان وحشت زدوں کا افس راغون کا مل تجارت
اور متناقضوں کی آرزو ہے۔ اور حکمت حق کی یافت ہے اسلئے جب قلب پروار دہوتی
ہے تو جن کو وزن کمزور میں عشق چبا ہوتا ہے اُونکا سداغ لگاتی دہون کے رنگ
کو صاف کرتی اور باطن کے عیبوں کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ یہ قوم کے کُرد تھے اور
بلذامین رہتے تھے جو سرزمین عراق میں لغت کے مصنفات میں سے ہے۔ یہیں
وفات پائی اور یہیں انکی قبر ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۹) شیخ ابو محمد ماجد کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مشائخ عراق کے سرداروں مقررین کے صدر نشینوں اور محققین کے اماموں میں سے
تھے۔ انکے احترام و تعظیم پر مشائخ کا اجماع تھا۔ انکے بعض کلام یہ ہیں:۔ متناقضوں کے
دل اسد عزوجل کے نور سے منور رہتے ہیں اور حیب امنیں اشتیاق کو تحریک ہوتی ہے
تو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اُسکے نور سے جگمگ اُٹھتا ہے اُسوقت
اسد عزوجل فرشتوں کے سامنے ان پر نحر کرنا اور فرمانا ہے کہ میں تم کو گواہ رکھتا ہوں کہ میں اُنکا

زیادہ رشتاق ہوں۔ جو اپنے رب کا مشتاق ہوا وہ انوس ہوا جو انوس ہوا وہ
خوش ہوا جو خوش ہوا وہ قریب ہوا جو قریب ہوا وہ چلا جو چلا وہ تھر ہوا جو تھر ہوا وہ
اڑا اور جڑا اسکی آنکھیں نزدیک سے ٹھنڈی ہوئیں۔ زہد صبر کی مزاولت کرتا ہے رشتاق
شکر کی اور اصل ولایت کی۔ شوق اسکی آگ ہے جو عاشقوں کے دلوں میں روشن
رہتی ہے اور اسکے تقار اور اسکی طرف نگاہ کرنے سے دہی ہوتی ہے۔ ہیبت کی آگ
دلوں کو محبت کی آگ و جون کو اور شوق کی آگ نفوس کو بانی کر دیتی ہے۔ نحوشی
عبادت بلا مشقت آرائش بلا زور ہیبت بلا حکومت قلعہ بے شہر پناہ کرنا کا تین
کے لئے راحت اور عذر خواہی سے بے نیازی ہے۔ آدمی کے لئے یہی علم بس
کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور یہی جہل کافی ہے کہ خود پسند ہو۔ اور خود پسندی قہر
کا فضلہ ہے جس سے خود پسند اپنے عصوں کو ڈھانکتا ہے مگر نہیں ڈھکتا۔ اللہ تعالیٰ
نے کوئی عجیب چیز نہ پیدا کی جبکہ نقش آدمی کی صورت میں نہ لکھا ہو اور کوئی امر
غریب نہ ایجاد کیا جبکہ حکم اُسمین نہ جاری کیا ہو اور کوئی بید نہ ظاہر کیا جبکہ علم کی کنجی اُس
صورت میں نہ رکھی ہو اسلئے آدمی عالم کا مختصر نسخہ ہے۔ شکر خاصکر عاشقوں کے مقامات
میں سے ہے کیونکہ فنا کی آنکھیں اُسکو نہیں قبول کرتی اور علم کی منزلیں وہاں تک
نہیں پہنچتی ہیں۔ اور شکر کی تین علامتیں ہیں اسو کے ساتھ مشغول ہونے اور اسکی
تعظیم سے دائمی دلچسپی۔ دریاے شوق میں بے اندیشہ کود پڑنا۔ اور دائمی تمکین
اور جبکہ شکر ہوا دہوس سے ہوگا اسکا صحو گراہی کی طرف ہوگا۔ ایک شخص جو مہر و مہنا
بغیر زادہ اور کسی ہمراہی کے حج کا ارادہ کرتا تھا ان سے رخصت ہونے کو آیا انہوں
نے اپنا مشکیزہ اُسکو نکال کر دیا اور کہا کہ اگر وضو کرنا چاہو گے تو تمکو امین پانی ملے گا چاس

لگے گی تو دودھ اور بہوک لگے گی تو ستون چنانچہ اُس لیے سفر میں جو جبل حمراء میں واقع عراق سے مکہ معظمہ تک کا تھا۔ اقامت حجاز کی مدت اور حجاز سے عراق تک واپس آنے کے عرصہ میں جب اُس شخص نے وضو کا ارادہ کیا تو اُسی مشکیزہ سے کھاری پانی۔ جب پینا چاہا تو بیٹھا پانی اور جب غذا کی خواہش ہوئی تو دودھ شہد اور شکر سے زیادہ خیرین ستوا سکوتا رہا۔ انہوں نے جبال حمراء میں جو سرزمین عراق میں واقع ہے سکونت اختیار کی اور مرتے دم تک اُسکو اپنا وطن بنایا۔ انہوں نے سترہ پانچ سو اکتھ ہجری میں وہیں رحلت کی۔ ان کی قبر دہان معلوم ہے اور لوگ اُس کی زیارت کرتے ہیں۔

(۲۷۰) شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اکابر مشائخین روسا عارفین مہرین دائرہ معقین میں سے تھے۔ اور یہ اس طریقہ کے ایک رکن ہیں۔ تاج العارفین ابو الوفا راہکی مدح و ثنا اور بڑائی کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے اور شیخ علی بن الہیثم کی معرفت انکو ایک نوبی بھیجی اور انکو حکم دیا تھا کہ میرے نائب بنکر اسکو ادھنیں پہنا دے اور انکو اپنے پاس حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی۔ اور وہ کہتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ جاگیر میرے میرے ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکو تین مجھے عطا فرمایا۔ بزرگان عراق کہا کرتے تھے کہ جسطرح سانپ اپنی کنبلی سے باہر نکل آتا ہے اُسی طرح شیخ جاگیر اپنی نفسانیت سے نکل آئے ہیں۔ یہ کہتے تھے کہ میں نے کبھی کسی شخص کی بیعت نہ لی جب تک کہ اُس کا نام اور یہ مضمون کہ وہ میری اولاد میں

سے ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا نہ دیکھ لیا۔ انکا قول ہے کہ شاہدہ بندہ اور بکے درمیان کے پرودن کا اٹھ جانا ہے پس بندہ قلب کی صفائی سے اُس غیب پر مطلع ہوتا ہے جسکی خبر دی گئی ہے اور جلال و عظمت کا مشاہدہ کرنا ہے اور اُسکے احوال و مقامات بدلتے رہتے ہیں اسلئے اُمین حیرت و دہشت آتی ہے ہر حیرت اُسکو تخطیط کی طرف لیجاتی ہے اسلئے وہ حق سے حق کی طرف نظر کر دے نظر آتا ہے اور کبھی جلال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ کبھی جمال کا کبھی رنگ و روپ کو دیکھتا ہے کبھی کمال کا نظارہ کرتا ہے۔

کبھی اُسکو کبریا و عزت کی روشنی دکھائی دیتی ہے کبھی جبروت و عظمت نظر آتی ہے اور کبھی لطف و محبت کا شہود ہوتا ہے اسلئے ایک سے لبط حاصل ہوتا ہے تو دوسرے سے قبض وہ حالت اُسکو سمیٹتی ہے تو یہ حالت پھیلاتی ہے۔ وہ کہو دیتی ہے تو یہ موجود کر دیتی ہے۔ وہ پردہ عدم سے باہر لاتی ہے تو یہ ہر لوٹا دیتی ہے۔ یہ فان بناتی ہے تو وہ باقی۔ خلاصہ یہ کہ وہ شمع بشریت کے صفات سے زائل ہو جاتا اور عبودیت کے صفات سے قائم رہتا ہے نہ اغیار کا اُسکو حس ہوتا ہے اور نہ جبار کی عظمت کے سوا اسے کچھ نظر آتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب تینے تعظیم کی آگ کو

عےےے قبض و بطنہ کے حالت خوف و رجا سے ترقی کر نیچے بعد کی دو عین ہیں۔ پس عارت کے لئے قبض و رجا ہی ہے جیسا مستان کیلئے خوف۔ اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ خوف و رجا امر آئندہ پسندیدہ و نا پسندیدہ کے متعلق ہوتے ہیں اور قبض و بطنہ امر موجود فی الوقت سے علاوہ کرتے ہیں جو کسی دار و مہیسی کے باعث عارت کے دل پر غالب ہوں۔ ۱۰ مترجم از کتاب التوفیقات



جو ہیبت کے نور کے ساتھ پیر میں دلی ہوئی ہے نکالا تو اُس سے مشاہدہ کی شعاع پیدا ہوگی۔ پس جسے اپنے ہر (اندرون) میں حق عزوجل کو مشاہدہ کیا اُس کے دل میں عالم کون کی مطلق وقعت نہ رہی۔ اور جب کسی گردہ کو پلے درپلے مشاہدہ ہو اکر تا ہے تو حق تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے بعد اُن کو محبوب کر دیتا ہے تب وہ نور مشاہدہ کی حیرت سے نور ازل کی حیرت میں کہنچ لئے جاتے ہیں۔ پر وہ دہشت سے اُٹا کر نور ازل کی حیرت میں لائے جاتے ہیں۔ اور پھر قدس اُنس کی دہشت سے نکلا کر عین الجمع کی دہشت میں پہنچائے جاتے ہیں۔ اسلئے بہت سے استعارہ تجلی کے درمیان حیران ہیں۔ بسکے عہد و تدانی کے بیچ میں سرگردان ہیں اور بہت سے وصل و تعالیٰ کے درمیان ساکن ہیں اور یہی استقامت و تکیں کی جگہ ہے۔ اور یہ اُس حضرت کی صفت ہے جس میں ہوا رہیت کے نیچے گھٹنے رہنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسد عزوجل نے فرمایا ہے **فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا**۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول **إِنَّ اللَّهَ يَنْفَعُ الْوَارِثِينَ قَالُوا أَمْ بَنَّا لِلَّهِ نَحْمًا أَمْ سَقَمًا** کے متعلق انکا قول ہے کہ مشاہدہ پر ثابت قدم رہے کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ اُس کے ماسوا سے نہیں ڈرے گا۔

۱۰۔ مقرر ایک لطیف ہے جو قلب میں دو یعت رکھا گیا ہے جیسا کہ روح بین میں۔ اور وہ مشاہدہ کامل ہے۔ جیسا کہ روح محبت کامل۔ اور قلب معرفت کامل ہے ۱۲۔

منزعم
۱۱۔ چوبیسویں پارہ کا چوتھا رکوع۔ یعنی سورہ احقاف کی اوقیسوین آیت پر چالیس ہوا رکوع ہے
۱۲۔ چوبیسویں پارہ کا اٹھارواں رکوع۔ یعنی سورہ حم السجدة کی تیسویں آیت۔ بیشک جن لوگوں نے انرا

کیا کہ اسد ہی ہوا پروردگار ہے ہر (اسی عقیدہ پر) جسے رہو الخ۔ ۱۱

اور جس نے کسی چیز کو دوست رکھا وہ اسکے غیر کا مطالعہ نہیں کرے گا اور اسکا خرچ غیب سے ہوگا۔ یہ قوم کے کردہ تھے اور عراق کے ایک صحرا میں قنطرة الرصاص کے قریب سامرا سے ایک دن کی مسافت پر رہتے تھے اور بہت سن رسیدہ ہو کر وہیں فوت ہوئے اور وہیں انکی قبر بنی جو ظاہر اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے اور اسکے پاس لوگوں نے خیر و برکت کیلئے ایک بستی بسالی ہے۔

(۲۷۱) شیخ ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ مشائخ عراق کے رئیسوں بڑے عارفوں جلیل القدر مرقبون اور صاحب عجائب و غرائب تھے۔ امام مالک کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور علم شریعت و علم حقیقت میں اعلیٰ درجہ کی تقریریں کرتے تھے۔ انکے کلام کثرت سے بھی ہیں اور لوگوں میں مستداول و مشہور بھی ہیں۔ انکے بعض قول یہ ہیں :- وجد جہود ہے جب تک شہود ہے شہود۔ شاہد حق باقی رہتا اور شاہد جہود دور کر دیتا اور آنکھوں میں نیند نہیں آنے دیتا ہے اور اسکا نشہ شراب کے نشہ سے بڑا ہوا ہوتا ہے۔ وجد کرنے والوں کی روح میں مسطر و لطیف ہوتی ہیں اور انکے کلام مردہ دلوں کو زندہ اور غفلوں کو زیادہ کرتے ہیں۔ وجد تمیز کو ساقط کر دیتا اور مکاذن کو ایک مکان اور ذاتوں کو ایک ذات بنا دیتا ہے اور اسکا اول چہود کا اٹھ جانا نگہبان کا نشہ بدخیم کا حضور عجیب کا ملاحظہ تہہ کا مجاذبہ اور

یعنی جو وجد غیبیہ مشاہدہ کے ہوتا ہے اُس میں اور انکا شہود میں یکسو

کا مانوس ہو جانا ہے۔ صحت وجد کی شرط یہ ہے کہ اسکے وجود کی حالتیں یعنی وجد کے ساتھ تعلق سے باعث بشریت کا انقطاع ہو جائے اور حسین گم گشتگی نہیں اسین وجد نہیں اور اسکے اہل دو مقاموں پر ہوتے ہیں ایک ناظر اور دوسرے منظور الیہ۔ ناظر تو مخاطب ہوتا ہے جو اُس کا مشاہدہ کرتا ہے جسکو اُس نے پایا ہے۔ اور منظور الیہ غائب ہوتا ہے جسکو پہلی ہی حالت میں جو اس پر طاری ہوتی ہے حق اڑا لیتا ہے۔ وجود وجد کی نہایت یہ ہے کہ چونکہ تواجہ بندہ کے استیقاد کا اور وجد بندہ کے استغراق کا موجب ہے اور وجود بندہ کے استہلاک کا سبب ہوتا ہے۔ اور اس معاملہ کی ترتیب یہ ہے۔ حضور بعد کا ورود بعدہ نشود بعدہ وجود بعدہ حمل۔ پس وجد کے مقدار سے حمل حاصل ہوتا ہے۔ اور صاحب وجود پر صحو و محو کی حالتیں طاری ہوتی ہیں۔ چنانچہ صحو کی حالت میں اُس کی بقا حق کے ساتھ ہے اور محو کی حالت میں اُس کی فنا حق کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ دو وزن حالتیں ہمیشہ اُس پر یکے بعد دیگرے طاری ہوا کرتی ہیں۔ وجود میں سنون پر بولا جاتا ہے۔ اول وجود وہ علم ہے جسکے ذریعے سے اُس کا شفعہ کی صحت میں جو حق کا ٹکڑا ہوتا ہے کہ علم واقع ہو۔ ثانی حق کا ایسا وجود جو اشیاء کے سیاق سے منقطع ہو۔ ثالث اولیت میں استغراق کے باعث رسم وجود کے مضمحل ہو جانے کے مقام کا وجود۔ پس جب بندہ کو وصف جمال کے ساتھ مکاشفہ ہوگا تو قلب پر نشہ چما جائیگا اور اُس وقت روح کو طرب حاصل ہوگا اور اندر گشتگی ہوگی۔ صحت حق ہی کے ساتھ ہوتا ہے اور جب بغیر حق کے ہوگا تو حیرت سے خالی ہونگا یعنی وہ حیرت جو زرع حیرت کے مشاہدہ میں ہوتی ہے نہ کہ شبہ کی حیرت۔ وجد اور اد کے شرے اور مازلات کے نتیجے ہیں۔ وجود اللہ تعالیٰ کے قبل احوال کا ترک محال ہے اور وجود اللہ تعالیٰ کے بعد احوال کی طلب محال ہے۔ آہ جسے اللہ

تعالیٰ کے راز کے بارہ میں سہل انگاری کی اسد تعالیٰ نے اُس سے خود اُسکے عیوب
 ظاہر کرائے۔ یہ جب خلوت سے باہر آتے تھے تو جس سوکھ ہوئے درخت کے
 پاس سے اُلٹا گزرتا تھا وہ سیریز ہو جاتا اور جس بیمار کے پاس سے گزرتا وہ شفا پاتا
 تھا۔ بصرہ میں رہتے تھے اور پانچ سو اسی شہر ہجری کے قریب وہین فوت اور شہر
 کے باہر دفن ہوئے۔ اُلٹا مزار وہاں معلوم اور زیارت گاہ ہے۔ اُلٹا جنازہ پڑھتے
 وقت آسمان وزمین کے درمیان سے مہلوں کی آواز سُنی گئی اور جس وقت لوگوں
 نے تکبیر کے لئے ہاتھ اُٹائے اُسی وقت وہ آواز کان میں آئی۔

(۲۷۲) شیخ ابو عمر عثمان بن مرزوق قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ مصر کے بڑے اور مشہور بزرگوں صد نشین عارفوں اور سربراہوں اور وہ صاحب تحقیق
 عالموں میں سے تھے۔ کرامات ظاہر احوالِ فاخرہ افعالِ خارقہ اور انفاسِ صاۓہ رکھتے
 تھے۔ اور علما صاحب تصنیف و فضلہ صاحب افتاء میں سے تھے۔ امام احمد
 رضی اللہ عنہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور پڑھاتے مناظرہ کرتے اور کتابیں لکھتے
 تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے خرقِ عادات و قلبِ اعیان کیا تھا۔ اور معراۓ اُسکے
 مضافات کے مریدانِ صادق کی تربیت کا منصب اُنکو پہنچا تھا۔ اور انکی بڑائی بزرگی
 اور احترام پر مشائخ کا اجماع تھا۔ اور ان لوگوں کو جس امر میں اختلاف ہوتا تھا اسیں
 اُنکو حکم بناتے اور انکے قول کی طرف رجوع کرتے تھے۔ انکے کلام میں سے ہے
 کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے صفات کی معرفت کا راستہ نکل اور اُسکے حکم و آیات سے

عبرت حاصل کرنی ہے اور اُسکی ذات کے کندہ کو پہچاننے کا عقل کے لئے کوئی
 رستہ نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اگر خدائی حکمت عقول کی حد میں مخم ہوجاتی
 اور ربانی قدرت علوم کی یافت میں منحصر ہوتی تو وہ اس حکمت و قدرت کا نقص ہوتا
 لیکن ازل کے اسرار اسیطرح عقول سے چھپے ہوئے ہیں جسطرح جلال کے جلوے
 انگھون سے۔ اسلئے وصف کے معنی وصف ہی میں لوٹ آتے ہیں اور نعم یافت
 سے بے بہرہ ہے اور ملک ملک میں گردش کیا کرتا اور مخلوق اپنے شکل تک پہنچکر
 رہجاتی اور اپنی شکل تک اسکی طلب شدہ رہتی ہے اور رحمن کے آگے آوازیں
 بیستہ جائیگی پس کسے چھپر کے سوا تو کچھ اور نہ مٹنے گا۔ اور انکا قول ہے کہ ساری مخلوقات
 ذرہ سے لیکر عرش تک اسکی معرفت کی متصل راہیں اور اُسکے ازل ہونے پر مستقل یسین
 ہیں اور ساری ہستی اُسکی وحدانیت کی بولتی ہوئی زبانیں ہیں اور سارا عالم ایک کتاب ہے
 جسکے حرفوں کو مفسر اپنی بعیرت کے اندازہ سے پڑھتے ہیں۔ اور یہی انہیں کا قول
 ہے کہ جب دلوں کے چمنستان پر سعادت کی ہوا چلی اور عنایت کی بجلی کو ندرتی اور
 غیب کے بادلوں سے حقائق کی پہو بارین پڑتی ہیں تو انہیں قرب محبوب کے شگوفے
 نکلتے اور نیل مطلوب کے پہلوں سے رونق آتی ہے۔ اُسوقت مشاہدہ کی لذت
 میں انکو قرب کی ہوائی ہے اور سماع کے ذریعہ سے حضور کی جلوہ گری کے خواہنگار
 ہوتے ہیں۔ اور ہر بیت کی آگ کو اُسوقت دیکھتے ہیں جب محبت کی روشنی اُسے
 سلگاتی ہے مگر مقام کے ساتھ اُنسے غلبہ سگرنگی کے باعث آنکھیں میچ
 ہوئے نور ازل کی طرف توجہ رہتے ہیں۔ اور فناء کے قدموں سے وصل کی غلوت
 میں مسامت کے بسا دیر مناجات کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور غلبہ ازل کی بقا

میں حدوث کے حاشیوں کو لپیٹ دیتے ہیں۔ بس اس وقت انکی روحیں غیب الغیب
 میں راسخ ہوجاتی ہیں اور انکے اسرارِ التزمین ڈوب جاتے ہیں۔ تب اُن کا
 مولیٰ انکو پہچناتا ہے جو کچھ پہچناتا ہے اور مقتضائے آیات میں سے اُن سے
 باتیں چاہتا ہے جو اور کسے نہیں چاہتا اور وہ زیادتی کی طلب میں فہم یعنی سے علم لُدن کے دریاؤں میں
 غوطے لگاتے ہیں۔ چنانچہ اُن محفوظ خزانوں میں سے جو ذرات وجود میں سے ہر
 ذرہ کے نیچے دبے پڑے ہیں علم مکون و سرخوردن اُنکے لئے منکشف ہوجاتے
 ہیں اور وہ سب پیدا ہوجاتا ہے جس سے بارگاہِ قدس سے متصل ہو جاتے اور
 اوس بارگاہ سے اپنے آقا عروجِ جل کے پاس جاتے ہیں۔ پس وہ انہیں اپنے
 پاس کے وہ عجائب دکھاتا ہے جہکو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور
 نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا۔ اور انکا قول ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا
 اُسین لوگون کی ستائش کچھ تغیر نہیں کر سکتی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جس نے اپنے
 آقا کی صحبت پر صبر کیا اسکو غلاموں کی صحبت میں مبتلا کرے گا اور جس کی
 امیدیں اپنے آقا کے سوا سبے منقطع ہو گئیں وہی حقیقت میں بندہ ہے۔
 اور انکا قول ہے کہ جو شخص رضائیں ثابت قدم ہوا اُسے مصیبت سے لذت
 اُمٹائی۔ اور انکا مقولہ ہے کہ عارف کا زیورِ خوف و ہیبت ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے
 کہ دیکھو خبردار باطن کو مضبوط کر لینے اور قدم کو جما لینے کے قبل صاحبِ احوال کی
 نقل نہ کرنا ورنہ سیر و سلوک سے روک دیے جاؤ گے۔ اور تمہاری تخلیق کی وسیل
 مخلطین کے ساتھ تمہاری صحبت اور تمہاری لغویت کی دلیل ہر زہ دریاؤں کے ساتھ
 تمہاری صحبت اور تمہاری وحشت کی دلیل وحشت زدوں کے ساتھ تمہاری صحبت ہے۔

اور جس شخص پر اسکا حال غالب ہو وہ ہماری سلع کی مجلس میں نہ آنے لقل ہر
 کہ ایک دن انکے یاروں نے ان سے کہا کہ آپ ہم سے کچھ حقائق کیوں نہیں بیان
 کرتے۔ اسپر انہوں نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ آج کس قدر میرے مرید ہیں۔ لوگوں نے
 کہا کہ چہ سو آدمی۔ انہوں نے کہا کہ ان میں سے تنہا کو چھٹ لو۔ اور ہر سو میں سے بیس
 کو اور بیس میں سے چار کو۔ اور یہ چار ابن القسطلانی۔ ابوالطاهر۔ ابن الصابونی۔
 اور ابو عبد اللہ زملی تھے۔ اور جب یہ لوگ انتخاب ہو چکے تو شیخ رضی اللہ عنہ نے
 کہا کہ اگر میں حقائق میں سے ایک کلمہ بھی علی رؤس الاشہاد زبان پر لاؤں تو سب
 سے پہلے یہی چار میرے قتل کا توبی دین۔ انکو بہیم کشف ہو اگر تاہا۔ ایک سال
 دریا سے نیل اس قدر زیادہ چڑھا کہ مصر کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا اور اس چڑھاؤ
 کو اتفاقاً ہم ہو کہ تخمیری کا وقت گزر جاتا تھا۔ اس سبب سے لوگوں نے شیخ ابو عمرو
 کے سامنے آکر نالہ دزاری کی۔ شیخ نے دریا سے نیل کے کنارہ پر کرا کے پانی سے
 وضو کیا۔ اور اسی وقت دو ہاتھ اسکا پانی ادر گیا۔ اور آخر زمین پر سے اس قدر پانی ہٹا
 گیا کہ زمین گھل گئی اور لوگوں نے دوسرے ہی دن سے کاشت شروع کر دی۔
 اور ایک سال یہ اتفاق ہوا کہ دریا سے نیل کو طینانی ہی منوئی اور جوتے بونے کا بہت سا
 وقت بھل گیا اور نالہ کا نچ گران ہو گیا اور لوگوں کی جان کے لالے پڑ گئے۔ آخر لوگوں
 نے شیخ ابو عمرو کے پاس آکر وادیاں چلائی۔ اور انہوں نے نیل کے کنارہ پر کرا کر آقا سے
 جو انکے خادم کے پاس تھا وضو کیا۔ چنانچہ اسی دن دریا سے نیل کا پانی بڑھ گیا اور برابر بڑھتا
 ہی رہا یہاں تک کہ پوری حد کو پہنچ گیا۔ اور اس نے اس سے لوگوں کو منتفع کیا اور
 اس سال لوگوں نے بہت زیادہ کاشت کی۔ تو ایک مہینہ میں پندرہ ہزار کی غار

پڑ کر اپنے خادم ابو العباس مقری کو ساتھ لئے ہوئے پیادہ پا باہر نکلے اور مکہ پہنچ کر دو ہفتہ دو دنوں نے حجر اسود کے پاس نماز ادا کی۔ اسکے بعد دو دنوں میں مدینہ طیبہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے بیت المقدس پہنچے۔ یہاں بھی دو دنوں نے گنٹے بھر تک نازین پڑھیں۔ اور فجر سے پہلے صلوٰۃ آئے۔ ابو العباس کا بیان ہے کہ اس شب کو مجھے مطلق مکان نہ معلوم ہوا۔ اور اگر کوئی عرب عجمی زبان میں اور کوئی عجم عربی زبان میں گفتگو کرنی چاہتا تو یہ اُسکے مُنہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتا تھا اور وہ اپنی مادری زبان کی طرح اُس سے واقف ہو جاتا تھا۔ شتر سال سے زیادہ کی عمر پا کر ۶۶۴ھ پہنچو چوتھہ سہری میں مصر سے روضۂ رضوان سدا رہے اور وہاں کے قوافل میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے شرقی جانب ستون کے متصل مدفون ہوئے۔ ان کا مزار اس مقام میں ظاہر ہے اور لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں۔

(۲۷۳) شیخ سُوید بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان مشرق کے سردار دن۔ عارفوں کے صد نشینوں اور بڑے محققین میں سے تھے ان میں کرامات اور مقامات بلند اور اشارات ارجمند پائے جاتے تھے۔ اور یہ اُن میں سے ایک تھے جسکو اللہ تعالیٰ عالم میں تعریف کا مالک بنانا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں علم شریعت و حقیقت دونوں جمع کیا تھا۔ بخارا اور اسکے قریب دجوار کے سچے مریدوں کی تربیت کی ریاست انکو ملی تھی۔ اور انکی تعظیم و احترام پر شیخ کا جامع

تھا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آتے تھے۔ آنکا کلام سہیہ کہ عارفوں کے
 مقام ساٹھ اصول پر مبنی :- ستر کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف قصد معاملات
 میں اللہ سے اعتصام ام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا۔ ظاہر و باطن میں
 اللہ کے بندوں کو نصیحت کرنی۔ طبعی و فطری میں اللہ تعالیٰ کے اسرار کو چھپانے سے
 رکھنا۔ باوجود علم کے صبر کے ساتھ حال پر قائم رہنا۔ اھلا اللہ الا اللہ الملک
 الحق الجبین کا ذکر کرنا پس جب عارف نے ان احوال کو طے کیا اور افعال کی
 رویت سے ترقی کی تو اللہ تعالیٰ ستر کے ذریعہ سے اپنی طرف کے قصد میں اس پر نفس کا
 دروازہ کھول دیتا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ قلب بختی کے انوار سے بذریعہ
 نفس سرور کے اور اُنس کے چراغ سے جو کشف شکوہ میں ہوتا ہے آرام پاتا ہے
 اور یہ نفس ابوح کے معراج احوال میں غائب ہونے اور اسرار کے مدراج روح القدس میں متفرق ہونے
 بعد جتنوں کے مادہ کو قطع کر دینے اور علم کے متحد ہونے اور اسم کے چلے جانے کے ذریعہ سے صرف
 حضرت شہود ہی میں رہتا ہے۔ اور یہ عارفوں کا سب سے پہلا لباس اور ارواح غائبین
 کی سب سے پہلی اسرار ہے۔ اور یہی وہ حال ہے جسکے شہود کا نور اُسکے وجود کے
 نور کو نہیں بجھاتا اور جسکے وجود کا نور اُسکے شہود کی حقیقت پر پردہ نہیں ڈالتا۔
 اور ستر کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف قصد کی حقیقت یہ ہے کہ علم کے حجاب
 میں حقیقت کھلم کھلا ظاہر ہو جائے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ اُسکے لئے اعتصام باہم
 میں عنایت کا دروازہ کھول دے۔ اور اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکے لئے
 اسکی بصیرت تین طرح کی انگلیں کھول دے۔ ایک وہ آنکھ جس سے معرفت کا
 ادراک ہو۔ دوسری وہ آنکھ جس سے انوار حقائق کا ادراک ہو۔ اور تیسری وہ آنکھ جس سے

انوار معرفت کا ادراک ہو جیسا کہ آنکھیں تین قسم کی ہوا کرتی ہیں چشم بصر چشم بصیرت اور چشم روح۔ پس چشم بصر محسوسات کا ادراک کرتی۔ چشم بصیرت منویات کا ادراک کرتی اور چشم روح ملکوتیات کا ادراک کرتی ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ جلوس مع السدین اُسکے لئے عین تقریب میں عرف ہو جانے کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور اُسکے باجج ارکان میں (۱) فنا قرب عین مشاہدہ میں۔ (۲) اضمحلال علم بحر جمع میں۔ (۳) استملاک فنا بحر ازل میں۔ (۴) استغراق وجود مطلق عدم میں (۵) اور استعداد بقا برق ابد میں پس فنا قرب عین مشاہدہ میں مُرسلون کے لئے اسرار کادرت اور خالص کرنا ہے۔ اور اضمحلال علم بحر جمع میں صدیقیوں کے لئے رویت اور ابرار کے لئے مشاہدہ ہے۔ کیونکہ رویت ذات کے لئے اور مشاہدہ انوار صفات کے لئے اور استملاک فنا بحر ازل میں مُرسلون کے لئے حقیقت اور مقربوں کے لئے حق و طریقت ہے۔ اور استغراق وجود مطلق عدم میں صدیقیوں کے لئے توحید کی تقریب اور ابرار کے لئے تجرید کی تحقیق ہے۔ اور استعداد بقا برق ابد میں شہیدوں کے لئے مزدیکی کی زندگی اور رزق کی ہمیشگی ہے اور صالحوں کے لئے نسیم روح استراحت بریکان اور معارفِ حُبّتِ نعیم ہے۔ پس عین مشاہدہ میں فنا قرب عقل ہوئی۔ اور بحر جمع میں اضمحلال علم سے روح ہوئی۔ اور بحر ازل میں استملاک فنا سے سر ہوا۔ اور مطلق عدم میں استغراق وجود سے ذرا ہوا۔ اور برق عدم میں استعداد بقا سے ذاتِ کامل لوجود اور تائمتہ المقوم ہوئی۔ اسلئے عقل سے ایمان و روح کے درمیان خطاب قائم ہوتا ہے۔ اور تر سے حکم سمجھا جاتا ہے۔ اور ذر سے حکم ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور ذات سے حرکت واقع

ہوتی ہے۔ اس سبب سے حرکت حکم کا ظاہر ہے۔ اور حکم امر کا ظاہر ہے۔ اور امر خطاب
 کا ظاہر ہے۔ اور خطاب بیان کا ظاہر ہے اور ایمان صفات کا ظاہر ہے۔ اور صفات کا ظاہر ہے پس بیان
 عقل کی بصیرت استرودج کی بصیرت امر حکم کی بصیرت اور حکم حرکت کی بصیرت ہے۔ اور یہی اسکی حقیقت ہے جسکا
 عارف منتہی پر معرفت کے درجہ میں کشف ہوتا ہے اور انکا قول ہے کہ علوم تین ہیں
 ایک علم اللہ تعالیٰ سے ہے اور یہ امر نہی احکام اور حدود کا علم ہے دوسرا علم اللہ تعالیٰ
 کے متعلق ہے اور یہ امید و بیم اور محبت و شوق کا علم ہے اور تیسرا علم اللہ تعالیٰ کا بحر
 اور یہ اُسکے فنوت و صفات کا علم ہے۔ اور علم ظاہر طریقت کا علم ہے۔ علم باطن
 منزل کا علم۔ اور علم حکم شیع کا علم ہے۔ اور جس باطن کو ظاہر پر پانکرے وہ باطل
 ہے۔ اور انکا قول ہے کہ عقل کی چڑھنوشی ہے اور اسکا باطن اسرار کا چھپانا اور
 اسکا ظاہر سنت کا اقتدار۔ اور یہ کہتے تھے کہ جو شخص اولیا اللہ کے پیچھے پڑیگا
 اسکو اللہ تعالیٰ اس بلایں مبتلا کرے گا کہ ہر سترے وقت اسکی زبان سے کلمہ شہادت
 نہ نکلے گا۔ اور ہمارے شہر کے بڑے لوگوں میں ایک شخص تھا جو فقیر وں کو بُرا
 کہا کرتا تھا۔ وہ جب مرنے لگا تو لوگوں نے اُس سے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہ
 اسنے کہا کہ مجھے یہ نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھ گیا کہ کہانسنے یہ وبال آیا۔ اسلئے میں فقرا
 کے حضور میں حاضر ہوا اور انکو راضی و خوشنود کرتا رہا تا تک کہ وہ اُس سے راضی
 ہو گئے۔ اور اُسکی زبان کُل گئی۔ اور میں خدا سے چاہتا ہوں کہ اسکی توبہ قبول ہو جا
 اور انون نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک عورت کو نظر زد کر دیکھ رہا ہے تو اسکو منع
 کیا گروہ باز نہ آیا تو کہا کہ خدا و ملا اسکی مبنائی جاتی رہے۔ چنانچہ وہ اُسی وقت اندھا ہو گیا
 مگر اسٹون کے بعد اگر اسنے توبہ کی اور معافی چاہی۔ تو شیخ نے کہا کہ خدا و ملا اسکی

بنیائی اسکو واپس دے مگر اپنے گناہوں کے لئے واپس نہ فرما۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسکی بنیائی فوراً لوٹ آئی۔ اور اسکے بعد اس شخص کا یہ حال تھا کہ جب منوع چیز کو دیکھتا چاہتا تو اندھا ہو جاتا اور بعد میں پھر اسکو دکھائی دینے لگتا تھا۔ اور انکے پاس ایک اندھے نے اگر عرض کیا کہ میں بال بچہ والا ہوں مگر کب کے نے سے معذور ہوں۔ انوکھے کہا کہ باغیلا اسکی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اور وہ بیس برس کے بعد مسجد سے سو نکلا ہوا کر باہر نکلا۔ اور وہ کبھی مرے یہ سب سنا میں سکونت رکھتے اور مرتے دم تک اُسی کو وطن بنا کر ہوئے تھے وہیں بہت عمر با کفوت ہوئے اور انکی قبر دہان ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۷۴) شیخ حیات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر مشائخون عظیم الشان عارفون اور سربزاورہ محققون میں سے اور حجاب کرامات و مقامات تھے۔ بڑی بہت اعلیٰ ہدایت روشن کائنات اور ظاہر و عیان کشف سے ممتاز تھے حتیٰ کہ ان سے احوال قوم کی مشکلات حل ہوئیں۔ اور یہ اُن چاروں میں سے ایک ہیں جو ملک عراق میں اپنی قبروں میں سے تصرف کیا کرتے ہیں۔ اور

عہ مزحم کہنا ہے کہ صاحب جامع اصول الادبیہ لکھتے ہیں کہ علی القرظی نے کہا ہے کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ لوگوں کی طرح تصرف کرتے ہیں۔ (۱) شیخ عبداللہ

(۲) شیخ معروف کرخی (۳) شیخ عقیل بن جعی (۴) اور شیخ حیات بن قیس حرانی۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی مشکوٰۃ کی فارسی شرح کی کتاب الموائی والقصیر میں لکھا کہ اگر کیا ہے مگر چاروں

کے نام نہیں دئے ہیں۔ ۱۲

اہل حراں انکو واسطہ ظہیر اگر نزول باران کی دعا کرتے تھے اور وہ قبول ہوتی تھی۔ آنکے
اقوال میں سے یہ ہیں :- جب تک کہ آدمی کی معرفت کا نور اُسکی پہنیز گاری کے نور کو
بجھانے دے وہ تمکون میں شمار نہیں ہوتا۔ وفار کی حقیقت اندرون کو غفلتون کی نیند
سے بیدار اور ہمتوں کا ساری کائنات سے خالی کرنا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف
اپنے دل میں دیکھنا اور صدیقین کے احوال کا منکشف ہونا چاہے اسکو چاہئے کہ
حلال کے سوا کچھ نہ کھاتے اور سنت و فریضہ ہی پر عمل کرے اور جو لوگ وصول و
مشاہدہ ملکوت سے محروم ہوئے وہ صرف دو ہی چیزوں سے ہوئے ایک کھانے کی
بُرائی اور دوسری خلق اللہ کی دل آزاری۔ رقت قلب کے لئے ذکر کرنے والوں
کی ہنشنی اختیار کرو اور دائمی کوشش سے لڑ قلب حاصل کرو۔ خلوص والے مرید کی
نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُسکے ذکر سے نہ تنکے۔ اور اُسکے حق سے نہ گہلے
اور سنت و فریضہ کو لازم کر لے۔ اور سنت دینا کا ترک ہے اور فریضہ حق جل و علا کی صحبت
زہد کو اپنی عبادت بناؤ اور اُسکو اپنا پیشہ بنانے سے حذر کرو۔ اور محبت معرفت کی شمع
اور طریقت کا سرنامہ ہے جسکے ذریعہ سے لوگ لغتاً محبوب تک پہنچتے ہیں۔
حراں کو اُنہوں نے اپنا مسکن اور مرتے دم تک وطن بنایا تھا۔ یہیں اُسے پانچواں کاسی
ہجری میں حیات ابدی حاصل کی۔ اور شہر کے باہر دفن ہوئے جہاں انکی قبر ظاہر اور
لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔

(۲۷۵) شیخ زسلان دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بہت بڑے بزرگان شام۔ سردارانِ عارفین۔ اور صدق نشینانِ باعین ہیں۔

تھے انکے اشارات بلند ہمت عالی۔ انفاس صاف۔ کرامات خارقہ اور تصرفات نافذ تھے۔ ملک شام میں مریدوں کی تربیت انکے پروردہی۔ ملار و شایخ ان کا احترام کرتے اور انکو بزرگ مانتے اور نام سے زیارت کرنیوالے انکے پاس آتے تھے انکے بعض کلام معرفت الیتم یہ ہیں :- عارف کا مشاہدہ اسکو ”جمع“ میں ہو سکتا ہے ”تکلیف“ کا اور اطلاع میں ”تفرقہ“ کے ظاہر ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ کیونکہ عارف داصل ہوتا ہے صفت اتنی بات ہے کہ اُس پر اللہ تعالیٰ کے اسرار بیکارگی آجاتے ہیں اس سبب وہ اُنکے انوار میں سگرفتہ اُسکے دریاؤں میں مستغرق اُسکی تجزیل میں مشغول رہتا ہے۔ اور عارف وہ ہے جسکے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوح ویدی ہے جس میں موجودات کے اسرار منقوش ہیں اور وہ اسکی مدد سے حق الیقین کے انوار میں اُن سطروں کے حقائق کو اُنکے اطوار کے اختلافات کے ساتھ سمجھتا ہے اور انفعال کے اسرار کو جو جتنا ہے اسلئے ملک و ملکوت میں کوئی حرکت ظاہری یا باطنی ایسی نہیں ہوتی جسکو اللہ تعالیٰ اسکے ایمان کی بصیرت اور ظاہر میں آنکھ

عہ جمع و تفرقہ۔ جو چیز تمہاری طرف نسبت کی جاوے وہ تفرقہ ہے۔ اور جسکی تم سے نفی کی جاوے وہ جمع ہے۔ اور اسکے معنی یہ ہیں کہ جو چیز بندہ کے کسب میں سے ہو یعنی لازم عبودیت کی جو آوری اور اعمال بشریت کے لازم وہ تفرقہ ہیں۔ اور جو جن کی جانچ ہو یعنی معانی کا ایسا کار و بے لغت و احسان کا آغاز وہ جمع ہے۔ اے میرا شیخ بولے اور استقامت پر جم جائیگا مقام ہزار جبکہ بندہ بہتہ میں ہوتا ہو سو تک وہ صاحب تہمیں ہے کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے کی طرف زنی کرتا اور ایک جمع سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے مگر جب دھل و قفل ہوا تو اسکو تکلیف حاصل ہو گئی ۱۲ کتاب التعریفات۔ مترجم

کے سامنے کھول نہ دیتا ہو اسلئے وہ اُسکو علم اور کشف کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور ایسا ہی شخص اپنے اندرون سے آفتاب کی طرح اکیوانِ ملکوت پر چڑھ جاتا ہے اسبوج سے نظر اسکی تاب نہیں لاسکتی اور ایسے شخص کی صفت یہ ہے کہ اعمال کو علم سے اور احوال کو خبر سے مکمل کئے ہوئے ہو۔ اور ایسے لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں حاضر غائب اور غریب پس وہ لطائفِ علم کے ذریعہ سے حاضر ہے اور شواہدِ حقیقت کے اعتبار سے غائب ہے۔ اور غریب وہ ہے کہ اسکے اور اسمٰوی اللہ کے درمیان سبب منقطع ہو۔ اسلئے جو شخص اسکے نفس کے بغیر اُسکے مقابل آئے گا وہ جل جائے گا اور غربت کی حقیقت در آئے گی اسکا ساتھ ہو جانا اور رسم کا مٹ جانا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اُسکو آئے موت۔ تو اللہ کے ذمہ اسکا اجر ثابت ہو چکا“ اور اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اسباب کو ظاہر کر دے اور اُسے حجاب دور کر دے اور اللہ تعالیٰ اُسکو امور کے باطن پر بذریعہ کشف و فراست کے مطلع کر دے۔ پس وہ اُنکو کشف کے ذریعہ سے اجماعاً اور راستہ کے ذریعہ سے تفصیل کے ساتھ اصل وضع اور حقیقت رسم کے مطابق جانے اسلئے وہ ارواح سے اُنکی وضع کی حیثیت سے

عہ مشر اہلِ مصلح بن اُس بغیر کو کہتے ہیں جو طب میں اُسی طرح درایت رکھا گیا ہے جس طرح روح بن جن۔ اور یہی شاہدہ کامل ہے۔ جس طرح روح محبت کا محل۔ اور قلب معرفت کا محل ہے۔ ۱۲۰ مترجم

عہ جو حالت کہ مکان میں آنے سے کسی چیز پر ماضی ہوتی ہے کہو ”این“ کہتے ہیں۔ ۱۲۰ مترجم

سہ (پارہ ۵۔ رکوع ۱۱) سورہ نازک کی نوین آیت ۱۲۰

اور اجسام سے انکی ترکیب کی حیثیت سے خطاب کرے اور علوم کی طرف اشارہ کے
 رموز سے اشارہ کرے اور کثرت عبارت کو سمجھے۔ آرتیزی و تندہی ہر باری کی کنجی ہے
 اور غصہ کو غصہ خا ہی کی رسوائی کے مقام میں بکرا کرتا ہے۔ اور عمدہ اخلاق قدرت کے
 وقت معاف کر دینا ذلت میں انکساری کرنی اور بغیر منت کے عطا کرنا ہے۔ اور جب
 تم اپنے دشمن پر قابو پاؤ تو اس پر قابو پانے کے شکریہ میں اُسکو معاف کر دو۔ اور کریم
 وہ ہے جو مصیبت کو برداشت کرے اور ابتلا کے وقت شکوہ نہ کرے۔ اور
 عمد ترین اخلاق قدرت والے کا درگزر اور احتیاج والے کی بخشش ہے۔ اور
 غصہ کا سبب نفس پر اُس شخص کی طرف سے جو اُس سے بالاتر ہے ایسی باتوں
 کا هجوم ہے جنکو وہ ناپسند کرتا ہے۔ اور غصہ انسان کے باطن سے ظاہر کی طرف
 آتا ہے اور غم انسان کے ظاہر سے باطن کی طرف جاتا ہے۔ اسلئے غم سے
 گو کہ درد پیدا ہوتے ہیں اور غصہ سے سطوت و انتقام ظہور میں آتے ہیں۔ شیخ
 تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں سماع کی ایک مجلس میں گیا جہاں
 شیخ سلطان بھی موجود تھے۔ تو اس نے کوئی شعر گایا تو شیخ سلطان رضی اللہ عنہ
 جہت کر کے ہوا میں چلے گئے اور وہیں انہوں نے کئی جگہ کے پہرہ آہستہ آہستہ
 زمین کی طرف آئے۔ اور وہ سیدھ کئی مرتبہ کرتے رہے اور حاضرین دیکھتے رہے اور
 جب وہ زمین پر آ کے ٹھہر گئے تو انہیں کے ایک درخت سے (جو اس مکان میں
 تھا اور خشک ہو گیا تھا اور کئی سال ہو اہیں پہل نہیں لگتے تھے) ٹیک لگا کر بیٹھے وہ
 درخت سے بڑبڑاتا داب ہو گیا اُمین پتے بھی نکلے اور اُس سال اُس میں پہل بھی
 لگے۔ درخت میں رہتے تھے اور سن رسیدہ ہو کر وہیں فوت اور شہر کے باہر مدفون ہو

لوگ وہاں انکی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔ اور جب لوگوں نے کندھوں پر ان کی
نقش اٹھائی تو بہت سی سبز چڑیاں آکر اُسے پر مند لاتی رہیں۔

(۲۷۶) شیخ ابو مدین مغربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ



یہ سب برآوردہ بزرگان مغرب اور مدین صدر نشین ہیں سے تھے۔ غایت شہر سے
تقریب کے ممان جنین ہیں۔ ان کا نام شعیب تھا اور انکے بیٹے مدین وہ تھے جو شیخ
عبدلہ قادو شطوطی کی جامع مسجد واقع مصر میں اس حصار کے باہر جو مصر کے شرقی جانب سے
متصل ہے برکہ فرعون میں مدفون ہیں اور انکی قبر پر پڑا سنگ بند ہے اور لوگ انکی قبر کی زیارت
کیا کرتے ہیں۔ اور انکے والد تو شہر تلمسان واقع ملک مغرب کے جہانہ عبادہ میں
مدفون ہیں۔ انکی عراستی کے قریب پہونچی تھی اور انکی قبر وہاں ظاہر اور لوگوں کی زیارت گاہ
ہے۔ انکے تلمسان آنے کا سبب یہ ہوا کہ امیر المومنین کو جب انکی خبر پہونچی تو
اُس نے حکم دیا کہ شہر بجایہ سے لا کر انکو حاضر کیا جائے تاکہ اُن سے برکت حاصل
کجائے۔ چنانچہ جب وہ تلمسان پہونچے تو کہنے لگے کہ مجھے سلطان سے کیا واسطہ
آج شب کو ہم بہائیوں سے ملینگے۔ بعدہ وہ اُترے اور قبلہ رخ ہوئے اور کہنوں
نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ ”دیکھو میں آگیا دیکھو میں آگیا اور اے میرے رب میں نے
تیری طرف آنے میں جلدی کی تاکہ تو راضی ہو، بعدہ اُنہوں نے کہا ”اللہ ہی دندہ
جاوید ہے“ اور انکی روح نفس غصہ سے پرواز کر گئی۔ شیخ ابو الحجاج انصاری کہتے
ہیں کہ اپنے پیر شیخ عبد الرزاق رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ

۸۔ پانچ سو اسی ہجری میں غفر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے اپنے شیخ ابو مدین کے بارہ میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ”وہ اس وقت میں صدیقوں کے امام ہیں۔ اور انکی اس ارادت کا بید یہ ہے کہ جو بید کہ حجاب قدس میں محفوظ ہے اُسکی کنجی اللہ تعالیٰ نے انکو عطا فرمائی ہے۔ اس وقت ان سے بڑا ہزار مرسلین کا جامع کوئی نہیں ہے۔“ بعدہ شیخ عبدالرزاق نے کہا کہ اور ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے توڑے ہی دن بعد فوت ہوئے۔ اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوحات میں ذکر کیا ہے کہ میں اور بعض ابدال کوہ قاف پر پونچے تو ہمارا گزر ایک سانپ کے پاس سے ہوا جو اُس پہاڑ کو حلقہ کئے ہوئے تھا۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ اُسکو سلام کر دے یہ تمہارے سلام کا جواب دے گا۔ چنانچہ میں نے سلام کیا اور اُس نے جواب دیا۔ پھر اُس نے پوچھا کہ کس ملک سے آتے ہو ہم نے کہا کہ بجاہ سے۔ اُس نے پوچھا کہ ابو مدین کا حال وہاں کے باشندوں کے ساتھ کیسا ہے۔ ہم نے کہا کہ اپنا زندگی ہونے کا اتمام لگاتے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ بنی آدم کی آنکھوں پر پردے ہیں واللہ میرا یہ گمان ہے کہ اللہ جل اپنے جس بندہ کو دوست رکھے گا اُسکو کوئی بھی بُرا سمجھے گا۔ پھر ہم نے اُس سے پوچھا کہ تجھے اکتا علم کیونکر ہوا اس نے کہا کہ سچان اللہ نے زمین پر کوئی جانور ایسا بھی پر جو ان سے نادان نہ ہو۔ وہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے دلی بنایا اور انکی محبت بندوں کے دلوں میں اتاری ہے اُنکو تو کافریا منافق ہی بُرا سمجھے گا انہی میں کہتا ہوں کہ بزرگوں نے انکی تعظیم و اجلال پر اجماع اور انکا ادب کیا ہے۔ یہ خوش منظر خوبصورت منکسر مزاج زاہد پرہیزگار محقق اور کریم الاخلاق تھے۔ انکے کچھ اقوال فیض اشمال

یہ ہیں :- قلب کا تو صرف ایک ہی رنج ہے جب اور ہر متوجہ ہو تو دوسری طرف سے
محبوب ہو گیا۔ جمع وہ ہے جو تمہارے تفرقہ کو دور کر دے اور تمہارے اشارہ کو سنا دے
اور وصول تمہارے اوصاف کا ڈوب جانا اور تمہاری لغوت کا منتشر ہو جانا ہے۔
غیرت یہ ہے کہ نہ تم پہچانو اور نہ پہچانے جاؤ۔ سب سے بڑا مالدار وہ ہے جس کے حق کی حقیقت
حق تعالیٰ اُس پر ظاہر کر دے۔ اور سب سے بڑا محتاج وہ ہے جس کے حق کو حق تعالیٰ اُس
سے پوشیدہ رکھے۔ جو اُنس شوق سے خالی ہے اُسین محبت نہیں ہے۔ جو شخص
ایسی حقیقت کے پائے جانے سے پہلے خلق کی طرف نکل کر آئے جو اس کو
بلائے وہ دہو کے مین ہے اور جس شخص کو دیکھو کہ اللہ کے ساتھ ایسے حال کا مدعی
ہے جس کا کوئی ثبوت اُس کے ظاہر میں نہ ہو اس سے حذر کرو۔ جب حق ظاہر ہوا تو اس کے
ساتھ اس کا غیر باقی نہ رہا۔ جس نے عبودیت کی آنکھ سے تحقیق کی وہ اپنے افعال
کو ریا کی آنکھ سے اپنے احوال کو دعویٰ کی آنکھ سے اور اپنے اقوال کو افتراء
کی آنکھ سے دیکھے گا۔ حسین ذرا سا بھی نفس باقی رہا وہ میرے آزادی تک دہرے پونجا۔
وہ جو تجھے شاہد کرتا ہے اُس کو دیکھ اور توجہ اُس کا مشاہدہ کرتا ہے اُس کو نہ دیکھ۔ قریب
اُس کے قرب سے خوش ہے اور عاشق اُس کے عشق سے عذاب میں ہے۔ فقر تو جید
کی نشانی اور تفریق کی دلیل ہے اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اُس کے سوا کو تو نہ دیکھے
فقر کو جب تک تم چپچپے ہو اُسین ایک نور ہے اور جب تم نے اُس کو ظاہر کر دیا تو
وہ نور چلا گیا۔ جس کو دینے سے لینا زیادہ پیارا ہو وہ فقر کی خوشبو نہ سونگھے گا۔
اخلاص یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ میں خلق تم سے غائب ہو جائے۔ جس شخص نے
موجودات کی طرف ارادہ و شہوت کی نگاہ سے دیکھا وہ ان سے عبرت حاصل کرنے

اور نفع اُٹھانے سے روک دیا گیا۔ جس نے کسی کو پہچانا اس نے خدا کو نہیں پہچانا اور باعتبار علم و قدرت کے کوئی چیز حق سے جدا نہیں ہے اور نہ باعتبار ذات و صفات کے کوئی چیز اس سے علی ہوئی ہے۔ جو شخص اس کی معرفت کی صلاحیت نہیں رکھتا اس کو وہ اُسی کے اعمال کی رویت میں مشغول کرنا ہے اور جس نے اس کی تسبیح وہ اُسی کے ذریعہ سے پہنچا جس نے شرم کا پردہ نہ اُٹھا دیا اُس کے لئے پردے نہ اُٹھے۔ حق کو جو کوئی دیکھتا ہے وہ مہربی جاتا ہے اور جو نہ مرا اُس نے حق کو نہ دیکھا۔ اور بزرگان طریقت جو ناقصوں کی صحبت سے منع کرتے ہیں اُس کے متعلق انکا قول ہے کہ ناقص و شخص ہے جس نے اس کام کی طرف رخ کیا ہو اور طریقت کا مبتدی وہ ہے جس کو معاملات کا تجربہ نہ ہو اور جس کے قدم اس راہ میں جیسے نہیں گواہی عرس ستر برس کی کیوں نہ ہو۔ اور لگایا ہے کہ ناقصوں سے مراد مخلوقات ہیں جو ماسوی الدین میں کہتا ہوں کہ انکی صحبت جو ممنوع ہے اُس سے ایسی صحبت مراد ہے جو بغیر ارشاد و تعلیم کے ہو ورنہ ہر فقیر سے ایسے ہی لوگوں کی رہنمائی تو معلوب ہی ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اخلاص وہ ہے جس کا نفس پر بھناؤ شہ پر لکھا جانا شیطان پر براہ کرنا اور ہوا ہو اس پر دوسری طرف پیر دینا مخفی ہو۔ اور یہ کہا کرتے ہیں کہ دیکھو طریق کو محکم کر لینے اور احوال میں تکلیف حاصل ہونے کے قبل محکم کے میں ہرگز نہ پڑنا ورنہ یہ نکلو کمال کے درجوں سے محروم کر دینگے۔ اور جو فقیر کہ ہر سانس میں اپنی زیادتی و کمی کو نہ پہچانے وہ فقیر نہیں ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ فقر فقرِ حق ہے علم غنیمت ہے خوشی نجات ہے تائیدی راحت ہے۔ تہذیب عافیت ہے۔ اور پاک جینے بہر ہی حق کی فراوانی و خیانت ہے۔ اور حق کے ساتھ حاضر رہنا جنت ہے۔ اس سے غائب ہونا جہنم ہے۔ اُس سے نزدیک رہنا لذت ہے۔

اس سے دور رہنا حیرت ہے۔ اُس سے مانوس ہونا حیا ہے، اور اُس سے وحشت کرنا مومن ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توبہ صحیح کر لینے سے پہلے ارادت کی طلب غلط ہے اور یہ بھی انہیں کا قول ہے کہ جو شخص اپنے رب تک پہنچنے ہوئے سے الگ ہوا وہ الگ کر دیا جائیگا اور جس نے اپنے رب میں مشغول کو مشغول کیا اُس پر فوراً وبال آئیگا یہ ایک سال تک گھر کے اندر رہے تھے صرف جمعہ کو باہر آتے تھے کہ لوگوں نے انکے دروازہ پر جمع ہو کر ان سے درخواست کی کہ ہمارے سامنے تقریر کیجئے اور جب لوگوں نے ان کا بیچنا نہ چھوڑا تو یہ باہر نکل آئے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ ان کے گھر کے پیر کے درخت پر جو چڑے بیٹھے ہوئے تھے وہ ان کو دیکھ کر ہماگ گئے۔ توبہ کہنے لگے کہ اگر مجھ میں تمہارے سامنے تقریر کرنے کی صلاحیت ہوتی تو پرندے مجھے نہ ہماگتے اور پھر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور ایک سال اور بھی گھر کے اندر رہے۔ اسکے بعد پھر لوگ آئے اور یہ باہر نکلے تو پرندے انکو دیکھ کر نہ ہماگے۔ تب انہوں نے لوگوں کے سامنے تقریر شروع کی اور پرندے درخت سے اتر کر انکے پاس آئے اور پُرجھٹھٹانے لگے حتیٰ کہ بہت سے پرندے مر گئے اور حاضرین میں سے ایک آدمی کی بھی روح پرواز کر گئی۔ اور انکا قول ہے کہ ”ہر بدل“ عارت کے قصہ میں ہوتا ہے کیونکہ ”بدل“ کا ملک آسمان سے زمین تک ہے اور عارت کا عرش سے فرش تک اور اللہ تعالیٰ نے جو شمس کو انکا فراز دار بنا دیا ہے۔ ایک دن لڑکا گزرا ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں شیر ایک گدھے کو کھا رہا تھا۔ نصف کھا چکا تھا اور گدھے کا مالک دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا مگر قریب نہیں جاسکتا تھا۔ انہوں نے گدھے کے مالک سے کہا کہ چلے آؤ۔ چنانچہ یہ اُسے لئے ہوئے شیر کے پاس آئے۔

اور نفع اُٹانے سے روک دیا گیا۔ جس نے کسی کو پہچانا اس نے خدا کو نہیں پہچانا اور باعتبار علم و قدرت کے کوئی چیز حق سے جدا نہیں ہے اور نہ باعتبار ذات و صفات کے کوئی چیز اس سے علی ہوئی ہے۔ جو شخص اس کی معرفت کی صلاحیت نہیں رکھتا اس کو وہ اُسی کے اعمال کی رویت میں مشغول کرتا ہے اور جس نے اس کی تسبیح و تہلیل سے پہنچا جس نے شرم کا پردہ نہ اُٹھا دیا اس کے لئے پردے نہ اُٹھے۔ حق کو جو کوئی دیکھتا ہے وہ مرہی جاتا ہے اور جو نہ مرا اُس نے حق کو نہ دیکھا۔ اور بزرگان طریقت جو ناقصوں کی صحبت سے منع کرتے ہیں اُس کے متعلق ان کا قول ہے کہ ناقص و شخص ہے جس نے اس کام کی طرف رخ کیا ہو اور طریقت کا مبتدی وہ ہے جس کو معاملات کا تجربہ نہ ہو اور جس کے قدم اس راہ میں جتنے نہیں گواہ اس کی عمر ستر برس کی کیوں نہ ہو۔ اور کہا گیا ہے کہ ناقصوں سے مراد مخلوقات ہیں جو ماسویٰ الدین میں کہتا ہوں کہ ان کی صحبت جو ممنوع ہے اُس سے ایسی صحبت مراد ہے جو بغیر ارشاد و تعلیم کے ہو ورنہ ہر فقیر سے ایسے ہی لوگوں کی رہنمائی تو مطلوب ہی ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ اخلاص وہ ہے جس کا نفس پر سمجھنا فرشتہ پر لکھا جانا شیطان پر براہ کرنا اور ہوا ہو اس پر دوسری طرف پیر دینا مخفی ہو۔ اور یہ کہا کرتے ہیں کہ دیکھو طریق کو محکم کر لینے اور احوال میں تکلیف حاصل ہونے کے قبل محاکمے میں ہرگز نہ چڑنا ورنہ یہ ملک کمال کے درجن سے محروم کر دیں گے۔ اور جو فقیر کہ ہر سانس میں اپنی زیادتی و کمی کو نہ پہچانے وہ فقیر نہیں ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ فقر فقر ہے علم غنیمت ہے۔ خوشی نجات ہے نا امیدی راحت ہے۔ تہذیب عافیت ہے۔ اور پاک جہنم بہر ہی حق کی فراموشی خیانت ہے۔ اور حق کے ساتھ حاضر رہنا جنت ہے۔ اس سے غائب ہونا جہنم ہے۔ اُس سے نزدیک رہنا لذت ہے۔

اس سے دور رہنا حریص ہے۔ اُس سے مانوس ہونا حیا ہے، اور اُس سے وحشت کرنا مروت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توبہ صحیح کر لینے سے پہلے ارادت کی طلب غلط ہے اور یہ بھی انہیں کا قول ہے کہ جو شخص اپنے رب تک پہنچنے ہوئے سے الگ ہوا وہ الگ کر دیا جائیگا اور جیسے اپنے رب میں مشغول کو مشغول کیا اُس پر فوراً وبال آجیگا یہ ایک سال تک گھر کے اندر رہے تھے صرف جمعہ کو باہر آتے تھے کہ لوگوں نے انکے دروازہ پر جمع ہو کر ان سے درخواست کی کہ ہمارے سامنے تقریر کیجئے اور جب لوگوں نے ان کا بیچنا نہ چھوڑا تو یہ باہر نکل آئے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ ان کے گھر کے پیر کے درخت پر جو چڑے بیٹھے ہوئے تھے وہ ان کو دیکھ کر ہاگ گئے۔ توبہ کہنے لگے کہ اگر مجھ میں تمہارے سامنے تقریر کرنے کی صلاحیت ہوتی تو پرندے مجھے نہ ہاگتے اور پھر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور ایک سال اور بھی گھر کے اندر رہے۔ اسکے بعد ہر لوگ آئے اور یہ باہر نکلے تو پرندے انکو دیکھ کر نہ ہاگے۔ تب انہوں نے لوگوں کے سامنے تقریر شروع کی اور پرندے درخت سے اتر کر انکے پاس آکر اور پُرمپٹھانے لگے حتیٰ کہ بہت سے پرندے مر گئے اور حاضرین میں سے ایک آدمی کی بھی روح پرواز کر گئی۔ اور انکا قول ہے کہ ”ہر بدل“ عارف کے قبضہ میں ہوتا ہے کیونکہ ”بدل“ کا ملک آسمان سے زمین تک ہے اور عارف کا عرش سے فرش تک اور اللہ تعالیٰ نے جو شس کو انکا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ ایک دن انکا گزرا ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں شیر ایک گدھے کو کھار رہا تھا۔ نصف کہا چکا تھا اور گدھے کا مالک دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا مگر قریب نہیں جاسکتا تھا۔ انہوں نے گدھے کے مالک سے کہا کہ چلے آؤ۔ چنانچہ یہ اُسے لئے ہوئے شیر کے پاس آئے۔

سے آنکھ مینچ لیتا ہے یہاں تک کہ موجودات منقلب ہو کر ظاہر کے لئے باطن اور ساکن کے لئے متحرک ہو جائیں پس قدر کی تمکین سے حکم کے قطع پر قلب کو سکون حاصل ہوتا ہے اور شگفتہ واردات سے خوشی کا حاصل ہونا ہی ان کی صورتوں سے صدر کا انشراح ہے گراں صورت میں کہ بلوین کے بعد مقام کا ثبوت اور تمکین کا رسوخ یا اجااسے اور جب ایسی حالت ہوگی تو آسمان اُسکی چادر اور زمین اسکا عجبونا ہو جائیگی۔ اسد قالی کی غفلت کی ہیبت قلب میں یہ ہے کہ اس کے مشاہدہ کے سبب سے چشم بصیرت جس میں اُس کے ماسوا سے اندہی ہو جائے اسلئے نزدیکے مگر انوارِ جلال سے اور نہ سننے مگر سواطعِ جمال سے۔ رضا باعتبار حال کے تفرقہ کی نفی کر کے مجاری اقدار کے نیچے قلب کا سکون ہے اور باعتبار جمیع کے توحید کا جانا ہے پس قدرت کو قادرِ مبین اور امر کو آمرِ مبین دیکھ لے گا اور احوالِ مبین سے کسی حالِ مبین اس سے الگ نہوگا ممکن علم کا شہود بطور کشف کے اسکی طرف احوال کا لوٹنا بطور فقر کے تصرف بذریعہ قیادوح کے بطور حکم کے اور امر کا کمال از دے شرع کے ہے۔ بہو کہ مین یہ فائدہ ہے کہ ذکر مین استغراق کے وقت اسرار مین صفائی رہتی ہے۔ شوقِ بہادی ذکر مین خوشی سے مستغرق ہو جانا بعدہ توسط ذکر مین شکر سے غائب ہو جانا۔ بعد کو اواخر ذکر مین صحو سے حاضر ہونا ہے اسلئے شوقِ انہین تین حالتوں مین دائر ہے ہمت کے ساتھ استغراق۔ ببقاری کے ساتھ غیبت اور نوحش کے ساتھ حضور۔ پس مشتاق کا ایک تہائی وقت استغراق ہے ایک تہائی غیبت اور ایک تہائی حضور۔ اور حیات یہ ہے کہ قلب کشف کے نور سے زندہ ہے اور حق کے اُس راز کو باجائے جس سے موجودات اپنے اطوار کے اختلاف کے ساتھ ظہور مین آئے مین نقل ہے کہ ایک دن انکے حلق مین آسمان

کی طرف سے ایک صورت گری جسکو حاضرین نے پہچانا کہ کیا ہے۔ اور یہ ایک ساعت تک سُر جھکا رہے۔ بعد وہ صورت آسمان کی طرف چلی گئی۔ لوگوں نے اس کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک فرشتہ ہے اس سے ایک بہودہ بات سُن کر ہوا کی تھی اس لئے ہم سے سفارش کرنے کو آیا تھا۔ بارے اللہ تعالیٰ نے اسکے حق میں ہماری شفاعت قبول فرمائی اور وہ ارجلہا گیا آں سے جب کوئی آدمی کسی کام میں مشغول دیتا تو یہ کہتے کہ مجھے ملت دو کہ میں تمہاری نسبت جبریل علیہ السلام سے اجازت لے لوں چنانچہ وہ ایک گھنٹے کی ملت دیتا۔ اور اسکے بعد وہ جبریل کے کہنے کے مطابق اُس شخص سے کہتے کہ اس کام کو کر یا نہ کر میں کہتا ہوں کہ جبریل سے انکی مراد وہ فرشتہ ہے جو انکے فعل پر تعینات تھا نہ کہ انبیاء علیہم السلام کے جبریل واسعد اعلم اور یہ جب کسی حامی سے کہتے کہ علما کے سامنے تقریر کرو تو وہ آیات و احادیث کے معانی میں اس تیزی سے تقریر کرتا کہ اگر دس ہزار کہنے والے بھی موجود ہوں تو کہنے سے عاجز رہتے تھے اور اسکے بعد جب وہ کہتے کہ خاموش ہو جاؤ اُن علوم کا ایک کلمہ بھی اُسے نہ آتا تھا۔ بعض عارفین کا کہنا کہ تھے کہ اگر میں شیخ عبدالرحیم کی وفات کے وقت موجود نہ ہوتا تو میں اُنکو دفن کرنے نہ دیتا بلکہ میں اُنکو روئے زمین پر رہنے دیتا تاکہ جو کوئی انکی طرف دیکھتا وہ حکمت کی باتیں بولنے لگتا۔ انہوں نے مقام قنات واقع صید مصر میں وفات پائی اور انکی قبر وہاں مشہور ہے لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ انکے پاس سے ایک گنا گزرا تو یہ اُسکی تعظیم کو کترے ہو گئے اور لوگوں نے اسکا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسکی گردن میں نیلا ڈورا دیکھا جو فقر کی پوشش میں سے ہے۔ اور ایک بار ایک آدمی نے ان سے درخواست

کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ تو کہا کہ فقیروں میں اس طرح رہو جو طرح بکریوں کے ساتھ بکرا رہتا ہے یعنی باوجود اس کے کہ اُنکے مصالح سے غافل نہ رہو زبان سے کچھ نہ بولو۔

(۲۷۸) شیخ ابو العباس احمد مکشمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر و محققین بزرگان مصر میں سے تھے۔ تمام ملکوں سے لوگ انکی زیارت کو آتے اور علماء مصر انکے سامنے مودب بیٹھتے تھے۔ اور انکے والد مشرق میں حاکم تھے۔ زمانہ آئندہ کے متعلق انکے مکاشفات تعب انگیز تھے۔ جس چیز کی یہ خبر دیتے تھے وہ اسی طرح واقع ہوتی تھی جس طرح یہ کہتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں اپنے اختیار سے بایتن نہیں کرتا۔ یہ کچھ بجانے کی آرزو میں کھڑے رہا کرتے تھے اور اگر لوگ ران کو کچھ دیتے تھے تو یہ فقیروں کو خیرات کر دیتے تھے۔ انکی عمر کی نسبت لوگوں میں اختلاف تھا کچھ لوگ کہتے تھے کہ یہ یونس علیہ السلام کی قوم میں سے ہیں بعض کہتے تھے کہ انہوں نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مصر میں انکے پیچھے نماز پڑھی ہے اور بعض کہتے تھے کہ انہوں نے شہر قاهرہ کو اس وقت دیکھا تھا جب اسکی آبادی چوبیس ہزار کی تھی۔ شیخ عبدالغفار قوسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس اختلاف کے باعث میں نے خود ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس وقت میری عمر چالیس برس کی ہے۔ مصر والے اپنے یہاں کی عورتوں کو انکے دیکھنے اور انکی خلوت میں حاضر ہونے سے منع نہیں کرتے تھے۔ ایک فقیر (مولوی) نے اس بنا پر انکو بڑا کہا تو انہوں نے اس سے کہا کہ اپنی خبر لو تمہاری عمر کے ساتھ ہی دن بقی رہ گئے ہیں۔

تم مر جاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور چونکہ انکو لجا تا تھا وہی بہن لیتے تھے۔ اسلئے انکے سر پر کبھی تو سبز ادنیٰ عمامہ ہوتا تھا اور کبھی سفید کبھی جبہ دفن و توحی زیب تن رہتی اور کبھی گدڑی۔ خلاصہ یہ کہ ایک وضع کے پابند نہ تھے۔ اور ایک مرتبہ ایک قاضی انکے انگار پر آمادہ ہوا اور اُسنے انکی تکفیر کا محضر لکھا اور اُسکو صندوق میں رات بھر کے لئے بند کر کے رکھا تاکہ صبح کو انکو بلا کر شہر بیت کا حکم لگایا گیا۔ لیکن سویرے جو اُسے اس محضر کو ڈھونڈنا تو نہ ملا حال اُنکے صندوق کی کنجی اُسی کے پاس تھی۔ اور شیخ اُس محضر کو لئے ہوئے قاضی کے پاس آئے اور اُس سے کہنے لگے کہ جسے تیرے صندوق سے محضر کو نکال لیا وہ تیرے دل سے ایمان کو بھی نکال سکتا ہے۔ آخر شیخ تائب ہوا اور ڈراپچہ ارادہ سے باز آیا۔ انہوں نے سنتہ چہ سو بھری کے قریب دفن پائی اور چینیتہ واقع مصر میں دفن ہوئے اور انکی قبر ایک مسجد میں ہے۔ لوگ اُسکی زیارت کرتے رہیں۔ آج لوگوں نے انکو تین بار زہر دیا کہ مر جائیں مگر اللہ تعالیٰ نے انکو چمکا کر دیا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ شدت سے انکے منکر تھے۔ آن کا قول تھا کہ قطب قطب ادناد او ناد اور اولیا اولیا رنین ہوئے ہیں مگر اسی سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی اُنکی معرفت حاصل کی انکی شہریت کی وقعت اور انکے آواب کی پابندی کی۔ اور یہ کہتے تھے کہ سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت مجھے خبر ہو چکی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ کسی بندہ کے قلب پر چلا جاتا ہے تو چونکہ بندہ کی طرف کا ہے وہ چلا جاتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف کا ہے وہ رہ جاتا ہے تب بندہ مٹی کے برتن کی طرح جاتی رہ جاتا ہے جیسا کہ وہ ابتدا سے پیدائش میں ہوتا ہے

اُسکی خود اپنی ذات کی حیثیت سے کوئی حرکت نہیں ہوتی۔ اُسکی حرکت تو اُسی کیطرت سے ہوتی ہے جو اسکو جنبتش دیتا ہے اور اس میں نہ کوئی اختیار ہوتا ہے نہ ارادہ نہ علم اور نہ عمل۔ اور انکا قول ہے کہ جب دل نوز سے معمور ہو گیا تو جتنے پردے کہ بندہ اور اسد کے بیچ میں ہیں سب اُٹھ جاتے ہیں۔

(۲۷۹) شیخ ابوالحجاج اقصیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یحییٰ بن القدر کبیر الشان اور مجرّد تھے۔ اور اس تکبیر شیخ عبدالرزاق جنکی قبر اسکندریہ میں ہے شیخ ابو مدین مغربی کے معزز اصحاب میں سے تھے۔ طریقت میں ان کا کلام بلند تھا۔ اور انکا تکبیر اور انکی تربت صمدی مصر کے بالائی حصہ میں جسے اقصیٰ بن کہتے ہیں واقع ہے۔ آٹھ مناقب مشہور ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ انکے زمانہ کے ایک مشہور امیر نے انکو بُرا کہا۔ تو انہوں نے اس سے کہا کہ توفیق ورن کو بُرا کہتا ہے تو تو فلان شخص کے پاس کانا چنے والا ہے۔ چنانچہ وہ امیر اپنی بے ادبی و بد اعتقادی کی سزا میں مرنے سے پہلے رفاض ہو گیا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جبکہ اس راہ کا طالب پاؤ اُسے میرے پاس لے آؤ۔ اگر وہ سچا ہوگا تو اسکو پہنچا دینے کا میرا وعدہ ہے اور اگر صاحب غفلت ہوگا تو میں اُسکو ہنگال دوں گا اور درودِ ن کا تاکہ وہ مریدِ ن کو ضائع نہ کرے کیونکہ وہ شخص محبوبِ ن نہیں پہنچتا جو اُس کے غیر کے باعث محبوب رہتا ہے۔ آٹھ خادم شیخ ابو زکریا یمعی کا بیان ہے کہ ابوالحجاج اقصیٰ کے مریدوں میں سے ایک شخص نے کئی مرتبہ چاہا کہ اپنے پر کو مار ڈالے مگر

ناکام رہا۔ اس شخص کے عقیدہ میں یہ تھا کہ انکو وارڈ اسٹے سے مین انکے مقام پہنچ
 جاؤں گا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنے پیر کے باعث محبوب پاتا تھا۔ آخر اس نے اپنے
 پیر شیخ ابوالحجاج اقصیٰ کو اسکی خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے ایشیائی
 خیال ہے جب تم اپنے پیر کو قتل کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا غضب تیرے گاہر و تہ کو اس
 کا مقام کیونکر عطا فرمائیگا؟ مین کہتا ہوں کہ میں ایسا ہی واقعہ سیدی ابوالحسن
 جابر جی رضی اللہ عنہ کے اصحاب مین سے ایک شخص کا سنا کرتا ہوں اُس مرتبہ
 سے ہاگ نکلے واسطے علم۔ اور ابوالعباس طالقانی نقل مین کہ ایک دن مین شیخ ابوالحجاج
 اقصیٰ کے پاس گیا تو میں نے اُنکی ہودن کے اوپر دو آنکھیں دیکھیں۔ اور شیخ ابوالحجاج
 کہتے تھے کہ میں اور میرے پیر بہائی ابوالحسن صلیح (زرگر) اسکندریہ مین اپنے
 پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوا کرتے تو مجھے اپنا مقام انکے مقام سے اعلیٰ نظر آتا اور مین
 دعا کرتا تھا کہ خداوند! انکو مجھ سے بلند تر مقام عطا فرما۔ اور میرے دوست پیر بہائی بھی جب
 اپنے مقام کو میرے مقام سے بلند تر پاتے تو اُسی طرح دعا کرتے تھے۔ بہائیوں کا درجہ
 ایسا ہی ہونا چاہئے جتنکے آپس مین مطلق حسد و کینہ نہ ہو۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا
 کہ آپکا پیر کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا پیر گبر ملا ہے۔ لوگ سمجھے کہ یہ مذاق سے
 کہتے ہیں۔ مگر انہوں نے کہا کہ مین مذاق نہیں کرتا۔ تب لوگوں نے کہا کہ پیر یہ کیا ہے؟
 انہوں نے کہا کہ جاؤں کی ایک شب مین مین جاگ رہا تھا کہ میری نظر ایک گبریے
 پر پڑی جو چراغدان پر چڑھنا چاہتا اور اسکے چلنے ہونے کے باعث چھل جاتا مگر جی
 نہ ہارتا اور بہر چڑھنا شروع کرتا تھا چنانچہ میں نے اسکی ناکا سیابی کو اس شب مین
 شمار کیا تو سات سو مرتبہ تک پہنچی۔ گروہ ذرا سی جان اپنے منصوبہ سے نہ ہٹی۔ تب

میں نے اپنے دل میں کہا کہ سات سو ستر گنا اور پہلی نہ ٹلا !!! اتنے میں صبح کی نماز کو باہر کیا اور نماز پڑھ کر اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت چراغدار کے بازو میں زونق افروز ہیں۔ پس جو کچھ میں نے سیکھا وہ اس سے سیکھا۔ اور یہ کہنے لگے کہ میں اپنی ابتدائی حالت میں لا الہ الا اللہ کا ذکر کیا کرتا اور اس سے غافل نہیں ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ میرے نفس نے مجھے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے۔ میں نے کہا کہ میرا رب اللہ ہے۔ اُس نے کہا کہ تیرا رب تو میرے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقت میں رب وہی ہے جس کی تم بندگی کرو اور جس کا حکم بجالاؤ۔ اور میں تم کو کھانا کھلانے کے لئے تم کو تم مجھے کھلاتے ہو سو نے کھانا ہون تو سوتے ہو اُٹھنے کے لئے کھانا ہون تو اُٹھتے ہو۔ چلنے کے لئے کھانا ہون تو چلتے ہو سننے کے لئے کھانا ہون تو سنتے ہو پکڑنے کے لئے کھانا ہون تو پکڑتے ہو اس لئے تم میرے سارے حکم کو بجالاؤ۔ اور اس سب سے میں ہی تمہارا رب ہوں اور تم میرے بندہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس میں بہت دنوں تک متفکر رہا۔ تب میرے لئے شریعت سے ایک صورت پیدا ہوئی اور اُس نے مجھ سے کہا کہ تو اس سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ سے جگہ کر۔ اور جب وہ تجھے کہے کہ سورہ کہ تو تو اس سے کہہ کہ کَانَ قُلُوبُ قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ درات کو بت ہی کہتے تھے اور جب وہ تجھے کہانے کو کہے تو کہہ کہ تَلَاوْاْ اَنْشُرُوْاْ وَلَا تَسْرِعُوْا ۝ (اور کہاؤ اور پڑھو فضول اور خسر جہاں نہ کیا کرو) اور جب تجھے چلنے کو کہے تو

عہ دیکھو (پارہ ۲۶ - رکوع ۱۸) سورہ اللہ سمیت کی سترہویں آیت - اور مطلب سمجھنے کیلئے پڑھیں

آیت سے پڑھنا چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ پرہیزگاروں کی یہ تعریف ہے - ۱۲ مترجم

عہ دیکھو (پارہ ۸ - رکوع ۱۰) سورہ اعراف کی اکیسویں آیت - ۱۲ مترجم

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا (اور زمین میں اگر گرد نہ چلا کر) اسکو سناوے
 اور جب تجھے کسی چیز کے بڑے کو کہے تو یہ آیت اسکو سناوے وَلَا تَجْعَلْ بَيْنَكَ
 مَعْلُومَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (اور اپنا ہاتھ نہ تو اتنا کھینچو
 کہ (گوٹا) گردن میں بند ہے اور نہ بالکل اسکو پھیلا ہی دو) تب بیٹے اپنے نفس سے کہا کہ
 ان کا مون کی یہ حقیقت ہے ہر مہر کیا الزام ہے اگر میں اس سمجھ کے ساتھ انکو گردن
 اسنے کہا کہ تب میں تجھے پرہیز گاروں کا خلعت پہناؤنگا عارفوں کے تلج سے سرفراز
 گردن کا۔ صدیقیوں کا چٹکاتیر سے زیب کرؤنگا اور محققوں کا بازرب گلوں اور عاشقوں
 کے بازو میں اَلتَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْمُحَافِدُونَ السَّائِحُونَ الزَّكَاةُ
 الامہ کا اشتہار تیری نسبت دوںگا۔ اور انکا قول ہے کہ شیخ سے نہ ملنا اسکی
 محبت میں عاج نہیں ہے کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین کو
 دوست رکھتے ہیں حال آنکہ ہم نے انکو دیکھا نہیں ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معتقد
 کی صورت جب ظاہر ہو گئی تو اشخاص کی صورت کی احتیاج نہ رہی بکلمات اشخاص کی
 صورت کے کہ وہ جب ظاہر ہو تو معتقدات کی صورت کی احتیاج رہتی ہے اور
 جب دونوں حاصل ہو جائیں تو وہ حقیقی کمال ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں
 خرقہ پہنانا انون یعنی احمدی ترقی برکامی و قادی طریقہ والوں کیلئے بہت بڑی دلیل

سے دیکھو (پارہ ۱۵۔ رکوع ۴) سورہ بنی اسرائیل کی سینیستون آیت ۱۲

سے دیکھو (پارہ ۱۵۔ رکوع ۴) سورہ بنی اسرائیل کی اونتیون آیت ۱۲ مترجم

سے دیکھو (پارہ ۱۱۔ رکوع ۴) سورہ توبہ کی ایکسولون آیت (یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اتنی صفیں ہیں) توبہ
 کرینوالے عبادت گزار خدا کی حکمرانی سے سفر کرینوالے رکوع کرینوالے۔ آخر آیت تک۔ ۱۲ مترجم

ہے اور جو لوگ انکار کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ بڑے ہنر مند ہیں بولتے نہیں انکا کچھ اعتبار
 نہیں کیونکہ پیرہی تو حقیقت میں اُنکے اقوال و احوال کی کجائی ہے جو قتل کے ذریعہ
 سے ہمکو معلوم ہنر فاضل۔ ابوالحجاج اقصی کے اصحاب میں سے شیخ یعیش بن
 محمود کہتے ہیں کہ ایک دن صبح کو میں قلیبی سخاوی اور ایک اور شخص حضرت کی زیارت
 کو حاضر ہوئے اور ادب سے دروازہ پر کھڑے رہے کہ اتنے میں خادم باہر آیا اور
 کہنے لگا کہ یعیش قلیبی اندر آئیں اور یہ حضرت جا کر غسل کریں یہ ناپاک ہیں چنانچہ
 ہم حاضر ہوئے اور میت سے ہمارے اوسان خطا ہوئے جاتے تھے۔ پہننے دیکھا
 کہ شیخ نہنگیہ لگائے ہوئے ہیں۔ بعدہ شیخ نے اس جوان کی نسبت کہا کہ استغفار
 کرے اور اندر آئے۔ اس پر میں نے (شیخ یعیش نے) عرض کیا کہ اگر اجازت ہو
 تو کچھ اشعار سنائیں جو قادیان کے اپنے حسب حال لکھے ہیں مگر اس وقت مجھے
 اس سب سے یاد آگئے ہیں کہ وہ ہمارے اور اس جوان کے حسب حال ہیں شیخ نے
 کہا کہ پڑھو میں نے وہ عربی اشعار پڑھے (جسکا ترجمہ یہ ہے)۔

پڑھی اُسپہ چکی نگہ نیمبان ہے
 جدائی سے مجروح دہلے خانان ہے
 بہار آئے فوراً جہان اب نگران ہے
 ہے دل اُسکا بیٹھا پے آنسو رواں ہے
 رگ جسم اس کے لئے رلیبان ہے
 سخافت کے پردہ میں گویا نہان ہے
 نہ ہمت نہ بات نہ تاب و توان ہے

اُسی دلربا کے لئے دل پیمان ہے
 وہ قادیان بس بچاؤہ و دل شکستہ
 رکھو دل پہ جسم اگر وصل کا
 ہو میں بدین جب سے ہے مبتلا
 مجھ نے ہن اس کی مشکین کسی
 اُسے دن میں سوار آتے ہیں غمش
 بجز عشق کے اس میں ہے کیا رکھا

رفیق اسکا تہوڑا ہی آگے گیا تھا
 نہیں پاتا برسوں سے گرچہ وہاں ہے
 اسکو ٹنکر شیخ وجد کرنے کو مٹنے اور کہنے لگے کہ میں برسوں سے وہاں ہوں مگر
 نہیں پاتا۔

(۲۸۰) شیخ کمال الدین ابن عبد الظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابو الحجاج اقصری رضی اللہ عنہ جب قوص میں تھے تو یہ انکے ہمراہ تھے
 اور ابتدائے حال میں مجر د تھے۔ بعد ازیں کپڑے پہنتے اور زراعت وغیرہ کے کام
 کرنے لگے۔ اسکے بعد یہ شیخ ابراہیم بن معضاد جعبری کی صحبت میں رہے جو فائزہ
 کے باب النصر میں مدفون ہیں۔ بعد اُنہوں نے اجمیم میں اقامت اختیار کی
 اور وہیں عمدہ و لطیف حال میں نعمتوں سے مالا مال اور لوگوں سے غنی و بے نیاز
 ہو کر قضا کی۔

(۲۸۱) شیخ قطب الدین قسطلانی رضی اللہ عنہ

قاہرہ میں تھے اور علم ظاہر و علم باطن دونوں کا درس دیتے
 اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے اور طریقہ سہروردیہ کا خرقہ
 پہناتے تھے۔

(۲۸۲) شیخ ابو عبد اللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر اور فقیرون کی نہایت تعظیم کرنیوالے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اسے فقیرون کا انکار کیا اور ان پر بدگمانی کی ہو اور بدترین حالت میں نہ ملے ہو۔ اور انکا قول ہے کہ فقیرون کو حقیر جاننا زائل کے ارتکاب کا سبب ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی عارف یا اللہ کے کسی ولی سے دلننگ ہوا اُسکے قلب پر چوٹ پڑی اور جب تک اُسکا اعتقاد فاسد نہ ہو جائیگا نہ مر لیگا۔ اور یہ اکثر خضر علیہ السلام سے ملا کرنے اور اکثر گہیون کی دیا بکایا کرتے تھے۔ گو کون نے اسکا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ ایک رات کو خضر علیہ السلام میری ملاقات کو آئے اور انہوں نے مجھے کہا کہ میرے لئے گہیون کا شور با بنا وجہ سے میں اسکو خضر علیہ السلام کی محبت کے سبب دوست رکھتا ہوں۔ اور یہ اپنے مریدوں سے عہد لیتے تھے کہ اپنے گہروں میں ایک ہی کہا نا کہو یا اگر میں تاکہ ایک کو دوسرے پر امتیاز حاصل ہو۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ انکے اصحاب میں سے ایک نے اپنی بیوی سے کہا کہ کس چیز کو تیرا ہی چاہتا ہے؟ بتانا کہ وہی خریدی اور پکائی جائے۔ بیوی نے کہا کہ تم اپنی بیٹی سے پوچھو۔ چنانچہ انہوں نے بیٹی سے پوچھا کہ تیرا کس چیز کو جی چاہتا ہے؟ سنے کہا کہ جس چیز کو میرا جی چاہتا ہے اسکو آپ پورا نہیں کر سکتے انہوں نے کہا کہ میں اسکو پورا نہیں کر سکتا ہوں گو وہ ہزار دینار کی کیون نہوا اور کہا کہ تو مژور اسکو مجھے بیان کر۔ اُسے نے کہا کہ

آپ مجھے قریشی سے بیاہ دیجئے۔ اور شیخ قریشی رضی اللہ عنہ ایسے اندھے اور مجذوم تھے کہ عورتیں ایسے آدمی سے بیاہ کرنے پر رضی نہیں ہو سکتی تھیں۔ اُس شخص کا بیان ہے کہ آخر میں قریشی کے پاس آیا اور اُن سے سینے بھر ا بیان کیا۔ حضرت نے قاضی کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ قاضی نے اگر نکاح باندھا۔ اور وہ عورت بناؤ سنگار کر کے حضرت کے پاس حاضر لگی۔ جب عورتیں چلی گئیں تو حضرت غفلت نہ گئے اور وہاں سے نکلے تو اچھے خاصے خوش رو جوان بے لہجہ و بدروت عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے اور اُنکے بدن سے بہت اچھی خوشبو آ رہی تھی۔ اُس عورت نے شرابا کر اپنا منہ ڈھانکا لیا۔ حضرت نے کہا کہ تم پردہ نہ کر دین دہی قریشی ہوں۔ عورت نے کہا کہ تم قریشی نہیں ہو۔ تب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی۔ تو عورت نے پوچھا کہ یہ ہمیں کیا ہے؟۔ قریشی نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ اسی شکل و صورت میں رہوں گا۔ اور تمہارے سوا دوسروں کے ساتھ پہلی حالت میں لیکن جینک میں نہ مردن کسی سے اسکو نہ کہنا۔ اسنے کہا کہ اچھا۔ مگر میں تمہاری اُسی حالت کو بہتر سمجھتی ہوں جس میں تم لوگوں کے درمیان رہتے ہو یعنی جذام برص اور اندھے پن کی۔ اسکو سنکر شیخ نے کہا کہ خدا تمکو جزاے خیر دے۔ چنانچہ وہ برابر اسی حالت میں انکے ساتھ رہی۔ اور یہ اپنے کپڑوں اور پاؤں کے نیچے کوئی چیز رکھ دیا کرتے تھے جس میں ریم جمع ہوتی رہتی تھی اور انکی یہ بیوی حمام سے نلکھ کر آئین اور بجائے پانی کے اُسی ریم کو پیا جاتا کرتی تھیں۔ جب شیخ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تب انکی بیوی نے انکے حالات لوگوں سے بیان کئے۔ اور فقروں میں انکی ویسی ہی عزت و حرمت تھی جیسی شیخ قریشی کی انکی حیات میں۔ انکا قول ہے کہ ہندگی اور اُسکے آداب کو کبھی ہاتھ سے نہ دو اور اُس

سے اُس تک پہنچنا نہ چاہو کیونکہ جب وہ تم کو اپنے لئے چاہے گا تو خود ہی اپنے تک پہنچا دے گا اور کون عمل خالص ہے جس سے پہنچنا چاہو گے؟ اور یہ کہتے تھے کہ بشریت اس کو قبول ہی نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو البتہ سختیوں کی نہیں کہتا لوگوں نے اس کی تفصیل پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حج کے راستہ میں مجھے پیاس لگی مینے اپنے خادم سے کہا کہ دریا سے شور سے میرے لئے پانی بہرا وہ جو پانی بہر لایا تو میٹھا تھا۔ اور جب ضرورت نہ رہی اور مینے پانی بہرا تو وہی کما ری تھا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ابتلا صرف بڑے مردانِ خدا میں ہوا کرتا ہے۔ قرشی کے حالات بہت ہیں اور مشہور ہیں۔

(۲۸۳) شیخ محمد بن ابی جبرہ رضی اللہ عنہ ورحمہ

یہ اور ہیں اور عبد اللہ بن ابی جبرہ اور تھے۔ یہ بڑی شان والے ظاہر میں تنگ حال باطن میں مالا مال تھے۔ ان پر جلال کی صفت غالب تھی۔ شیخ کی بڑی عظمت اور اسکے شراعیہ و شعائر کی پابندی کرنے والے تھے۔ انکے اس دعوے کا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بیداری میں بھرا کرتی ہے لوگوں نے انکار کیا اور اسکے لئے مجلس منعقد کی اسلئے یہ گھر میں رہنے لگے اور صرف نماز جمعہ کے لئے باہر آتے تھے۔ اور انکے منکرین بدترین حال میں مرے اور انکی کراہت سے واقف ہوئے۔ یہ قزاقہ معرین مدفون ہیں جہاں انکی قبر ظاہر ہے اور لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں انکے اقوال فوائدِ اشمال یہ ہیں ہماری حالت کو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جس میں وہی روشنی ہو جو ہم میں ہے جب علماء و اولیاء رسولوں کے وارث ٹھہرے تو

فقر توین کا وجود ناگزیر ہے جو دو عالموں اور دو دلیوں کے زمانوں کے بیچ میں واقع ہوا
 کریں۔ اسلئے جب اللہ کی طرف بلانے والے کامل یقین کا جائیگا تو ایک زمانہ کے
 بعد وہ شخص آہنگا جو اسکی تجدید کرے گا اور جیسا کہ انبیاء کے بیچ کے زمانوں میں اللہ تعالیٰ کو
 چھوڑ کر بتوں کی پرستش مروج ہو جایا کرتی تھی اسی طرح اولیاء کے درمیان زمانوں
 میں ہوا و ہوس و بدعات کی پرستش افعال کی انوال سے بندیمان وغیرہ جسکو
 روشن ضمیر لوگ مشاہدہ کرتے ہیں شائع ہوجاتی ہیں جو لوگ کاموجود کلا اللہ
 (اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں ہے) کہتے ہیں انکے مار ڈالنے کی قدرت اگر مجھے ہوتی تو
 میں انکو مار ڈالتا۔ ایسے لوگ بول دغا کٹا کی نسبت اور اپنے آپسے بچ دالم کے
 دور کرنے میں عاجز رہنے کے بارہ میں کیا کہتے ہیں؟ اور معبود کی شہ طوت یہ ہے کہ
 قادر ہو۔ پروردہ کس منہ سے کہتا ہے کہ میں عین حق ہوں۔ یہ تو بدترین گمراہی ہے۔ اور
 فقیہ (مولوی) اگر اپنی قرأت میں غور و فکر کرے تو قرآن کے انوار سے ضرور جل جا
 اور دیوانہ ہو کر نکل بساگے اور کہا نا پینا سونا وغیرہ چھوڑ دے۔ یہ مثلاً نیشکر کے گٹھون
 کو دیکھ کر کہہ دیتے تھے کہ اس سے اسقدر شیرہ اور اسقدر شکر نکلیگا چنانچہ چیز
 اسی قدر نکلتی تھی نہ کم اور نہ زیادہ۔ سلطان جب انکی زیارت کو آیا تو اُسنے ان
 سے اجازت طلب کی کہ میں آپکے لئے ایک سازخانہ تعمیر کرانا چاہتا ہوں۔ اسپر
 انہوں نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور اسکو ابن طولون کی جامع مسجد میں لاکر کہا کہ یہ ساری
 مسجد میرے لئے ہے اسکے جس مقام میں چاہوں گا بیٹھوں گا۔ یہ سنکر سلطان
 چُپ ہو گیا۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر کو نہیں چاہئے کہ جب اسکی اہلخانہ حاکم ہو جا

تو اسکے ساتھ ہم سب تر ہو کر صبح غرض کیلئے یعنی اُسکی یا اپنی بارسائی کی حفاظت کے لئے اور محض نفسانی خواہش سے اسکے ہم سب تر ہونا روا نہیں ہے کیونکہ یہ فقیر میں نقصان ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار! ایسی بات میں لوگوں کو انکار نہ کرو جس میں تاویل کی گنجائش ہو۔ کیونکہ میں نے ایک مولوی کو دیکھا کہ اسنے ایک فقیر کے مقابلہ میں خدا کے دیوان داؤن کے خیال کی تاثیر کا انکار کیا اس پر اُس فقیر نے خیال میں اُس مولوی کے لئے ایک دروازہ نکالا اور مولوی کو اسکے ایک مقام میں بٹھلایا اور ایک ہاتھی آیا جسے اپنی سونڈ میں اُسکو لپیٹا اور زمین پر دے مارا جس سے وہ مر گیا۔ صبح ہو کر فقیہ کو یہی واقعہ پیش آیا اور وہ دن کے آخر وقت دفن ہوا۔

انکابیان ہے کہ ایک دن میں گیبون کی ایک کھلیان کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ ایک بچہ بالین چین چین کر اپنی زنبیل میں رکھ رہا ہے میں نے اُس سے کہا کہ بیٹے! لوگوں کی کمیتی کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اُسنے کہا کہ تجھ کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ ”لوگوں کی کمیتی“ ہے والدیر تو میرے باپ دادا کی کمیتی ہے۔ میں اسکی بات سے فقیروں میں شہر مندہ ہوا اور اُس سے کہا کہ میرے بیٹے! خدا تجھے جزا سے فیروزے جہنم میں خلافت ادب کیا تو نے مجھے ادب دیا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اکثر تین آدمی درست نہیں ہوتے۔ پیر کا بیٹا اُسکی بیوی اور اُسکا خادم۔ بیٹا تو اس سبب کہ وہ کہیں کو لئے ہی دیکھتا ہے کہ مرید اُس کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے کندھوں پر اٹھائے پرتے اُسکو تبرک سمجھتے اور جبکہ وہ چاہتا ہے اس میں اسکا حکم بجالانے میں اسلئے اُس کے نفس میں تکبر آجاتا ہے اور حسبِ ریاست اسکی گھٹی میں پڑی ہوئی ہوتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل کو تار یک کرنے والے صفات اس میں ہر جاتے ہیں جسکی وجہ سے کسی

نامہ صبح کی نصیحت اسمین اثر نہیں کرتی اور بڑے بڑے لوگوں کے مقابلہ میں دلیری کا پیشا
اور انکو اپنا بزرگ نہیں سمجھتا۔ اور اگر صلاحیت والا ہو تو اپنے والد پر فوقیت لے جائے
اور ہر ایک شخص سے بڑھ کر اپنے والد سے فائدہ حاصل کرے۔ اور یہی اس سبب سے
کہ شیخ کو نوہر دن کی طبع دیکھتی ولایت کی حقیقت سے نہیں دیکھتی اور اس لئے
سمجھتی ہے کہ وہ نفسانی خواہش میں میرا محتاج ہے۔ مان اگر اللہ تعالیٰ اسکو نور بعثت
عطا فرمائے اور وہ شیخ کو ولایت کے اعتبار سے دیکھے تو ہر شخص سے پہلے اسکو قائد ہو جائے کیونکہ وہ تو
رات دن اسکے ساتھ رہنے والی ٹھہری۔ اب رہا خادم سو وہ اسمین مارا پڑتا ہے
کہ شیخ کو بار بار دیکھتا اور اسکے بشری احوال یعنی کمانے پینے اور سونے سے برابر
مطلع ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے لوگوں نے کہا ہے کہ شیخ کے لئے سزاوار نہیں ہے
کہ مرید کے ساتھ کھائے اور نہ اسکے ساتھ بیٹھے مگر ضرورت کے وقت کیونکہ مریدوں
کے لئے اندیشہ ہے کہ پیر کی حرمت انکے قلب سے جاتی رہے اور انکا دل پیر کی
برکت سے محروم ہو جائے اور صحبت کی برکت سے بے بہرہ رہے۔ البتہ خادم شیخ کو تقسیم
کی نگاہ سے دیکھے تو اسکو ویسا ہی نفع بھی پہونچے اور اور دن سے زیادہ فائدہ میں
رہے۔

(۲۸۴) شیخ عبدالغفار قوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتاب التوحید فی علم التوحید کے مصنف۔ شریعت و حقیقت کے جامع بڑے اہل معرفت
وہی عن المنکر کرنے والے اور خدا کی طاعت میں جان بیچنے والے تھے۔ بیان کیا جاتا

ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کے ساتھ کدو کہا یا اور اپنے بیٹے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو پسند دیتے تھے۔ بیٹے نے کہا کہ یہ تو گندی چیز ہے بس انہوں نے تلوا کو بیچ کر اپنے بیٹے کی گردن اڑا دی اور صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے لعنت دل کی محبت پر مقدم رکھا۔ انکے کلام شریعت نظام میں سے ایک یہ نظم ہے (جس کا ترجمہ درج ذیل ہے) ۷

توڑ تین آنکھیں نہیں آنسو کا تار
ہے گمان اب دن نو کا زینہار
ہے غفل اسکی بنائیں آشکار
دیکھ اُڑے دین کے شہر دو بار
ہے نہ محلوں کی وہ شوکت نے وقار
بال محبہ باقی نہیں کوئی شمار
کوئی بھی اسکا نہیں ہے نگار
توڑ ڈالے اگلے گل تول و تسار

دل کی یہ حالت کہ ہر دم بیت رار
رج و غم سے رات ایسی بڑھ گئی
کیون نہ پوچھیں گاری چل بسی
ساتھ میرے نہ کر۔ نہ کرین
ست مینا دین عارت منہدم
حد ہوئی! قائم نہیں اس کے حدود
ہو گیا دیسا ہی جیسا تھا غریب
یا سب اغیار ہو کر چل دیئے

انہوں نے سنئے چہ سو ستر ہجری کے کچھ دنوں بعد وفات پائی یہ کہا کرتے تھے کہ اہل اللہ تعالیٰ کے منکر دن کا کلام دیسا ہی ہے جیسا ہاڑ پڑا تو سس کا شور و غل پس جیسا کہ سنگھ کا ہونکا پھاڑ کو اسکی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا اسی طرح لوگوں کی باتوں سے اہل اللہ متزلزل نہیں ہوتے اور یہ کہتے تھے کہ سماع ہی تو ایک چیز ایسی ہے جو کامل کے لئے باقی رہ گئی ہے۔ پس اگر وہ کامل تر ہو جائے تو جنبش نہ کرے اور تہرور دی۔ قرشی اور انکے جیسے لوگوں نے سماع سنا ہے۔ اور یہ

یہ کہتے ہیں کہ جب ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کی خلیفہ سے لوگوں نے شکایت کی اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ زندقہ ہیں۔ تو خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ لوگ تم کو کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے خبر نہیں کہ کیا کہتے ہیں۔ خلیفہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تم بھی اسی طرح کی باتیں کرتے ہو جو طرح کی حسین حلاج نے کی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اسکو صرف سماع کے وقت سمجھتا ہوں۔ آپ کسی قوال کو بلوا کر کچھ نہ بڑھنے کا حکم دین تو میں آپکو دکھا دوں۔ چنانچہ انکے سامنے شعر پڑھے گئے اور ذوالنون پھول کر ہاتھی جیسے ہو گئے اور انکے ہر ہونٹے سے خون نکلنے لگا۔ یہ ماجرا دیکھ کر خلیفہ نے کہا کہ یہ کرشمہ باطل کا نہیں ہے۔ پھر انکی تعظیم و تکریم کی اور اعزاز کے ساتھ ان کو مصر واپس بھیج دیا۔ اور اس زمانہ میں وہ احمیہ میں رہا کرتے تھے۔ اور

نقل ہے کہ سہل بن عبد التستر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہر بندہ پر ہر سانس میں تو یہ فرض ہے۔ اس پر انکے شہر والوں نے انکا انکار کیا اور انکو کافر قرار دیا۔ آخر وہ تستر سے بصرہ چلے آئے اور وہیں فوت ہوئے۔ علم و اجتہاد و علو شان پر تو سہل کا یہ حال ہوا۔ اور علیٰ ہذا لوگوں نے جنید رضی اللہ عنہ کے خلاف میں کسی مرتبہ کافر ہونے کی گواہی دی تاخیر کا فرقہ کو انہوں نے اپنا پردہ بنایا اور اس علم و معرفت پر بھی چھپے رہے۔ یہ نہایت ہی عجیب و غریب واقعات ہیں۔ اور اس کتاب کے مقدمہ میں انہیں سے بہت بیان کر دئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم

(۲۸۵) شیخ ابوالحسن بن صالح سکندری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدی شیخ عبدالرحیم قتادی کے بزرگترین اصحاب میں سے تھے۔ یہ ان کے

اصحاب کے پاس آئے اور ان سے پوچھتے تھے کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ عالم میں کوئی نئی بات کرنے والا ہو تو اس کے وقوع میں آنے سے پہلے اس کو آگاہ فرما دے۔ وہ لوگ کہتے کہ نہیں۔ اس پر یہ کہنے لگے کہ ان دلوں پر درود جو اللہ عزوجل سے حجاب میں ہیں۔ ایک مرتبہ یہ ایک خزانہ میں اترے تو ان کو اس میں سات ارب سونا ملا مگر انہوں نے اس سے سات ہی دینار لئے اور کہا کہ اس سے زیادہ لینے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ ان کا قول ہے کہ فیروز کی خانقاہ کے شیخ کو نہیں چاہئے کہ نوجوان بے ریش و بروت کو ایسے وقت میں اپنے یہاں ٹھہرنے دے جبکہ ان کے ٹھہرنے سے بعض فقیروں کے بگڑنے کا اندیشہ ہو خصوصاً خوش رو نوجوانوں کو۔ البتہ ایسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے کہ وہ نوجوان فساد کی راہوں سے بے بسرا ہو کر اپنے رب کے عبادت کی طرف ایسا متوجہ ہو کہ لمبو لب کے لئے اس کو وقت نہ ملے اور یہ بھی اس شر ط پر کہ شیخ اپنی ذات سے اس کی خدمت کے کام کا نگران رہے فقیروں کے نفیب پر نہ چھوڑے مگر ایسی حالت میں کہ نفیب خود اپنی ذات سے ایسا صاحب نکمیں ہو کہ فساد اسکے پاس نہ پھٹکے۔ اور ان کا قول ہے کہ جو ان آدمی کو نہ چاہئے کہ مردوں کے ساتھ ملحقہ کے وسط میں بیٹھے اس کو حلقہ کے پیچھے ہی بیٹھنا چاہئے اور لوگوں کے سوا حید میں نہ رہنا چاہئے۔ اور جب تک اس کی ڈاڑھی نہ نیکے کسی نفیر سے مخالفت

ع بالکسوف فتح دال و تشدید با۔ مصر میں ایک بڑا بیانا ہوتا ہے جس میں جو بس صاع یعنی اسی روپیہ کے سیچے ساٹھ سیر جس کا پختہ ڈیڑھ من ہوتا ہے آتا ہے ۱۱

مترجم از منتہی اللارب وغیرہ

طلب ہوگی امید ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے نہ ہٹے اور جب کا مشغل مطلوب ہوگا
 امید ہے کہ وہ ٹھیرا نہ رہے پس طلب ظاہر کا مشغل ہے اور مطلوب باطن کا مشغل
 اور ظاہر درست نہیں ہوتا مگر باطن سے اور ظاہر سلامت نہیں رہتا مگر باطن ہی
 سے۔ جو اپنے آپ کو نصیحت نہ کرے وہ لکھو کیا نصیحت کرے گا اور جس نے
 اپنے آپ سے خیانت کی اس کی خیانت سے بے کھٹکے نہ رہو۔ جسکو دیکھو کہ تمہاری طرف
 اس سب سے میلان رکھتا ہے کہ اُسکو تم سے نفع حاصل ہوتا ہے اسکو متمم سمجھو۔ جو تمکو
 دنیا یاد دلاے اور تمہارے سامنے اسکی تعریف کرے اُس سے بھاگو۔ اور جو شخص
 اپنے مولیٰ سے تمہاری غفلت کا سبب ہو اس سے مُنہ پیر لو اور ایسے مشغول کر دو
 خطرات کے مادہ کو روکنا اپنے اوپر لازم کر لو جس سے دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور
 جب اُس مادہ سے کوئی خطرہ خیال پیدا ہو تو اُس سے مُنہ پیر لو اور بچاے
 اسکے اندر عجز و جل کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ خطرات کو دل میں جگہ دینے سے
 حذر کرو ورنہ خطرات سے میلان پیدا ہوگا اور بسا اوقات تم میلان سے غفلت
 کر دو گے تو اُس سے ارادہ پیدا ہوگا اور اکثر ارادہ کے قوی ہو جانے سے ہوا و ہوس
 غالب ہو جائیگی اور حبیب ہوا و ہوس غالب ہوگی تو دل مکرور ہو جائے گا اور اسکا
 نور چلا جائیگا اور بسا اوقات بالکل تعلق ہو جائے گا اور عقل اُس سے کنارہ ہو جائیگی
 اور اسپر گو یا پردہ پڑ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ میں مشغول رہنے کے باعث سب چیزوں
 سے غافل ہو جانے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اگر ایسی غفلت تمہارے بس کی ہو تو
 اللہ تعالیٰ میں مشغول رہنے کو لازم کر لو اور اگر اس میں مشغول رہنے سے بھی عاجز ہو لو
 اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مشغول رہو اور میں نہیں سمجھتا کہ اسکی طاعت میں مشغول

نہ رہنے کا نگو کوئی غدر ہو سکے کیونکہ یہ ترقی کا پہلا ہی درجہ ہے۔ دل کی ہرستی توحید
 و خلوص میں ہے اور اسکا لگاؤ شرک و ریاضت اور خلوص توحید کی نشانی ایسے
 ایک کا شہود ہے جسکے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو اور اسکے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے
 امید و بیم نہ ہو۔ اور خلوص کل سے مجرور ہو جانا اور جو ذات ظاہر ہو اسکا مٹا دینا اور جو صفت
 باطنی ہو اسکا کم کر دینا ہے۔ پس جب تم اپنے قلب کا میلان خلق کی طرف دیکھو
 تو اپنے قلب سے شرک کو نکالو اور جب تم اپنے قلب کا میلان دنیا کی طرف دیکھو
 تو اپنے دل سے شک کو دور کرو۔ اپنی رعیت کے ساتھ نیکی کرنے کو اپنے اوپر
 لازم کر لو اور رعیت کی دو قسمیں ہیں عام و خاص۔ عام میں تو لونڈی غلام اور بال بچے
 داخل ہیں اور انکے سوا خاص ہیں اسلئے نگو اپنی روح بعدہ اپنے سر بعدہ اپنے
 قلب بعدہ اپنی عقل بعدہ اپنے جسم اور بعدہ اپنے نفس کا برابر خیال رکھنا لازمی
 ہے۔ پس روح تم سے اسکی طرف کے شوق اور بغیر دم لئے ہوئے تیزی کے
 ساتھ چلنے کا مطالبہ کرے گی۔ تیری یہ چاہ ہے گا کہ تم اپنے راز کو چھپاؤ۔ قلب کا تقاضا
 یہ ہوگا کہ اسکے ذکر و مراقبہ میں رہو اور ذکر میں اپنے آپ اور اُسکے ماسوا کو بھول جاؤ۔
 عقل اُسکے آگے گردن جھکا دینے اُسکی موافقت کرنے اور اسکا مطالبہ کر لگی
 کہ اپنے نفس اور اپنے سوا کو چھوڑ کر اپنے مولیٰ کے ساتھ رہو۔ جسم تم سے اسکی حد
 اور اطاعت میں خلوص کا متقاضی ہوگا۔ اور نفس تم سے یہ چاہے گا کہ جتنی چیز دن
 کیطورت وہ اہل ہوا سے اسکو باز رکھو اور رو کو اور اُسکو جس دقت میں رکھو اور نہ تم اُسکے
 ساتھ رہو اور اُسکو اپنے ساتھ رکھو۔ اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار! اپنے مولیٰ
 سے اور اُس چیز سے جسکا بندہ تھو تمہارے مولیٰ نے بنادیا ہے غفلت نہ کرو

اور اس چیز میں مشغول نہ ہو جو بکابدہ مکومتاری عبادت نے بنا دیا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اپنے نفس کی جب تمہاری خبر نہ لو گے تو تمہارا غیر تو بطریق اولیٰ اُسے ضائع کر دے گا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنی تقصیر سے ہر عبادت میں اپنی سانس کے شمار سے خدا تعالیٰ کی آمرزش چاہتا ہوں۔ اور انکا قول ہے کہ اگر میں صدق و اخلاص کے ساتھ ابتدا و خلقت کے امتداد خلقت تک دم بہر ہی رکے بغیر المدعوہ جل سے استغفار کروں تب بھی میرا استغفار اُس ایک دم کی برابری نہیں کر سکتا۔ حسین بن المدعوہ جل سے غافل ہوا ہر ایسی صورت میں کیا ہونا ہے جبکہ میری سانسین بہت ہیں اور میرا استغفار صدق و اخلاص سے خالی ہے۔ اسلئے میرا نقص عیوان اور میری تقصیر نمایان ہے اور جب میری سانسین گناہ ہوں اور میرا استغفار بھی غیر قنایہی درجہ تک استغفار کا محتاج ہو تو میرا حال کیا ہو گا اسہی بخشہ سے تو ہو سکتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ سارے عمدہ اخلاق قلوب سے پیدا ہوتے ہیں اور سارے بُرے اخلاق نفوس سے پیدا ہوتے ہیں اسلئے جو شخص طلب میں پہنچا ہوا ہو اسکو چاہئے کہ اپنے نفس کی ریاضت اور اپنے قلب کی طہارت سے آغاز کرے یا نہ کہ اُسکے اخلاق بدل جائیں پس خاک تصدیق سے بدل جائے شرک توحید سے۔ منازعت تسلیم سے۔ غصہ و اعراض رضا و تقویٰ سے غفلت مراقبہ سے تفرقہ جمیع سے۔ سختی نرمی و درباری و عیب بینی و پشیمانی و نیک بینی سے سنگی کی حرکت کینہ و عدوت نصیحت و خیر خواہی سے۔ اور فرزند و ڈر اور تحویل کے خوف سے اور وہ یہ سمجھے کہ میں نے کسی ساعت میں ہی اللہ تعالیٰ کا حق پورا پورا ادا نہ کیا اور نہ اس توفیق کا شکریا ادا کیا جو اسنے نیک کام کرنے کی عطا فرمائی اور اسوقت اُسکی بندگی درست اُسکی

توحید بے خلش اور اسکی زندگی بے غل و غش ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 ویسی زندگی بسر کرے گا جیسی بہشت والے بہشت میں بسر کریں گے۔ اور یہی نبیوں
 صدیقوں و لیوں نیکو کاروں اور باعمل عالموں کے اخلاق ہیں۔ اور انکا قول
 ہے کہ اولیاء اللہ جس درجہ تک پہنچے ہیں اُس تک کثرتِ اعمال سے نہیں
 پہنچے ہیں وہ تو صرف ادب ہی سے پہنچے ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ جب تک
 نفس اپنے اخلاق و صفات کے ساتھ باقی رہتا ہے اسوقت تک بندہ کے کل
 حرکات اُس کے حظرات کے پیرو ہوتے ہیں اور خطرات دہوتے ہیں ایک توفیق
 کیلئے اور یشکر ہے اور دوسرے نفس کی راحت کے لئے اور یہ وہی ہوس ہے
 اور شرک توحید کو خالص نہیں ہونے دیتا اور وہی ہوس عبودیت کو صاف ہونے
 نہیں دیتی۔ اور سالک جب تک کہ اُس دشمن کو کمزور کرنے میں مشغول نہ ہوگا جو اس کے
 پہلوؤں کے پیچ میں ہے اسوقت تک اسکا ایک قدم بھی درست نہ پڑے گا۔
 گو اُس کے اعمال اس قدر ہوں کہ آسمان و زمین میں بہر جائیں اور پورا مردہ ہی ہے
 جو باہر سے بیمار یوں کا علاج کرے اور اُنکی جڑوں کو اندر سے اُگھاڑنا شروع کرے
 تاکہ اسکا وقت صاف ہو اسکا ذکر خوش گوار اور اُسکا انس پائدار ہو۔ اور ان کا
 قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ جب وہ اپنے نفس سے کوئی بُرائی مثلاً کبر
 شرک تجمل یا کسی کے ساتھ بغض دیکھے تو جس بات کی طرف نفس بلاتا ہو اسکا
 اُٹار کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو اور اس کے حولِ قوت اور اپنے
 مجاہدات سے مدد چاہے۔ تب اس کے نفس کی بُرائیاں کمزور ہو جائیں گی اور اس کے
 قلب کا نور زیادہ ہو جائے گا جبکہ نتیجہ یہ ہوگا کہ حق تعالیٰ اپنی محبت کا ایک ذرہ

اُسین ڈال دے گا جس سے وہ صبیحین جیلے بنی چیزوں کو ترک کر دے گا اور سختیان برداشت کے بغیر الوفات سے الگ ہو جائے گا۔ اور ان کا قول ہے کہ جن اصول پر مرید کو اپنے معاملہ کی بنیاد رکھنی چاہئے وہ چار ہیں۔ حضور قلب کے ساتھ زبان کو اسکے ذکر میں مشغول رکھنا۔ اسکے مراقبہ پر قلب کو مجبور کرنا۔ اُسکے لئے نفس دھوا دھوس کی مخالفت کرنی۔ اور اُسکی عبودیت کے لئے فقر کی صفائی ڈھونڈ ہنی۔ اسی پر سب باتوں کا مدار ہے اور اسی سے اعضا کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ ہوتا ہے۔ پس نفس کو اُسکا حصہ کمانے اور پیسے میں سے دینا چاہئے اور جو چیز اسکو کیش بنائے اُس سے روکنا چاہئے کیونکہ یہ بندہ کے پاس السعز و جل کی امانت ہے اور یہی وہ سواری ہے جسپر اسکو سیر کرنا ہے اسلئے اسپر ظلم کرنا کو یا غیر پر ظلم کرنا ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ کیونکہ اپنے نفس کے قاتل کی نسبت غلو کا حکم آیا ہے اور غیر کے قاتل کی نسبت نہیں آیا ہے۔ اور وہ اسیر جو چیزوں کو لکھ اسونا بنا دیتی ہے خلوص کے ساتھ ذکر کی کثرت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ السعز و جل کا مراقبہ (ہمہ دم آگھون میں رکھنا) ہر سادت کی کنجی ہے اور یہی راحت کی مختصر راہ ہے۔ اسی سے قلب پاک و صاف نفس پروردہ اور اُتس زور آور ہوتا ہے۔ تب عشق آتا اور صدق حاصل ہوتا ہے۔ اور وہی وہ گہبان ہے جو نہیں سوتا اور وہ قیوم ہے جو غافل نہیں ہوتا۔ اور ان کا قول ہے کہ ہر بندہ پر واجب ہے کہ جو چیز نفس کو رنجیدہ کرے اور بُری معلوم ہو اُسی میں اسکو ڈالے تاکہ نفس اُسکا مطیع ہو جائے کیونکہ یہی تو وہ گہاٹی ہے جس میں گھسنے کی غلافی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے سر منڈھی ہے۔ اور بندہ اور اُسکے آقا کے بیچ میں نفسی

حجاب ہے۔ اور حیثیتِ اُسمین حرکت ہے وقت صاف نہیں ہوتا اور جب تک
 اوسمین خطرات ہیں ذکر بے کدورت نہیں ہوتا۔ اور نفس کے ہی باقی رہنے نے علما ر
 پر تسلیم کے خلوص کو دشوار بنا رکھا ہے۔ کیونکہ جب دل پر نفس غالب ہو گیا تو دل کو
 اُسے اپنا قیدی بنالیا اور اُسی کی حکومت ہو گئی۔ پس اگر نفس جنبش میں آئے گا
 تو دل ہی اُسکی وجہ سے جنبش میں آئیگا۔ اور اگر نفس کو سکون ہو گا تو اس کے باعث
 دل کو بھی سکون ہو گا۔ اور نفس کے وجود کی صورت میں کبھی حب دنیا و حب ریاست بندہ
 کے دل سے نہیں جاتی ہے۔ پس نفس کے غلبہ کی حالت میں کیونکر کوئی غافل ہو
 اور اسد عزوجل کے امین کسی حال کا دعویٰ کر سکتا ہے یا کیونکر کسی عابد کے لئے
 اپنی عبادت میں خلوص نصیب ہو سکتا ہے کیونکہ وہ نفس کی آفتون کو نہیں جانتا
 ہوا ہوس اُسکی روح ہے شیطان اُسکا خادم ہے۔ شرک کا خیر اسکی طبیعت
 میں ہے حق سے جھگڑنا اور اُسپر اعتراض کرنا اُسکی جبلت میں ہے۔ سورن میں اور
 کبر و ادوار کے نتائج اور قلتِ احترام اُسکی سمیت ہے۔ شہرت اور نام و فہم کی محبت
 اُسکی حیات ہے۔ اور اُسکی آفتون کی تعداد بہت ہے۔ اور نفس ہی وہ چیز ہے
 جو چاہتی کہ صلیح اُسکا آقا پہنچاتا ہے وہ بھی پوجی جاے اور جیسی اُسکے مالک کی
 تعظیم ہوتی ہے ویسی ہی تعظیم اُسکی ہی ہو۔ ایسی صورت میں اس کے رہتے ہوئے
 اور اس سے صلح کی حالت میں بندہ اپنے آقا سے کیونکر فریب ہو سکتا ہے۔ اور
 جسے اپر شغفت کی اسکو کبھی فلاح نہوگی۔ اسلئے خلوص والے پر واجب ہے
 کہ نفس جن چیزیں کو بُری سمجھے انہیں کو گلے لگاے اور جن چیزوں کی طرف مائل ہو
 اُنہیں کو دور بائش کئے اور اس بارہ میں جو لوگ اسکی مذمت کریں اُسکو قبول کر لے

اور جو لوگ اسکی رحمت کریں ان سے کہے کہ جس چیز کو تم سراہتے ہو وہ انکے سے
 اوچل ہے اور ہر دم اپنے نفس سے کٹا رہے کہ خدا تیری مراد برنالاے اور تجھے
 تیرے مقصد سے دور رکھے کیونکہ ہم اُس زمین سے اسکی پناہ مانگتے ہیں جسین
 نفس کی تروتازگی پیدا ہو۔ کیونکہ جسے نفس کی نازگی پر نگاہ کی اور نفس کی کچھ
 قدر کی یا یہ سمجھا کہ ہستی میں اُسکے نفس سے زیادہ ذلیل ہی کوئی چیز ہے اسنے
 اپنے نفس کو نین پھانا ہر وہ کیونکہ اسکو پاک و صاف سمجھتا یا اُسکے لئے غصہ کرتا
 یا اسکی خاطر سے کسی مسلمان کو تاتا ہے۔ اُس سے تو اسی طرح بچا چاہئے جس طرح
 زہر سے۔ اور جب تک یہ نفس قلب کے رُخ پر رہے گا کوئی نیکی قلب تک
 نہیں پہنچے گی کیونکہ وہ اسکے مُنہ پر سپر ہے اور چون وہ قلب پر قوت
 حاصل کرتا جائے گا دونوں اسکی بُرائی بڑھتی اور بھلائی گھٹتی جائیگی اور جب تک
 اُسکا شمع بھی باقی رہے گا شیطان اُس سے کنارہ نہوگا اور بُرے خطرات
 اس سے موقوف نہوئیں گے اور انکا قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ ہمہ تن
 اپنے نفس کے مقابلہ میں مشغول نہو جائے کیونکہ جو شخص اسکے مقابلہ میں
 مشغول ہوتا ہے اُسکو وہ روک دیتا ہے جیسا کہ اس شخص پر جو اسکی باگ بالکل
 چھوڑ دیتا ہے سوار ہو جاتا ہے بلکہ اُسکو اس طرح پر دھوکہ دے کہ ایک بات اسکے
 آرام کی کرے اور ایک نہ کرے پھر اس سے کم پر اُسکو لے آئے اور جو شخص
 اُسکا مقابلہ کرتا اور اسکا دشمن بن جاتا ہے اُسکو وہ دوسرے کاموں کی فرصت نہیں
 دیتا اور جو اُسکو دھوکہ دیکر لڑتا اور اسکی خواہش کی پیروی نہیں کرتا ہے اسکا نفع ہو جاتا
 ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب نفس کسی مرید پر اپنے حال کو صاف ظاہر نہونے

دے اور ترک دنیا اور اس امر کا ادعا کرے کہ اس کا عمل علم و تعلیم خالص الہی کے لئے ہے تو کچھ واجب ہے کہ اپنے آپ کو دھوکا نہ دینے والے ترازو پر تولے اور فریب نہ دینے والے کوئی پرکے اور تائش کے بعد کموش قبل کے بعد رد و توبہ ہونے کے بعد منہ پیر لینا عزت کے بعد ذلت اور تعظیم کے بعد امانت ہے پس اگر ان باتوں کے وقت اپنے آپ میں تغیر و تبدل کی پائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اُس میں ابھی نفس باقی ہے اس کے لئے مجاہدہ کرنا واجب ہے اور ڈھیل ڈال دینا جائز نہیں ہے۔ اور تغیر کے وقت اُس کو جان لینا چاہئے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھ کھڑا رہے اس کا پوچھنے والا اور اُس کی آفتوں کے حاصل ہونے میں اُس کی مدد کرنے والا ہے اور جس شخص کا حال یہ ہو وہ اسے جوصل سے دور ہے اور انکا قول ہے کہ میری جب اپنے نفس کا مجاہدہ چھوڑ دے اور اُس میں جذب نہ پیدا ہو اور اسکے اخلاق ایسے پائدار ہو گئے ہوں کہ انکے پیچھے سے چھوٹ نہیں سکتا ہو بلکہ وہ گویا اُسی بنیاد پر روزانہ عمارت بناتا جاتا ہو اور ہر لحاظ سے مستحکم رہا ہو یہاں تک کہ اپنی بیماری و حسرت میں مر جائے کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ جس کے نفس میں عزت و شہرت کی محبت چھپی ہو اُس کا نفس رملی پائے اس پر واجب ہے کہ اپنے رب سے جوصل سے فریاد کرے اُس کے سامنے سر نہوڑا دے اس سے معذرت کرے اور ہر قسم کے دعوے سے خموشی اختیار کرے۔ اور انکا قول ہے کہ جس شخص کا کوئی ایسا دشمن باقی رہ جائے جس کی نسبت اُس کو خوف ہو کہ اُسکی مصیبت سے خوش ہو گا اُس کو سمجھ لینا چاہئے کہ اُسکی وجہ صرف یہی ہے کہ اُس میں نفسانیت اور اُس کے دل میں دنیا کی محبت باقی ہے۔ اور انکا قول ہے

کہ جس شخص سے خلق منہ پھیر لے اور اس سبب سے بال بھر ہی اُس میں تغیر واقع ہو وہ
 انہیں لوگوں کے پاس ٹھیرا ہوا اور اپنے پروردگار عزوجل کے ساتھ خُشک کر نبالا ہے
 اور جس شخص کو ہر بیماری توڑ دے اور اس سے اُس میں بال بھر ہی تغیر آئے وہ اپنے
 نفس کے پاس ٹھیرا ہوا ہے اور اپنے پروردگار سے حجاب میں ہے اور جو شخص
 ذلت کی حالت میں متغیر ہو اور ویسا نہ رہے جیسا عزت کی حالت میں تھا وہ
 دنیا کا دلدادہ اور اپنے پروردگار سے دور ہے۔ اور اُن کا قول ہے کہ جو چیز
 اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو غافل کرے وہ دنیا ہے اور جو چیز دلوں کو اسکی
 طلب سے روکے وہ دنیا ہے اور جو چیز دل میں غم لائے وہ دنیا ہے۔ انہوں
 نے اپنے کسی بہائی کو یہ خط لکھا تھا۔ یا اخی! السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد
 مدعا یہ ہے کہ آپ نے مجھے درخواست کی تھی کہ میں آپکے لئے دعا کر دوں۔ اگرچہ
 کہاں یہ بندھکر میں اور کہاں اجابت دعا۔ تاہم نہ بظہر بجا آوری حکم ہم آپ کے لئے
 دعا کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا ذکر تمہارے دل میں ڈال دے اور
 اپنے شکر اور اپنے حکم کی رضامندی تم کو القا کرے اور اپنی توفیق اور اپنی مدد سے
 تم کو خالی نہ رکھے اور تم کو تمہارے نفس یا اپنی کسی مخلوق پر چڑھ نہ دے۔ اور تم کو
 اُن لوگوں میں سے بنا دے جنہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا اور اپنے قول و فعل
 میں خلوص برتاؤ اور تم کو ایسے لوگوں میں سے بنا دے جنہوں نے اللہ عزوجل کو چاہا
 اور خلوص و ادب کے ساتھ اُسکی جستجو میں کوشش کی اور متابعت و تصدیق کے
 ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہا اور اچھے کاموں اور اذیتوں کی برداشت
 اور اِذا ساز بنوں کے ترک سے آخرت کو چاہا۔ اور تم کو اُن لوگوں میں سے بنا دے

جو اللہ کے ذکر کی موافقت رکھتے والے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کاجنے والے
 اللہ عزوجل سے خلوص برتتے والے اللہ عزوجل کی توحید کرنے والے اللہ کو سچا
 سمجھنے والے اپنی جانوں پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دینے والے اور اپنے حقوق پر اُس کے
 حق کو مقدم رکھنے والے ہیں جنکے باطن کینہ سے اور دل اُس کے ماسوا سے پاک
 ہیں اور جنہوں نے اپنے آقا سے دین کے سوا کچھ نہیں مانگا اور جو نہ اپنا کچھ کسی پر
 ترجیح دینے نہ کنکاش میں پڑنے نہ خصوصیت جتانے اور نہ اپنے مولیٰ کے سوا
 کچھ چاہتے ہیں اور نہ اُس کے غیر سے خوش ہوتے اور نہ اُس کے غیر کے چلے جانے
 سے غم کرتے ہیں۔ اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت پر شفقت کرتے
 اور ان سے ربی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ مسلمانوں کو نصیحت کرتے اور برائیاں
 کتنے نرمی برتتے اور ان سے رکھا نہیں کرتے ہیں۔ اور جس میں عیب ہے
 اُس کے عیب سے چشم پوشی کرتے اور اس پر پردہ ڈالتے ہیں اور مسلمانوں کے چہرے
 عیبوں کے چہرے نہیں پڑتے۔ جو لوگ کہ نام حرکات و سکنات میں اللہ ہی کو
 پیش نظر رکھتے ہیں۔ جبکہ غصہ بغیر کینہ اور بغیر بدخواہی کے اللہ ہی کے لئے اور
 خوشنودی بغیر ہوا و ہوس کے اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے۔ جو لوگ کہ اپنی بساط
 پر حکم نہیں دیتے مگر انہیں باتوں کا جبکہ شریعت نے حکم دیا ہے اور منع نہیں
 کرتے مگر انہیں چیزوں کو جبکہ شریعت نے منع کیا ہے جن پر اللہ کے بارہ میں
 کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی اثر نہیں ہوتا جو لوگ کہ عالم کے ظلم
 سے غصہ نہاک ہوتے عالم کو برا جانتے اور اُس کی تعظیم نہیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ
 سے درخواست کرتے ہیں کہ ظالموں کو بے بس کر دے تاکہ وہ ظلم نہ کریں اور

اللہ تعالیٰ انکو توبہ کی توفیق دے تاکہ توبہ کریں۔ جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ کی اوتاری ہوئی
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ جو دنیا اور
 خلق سے پرہیز اور ہمہ تن حق کی طرف توجہ کرنا لے ہیں۔ جو لوگ کہ اپنے مولیٰ کی
 ہر چیز اور ہر بات سے راضی ہیں اور اسکو اچھی ہی جانتے ہیں اور اپنی ہر چیز اور ہر
 بات سے بات سے وحشت کرتے اور اسکو بُری ہی جانتے ہیں۔ اور اے
 اخی۔ تمکو اُن توحید کرنے والوں میں سے بنا۔ جنہیں کبھی شرک نہیں جو اُن تخریب
 کرنے والوں میں سے جنہیں ذرا بھی اہمیت نہیں ہے اُن قصد یتق کرنا والوں میں
 سے جنہیں مطلق شک نہیں ہے اُن ذکر کرنے والوں میں سے جنہیں ہرگز فراموشی
 نہیں ہے اُن طالبوں میں سے جنہیں ہرگز مستی نہیں ہے اُن پیروی کرنے والوں
 میں سے جنہیں نام کو بدعت نہیں ہے اور اُن ایثار کرنے والوں میں سے جو اپنی
 جان و نفع پر مطلق شفقت نہیں کرتے۔ جو ایسے زاہد ہیں کہ نہ اسی کی طرف میلان
 رکھتے نہ کسی سے جھگڑتے ہیں۔ ایسے راضی و شاکر ہیں کہ اُن میں غصہ ہی نہیں
 ہے خلق پر ایسے مہربان ہیں کہ اُن میں سختی ہی نہیں ہے۔ اور ایسے ناصح ہیں کہ رعایا
 جانتے ہی نہیں جن لوگوں سے خوف خدا کبھی جدا نہیں ہوتا اور جھکے عظمت رب العزت
 ہمہ دم پیش نظر رہتی ہے اور جنکے دل میں کسی کیفیت یا خیال کا کوئی اندیشہ ہی نہیں
 گذرتا ہے۔ اور اے اخی۔ انکو طاعت کی نگہداشت اور عادت کو ترک کرنے
 والوں میں سے بنائے۔ خلکو اُنکے مولیٰ کے سوا کوئی چیز خوشنود نہیں کر سکتی
 اور جو اپنی جان و نفع اور اپنی روح کو اُسکے لئے خود خوشنود کرنے اور نہ اوروں کو
 خوشنود کرنے دیتے ہیں جو لوگ کہ کینہ و بغض نہیں رکھتے اور شارع کے نقش قدم

پر چلتے اور انہیں کا اقتدار کرتے اور انکے سب صحابیوں پر رحمت بھیجتے اور قربت
 والوں کو دوست رکھتے اور بزرگوں کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہیں جو لوگ کہ مسلمانوں
 کو اپنی راے و اپنی نفسانی خواہش سے نہ بدعتی کہتے اور نہ بدکار قرار دیتے
 ہیں جن لوگوں کے دل ایسے لوگوں کی نسبت بدگمانی یا بدگمانی کی آرزو سے پاک
 ہیں جو اسرار اُسکے فرشتوں اور اُسکی کتابوں اور اُسکے رسولوں اور روایات
 پر ایمان لائے ہیں جیسے کہ دلون میں شفقت و رحمت کے سوا کچھ نہیں ہے جیسا کہ دنیا
 کی آرائش خود پسندی میں مبتلا نہیں کرتی اور جو اُسکے عزت و ارک و عزت دار
 نہیں سمجھتے اور نہ اُسکے مالدار کو مالدار جانتے ہیں اور نہ اُسکے بادشاہ کو بادشاہ
 مانتے ہیں اور نہ اُسکے آسائش کرینوالے کو آسائش کرنے والا کہتے اور نہ اُسکے
 تندرست کو صحیح و سالم خیال کرتے ہیں۔ جو لوگ کہ ایسے شخص پر رحم کرتے ہیں جو
 دنیا کو نام و کمال لئے بیٹھے ہیں کیونکہ اُسکے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ جو لوگ کہ اپنی
 ذات سے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں اور اپنی ذات کے لئے مطالبہ نہیں کرتے
 جیسا کہ مقررہ میعاد کے سبب غم لاحق نہیں ہوتا اور نہ کسی مخلوق سے ڈر لگتا ہے
 جن لوگوں نے اپنی صفات جدائی اختیار کی یہاں تک کہ اُن کا نام و نشان نہ رہا
 اور اپنے اخلاق کی نفی کی یہاں تک کہ وہ جاتے رہے اور اپنے نفس کی مخالفت
 کی یہاں تک کہ وہ معدوم ہو گیا۔ جو لوگ کہ اللہ عزوجل کو اُسکی مخلوق کا محبوب بنانے
 اور اُسکو اُسکی نعمتیں یاد دلاتے ہیں اور اُسکی مخلوق کو اُسکی طاعت پر آمادہ کر کے
 اور اُسکی نعمتوں کا اعتراف کر کے اور تقصیر و خدمت کی معذرت کر کے اُس کا محبوب
 بناتے ہیں۔ جیسے کہ ہر لوگوں کے مالوں سے اور جیسے کہ اعضا مسلمانوں کی ایذا دہی

اور اُنکے ہاتھوں پر عجائبات ظاہر کئے اور شیر خوارگی میں اُن سے روزے رکھوائے اور اہل طریقت کی زبان میں ان کا کلام کثرت سے اور بہت بلند پایہ ہے۔ جن میں سے یہ ہے کہ جو شخص اپنی ہدایت میں سخت ریاضت نہ کرے گا اُسکے مرید کو فلاح نہوگی کیونکہ اگر یہ سوئے گا اسکا مرید ہی سوئے گا اور اگر کٹرا ہوگا اسکا مرید بھی کٹرا ہوگا اور اگر لوگوں کو عبادت کا حکم دے گا اور خود عنایت میں رہے گا یا اُن کو نہلائے تو یہ کرنے کو کہے گا اور خود اُسکو کرے گا تو لوگ اُس پر نہیں گے اور اُسکا کہنا مانگے اور جب ان سے کہا جاتا کہ ہمیں نصیحت کیجئے اور ارشاد دیجئے تو اکثر بعضوں کے ان دونوں مقولوں کو پیشاپذہا کرتے تھے: **بشعر**

پہلے صورت بنائے بی بی سی کچھ تو تب برابر می باندی
مصروع بیمار کو بیمار سے کیا خاک شفا ہو

اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے پیر کی اجازت کے بغیر کبھی کلام نہ کرے اگر اُسکا جسم حاضر ہو تو اجازت لے لے لے اور اگر غائب ہو تو قلب کے ذریعہ سے اجازت طلب کرے۔ اور اسکی باندی اسوقت تک کرے کہ ترقی کر کے رب عزوجل کے ساتھ ہی ہی ادب ملحوظ رکھنے کے مقام تک پہنچ جائے کیونکہ جب پیر دیکھے گا کہ مرید اُسکے ساتھ یہ مراعات برتتا ہے تو لطف آمیز شراب سے اُس کی تربیت کرے گا اور تربیت کے بانی سے اُسکو سیراب کرے گا اور تہر معنوی سے اُسکی گہداشت کرے گا۔ اور اُسکی سعادت کا کیا کہنا ہے جو اپنے مہربانی کے ساتھ حسن ادب سے پیش آئے اور اُسکی شقاوت کا کیا پوچھنا ہے جو سوار ادب دکھائے اور کہا کرتے تھے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سیرا ہے معاملہ کیا اس کو

وہ اسرار و حضائر پر اختیار دیدیتا ہے اور جس نے اپنی نگاہ میں غیر کا عکس
 نہ کرنے و یادہ التباس سے بچا رہا۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے قلب کے ساتھ
 اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر رہنے کے باعث غائب رہا وہ قلب کے غائب
 رہنے کے زمانے میں ملکوت نہیں ہے اور جب نگاہ عالم شہادت کی طرقت آیا
 تو جو عبادت اُس سے فوت ہوئی ہے اسکی قضا کر لے۔ اور یہ مبتدیان کا حال ہے
 اور کاملون کا حال یہ ہے کہ ان پر یہ حکم جاری نہیں ہوتا بلکہ وہ فرائض و سنن کو ادا
 کرنے کے لئے لوٹا دیے جاتے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص منشرع متحقق
 پاک صحابہ و شریف نمودہ میری اولاد میں سے نہیں ہوگا وہ میرا صبی بیٹا
 ہی کیون نہ ہو اور میری دنیا میں سے جتنے لوگ شریعت حقیقت طریقت و آیات
 حقیقت زہرہ و ع اور قسط طمع کے پابند ہوں وہی میری اولاد ہیں گو وہ دور و دور ہوں
 کے کیون نہ ہوں۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں تو کہا کہ
 جو امر و عمل چاہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جتنے ٹھہرنے والے ہیں سب
 ٹھہرنے کی لذت کو نہیں جانتے اور نہ سب خدمت کرنے والے آداب خدمت
 کے واقفکار ہوتے ہیں اور اسی لئے بہت سے آدمی سخت ریاضتوں پر بھی
 قطع کر دے گئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اسے میری اولاد میں نہ کہو اللہ تعالیٰ کا واسطہ
 دیکر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم جہر یون کی
 بکریاں نیستی کے دُنبے اور راتب کے حلوان ہووے وہ شخص جسکو بھٹنے کے لئے
 تنور دہکایا جا چکا ہے اور اسے وہ شخص جسکے لئے چری تیز کیجا چکی ہے اپنے
 آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچا۔ اور انکا قول ہے کہ نفیر کامل نہیں ہوتا جب تک

کہ سب لوگوں کا دوست رکھنے والا سب پر مہربانی کرنے والا اور سب کے عیسویوں کا
 ڈھانکنے والا تھا اور اگر اسکے خلاف ہوا در کمال کا دعویٰ کرتا ہو تو وہ جھوٹا ہے اور کہا کرتے
 تھے کہ کسی فقیر کے نہ حال کو بُرا سمجھو نہ لباس کو اور نہ کمانے کو چاہے وہ کسی حال
 اور کسی جاسمین ہو۔ بلکہ کسی کو بُرا نہ سمجھو مگر اسی صورت میں کہ ایسے ممنوع کا فرنگب
 ہو جسکی مراحت شریعت میں ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بُرا سمجھنے سے وحشت
 پیدا ہوتی ہے اور وحشت بندہ کو اُس کے پروردگار عزوجل سے منقطع کر دینے کا سبب
 ہوتی ہے۔ کیونکہ آدمیوں میں سے کوئی خاص ہوتا ہے کوئی خاص الخاص کوئی
 بتدی کوئی منتہی کوئی متشبہ اور کوئی متحقق اور اللہ تعالیٰ بعض پر بعض کو جو
 سے رحم فرماتا ہے اور نہ زور آور کمزور کے ساتھ چل سکتا ہے اور نہ کمزور زور آور
 کے ساتھ اور فقرا بادل میں اور بادل کی حالت تلوار کیسی ہے اسلئے جب فقیر
 تم میں سے کسی سے ہنسکر بولے تو اُس سے ڈرو اور اُس سے جب تلوار و اب
 ہی سے ملو۔ اور انکا قول ہے کہ شریعت چڑ ہے اور حقیقت شاخ۔ پس شریعت
 بر علم مشروع کی جامع ہے اور حقیقت ہر علم خفی کی اور سارے مقامات انین
 و یون کے اندر ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ علم میں سے وہی سیکھے
 جو فرض و نفل کے ادا کرنے کے لئے اُس پر واجب ہے اور فصاحت و بلاغت میں
 نہ ہنسیے کیونکہ یہ اُسکو اُسکی مراد سے باز کر سینگے بلکہ عمل میں صالحین کے آثار کی جستجو
 کرے اور ذکر کی موافقت رکھے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ مردانِ خدا میں کوئی مرد ہے
 کوئی آدم مرد کوئی چوتائی مرد کوئی پور مرد کوئی مانع کوئی مُدک اور کوئی داصل۔ اور
 انکا قول ہے کہ خواص کی تو بہ کل اسوی اللہ کا محو کر دینا ہے اور اپنے جس قول

فصل پر مطلع ہوتے ہیں اسکی نسبت یہ تو یہ کرتے ہیں کہ اُنکے باطن میں یہ نہ کھلے کہ یہ
 میرا ہے یا یہ دہم ہی نہ کرے کہ مجھ میں پایا جاتا ہے اور وہ ”یمن“ کھنے سے
 ڈرتے ہیں۔ پس وہ خطرات کی نگہداشت کرتے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے
 مرید! ہمتِ عزم اور شدتِ جزم کو جمع کرنا کہ راستہ کو یافت سے نہ کہ دریافت سے
 پہچانے۔ پس جس مقام میں تو ٹھہر جائے گا وہی تیری روک ہو گا بلکہ جو شے تجھ کو
 تیرے مولیٰ سے روکے اُسے چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیزیں ٹال
 میں۔ اور انکا مقولہ ہے کہ روگردانی سے روگردانی پیدا ہوتی ہے۔ اور کہا کرتے تھے
 کہ اے میرے بچے! الغویا سے مجھے معاف کر کہہ اور اپنے قالب سے مجھ کو ہر
 قلب کا ہو رہ۔ اور کہا کرتے تھے کہ بھائی! اس دعوے سے بچے رہو کہ تمہارا
 کوئی معاملہ خالص یا کوئی حال ہے اور جان لو کہ اگر تم نے روزے رکے تو اُسی نے
 تم سے روزے رکھو اے اور اگر تم نے قیام کیا تو اُسی نے تم سے قیام کرایا اور اگر
 تم نے کوئی کام کیا تو اُسی نے تم کو کام میں لگایا اور اگر تم نے دیکھا تو اُسی نے تم کو
 دکھلایا اور اگر تم نے اس فرقہ کی شراب پی تو اُسی نے تم کو پلائی اور اگر تم گناہوں سے
 بچے تو اُسی نے تم کو بچایا اور اگر تم نے ترقی کی تو اُسی نے تم کو منزل پر پہنچایا اور اگر تم بوجھے تو اُسی نے
 تم کو ہونچا یا اور بیچ میں اسکے سوا تمہارے لئے کچھ نہیں ہے کہ تم اپنے گنہگار
 ہونے کا اعتراف کرو ایک نیکی ہی تمہاری نہیں ہے اور یہی صحیح ہے بھلا تمہاری
 نیکی کہاں سے آئی اُسی نے تم پر احسان کیا اور وہی تم میں حکمران ہے چاہے
 مقبول بناے اور چاہے مردود۔ اور انکا قول ہے کہ قلب کی اولاد صلب کی
 اولاد سے بہتر ہے اسی لئے صلبی اولاد کو میراث میں سے ظاہری ترکہ ملتا ہے

اور قلبی اولاد کو اسرار میں سے باطنی حصہ - اور انکا قول ہے کہ جو شخص داند و نیت
 میں داخل کیا گیا اور جلال و عظمت اُس پر کھول دی گئی وہ بغیر اپنے رہ جاتا ہے
 اور اسوقت وہ کچھ زمانہ تک خالی رہتا ہے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و پروردگی
 میں لوٹ آتا ہے عام اس سے کہ وہ حاضر ہو یا غائب اور اُسکا کوئی حصہ نہ کرامات
 میں باقی رہتا ہے نہ کلام میں اور نہ نفسانی نظام میں اور عبودیت محضہ کے
 لئے خالص کر لیا جاتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ عطیہ والے بہت ہیں اور اس
 زمانہ کے لوگوں میں بہاہمی کے سوا کچھ نہیں رہا ہے وہ یا تو صفات کے معنی
 پوچھتے ہیں یا ہمارے یا حروف مقطعات کے اور مبتدی کو ان باتوں کا پوچھنا
 سزاوار نہیں ہے اور جو صاحب تکمیل ہے اُسکو جائز ہے کہ جو شخص اسکا اہل
 ہو اُس پر ان باتوں کو روشن کر دے کیونکہ ان چیزوں کے علم کا راستہ کشف کے
 سوا اور کوئی نہیں ہے - اور جو شخص لوگوں کے کلام باد کرنے یا حقائق کو اور حقیقت
 میں گفتگو کرنے والوں کی باتوں کو صحیح کرنے میں مشغول ہو اوادہ دوسری عمر کلمات سے
 لایا گیا جسمین فانی عمر سے فارغ ہو کر باقی عمر کی طرف جائیگا - وہ لوگ تو عاشق تھے
 اور انہیں سے ہر شخص اپنے عشق کی زبان اور اپنے ذوق عرفان سے باتیں
 کرتا ہے اسلئے وہ ایسا کلام ہے جسکی کوئی حد نہیں ہے اور ایسا دیر یا ہے جسین
 ہر سے لوگ ڈوب گئے اور کوئی اُسکی یہ تائید پہونچا اور نہ اُسکے ساحل تک
 اور عارف جو اردن کا کلام بیان کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو چھپانے اور جس کو
 چھپانین سکتا ہے اُسکو مجبور اظہار کرنے کے لئے کرتا ہے آہ آہ آہ - اور خداے پاک
 گواہ ہے کہ میں جب کہیں کوئی بات زبان سے نکالتا یا حوالہ قلم کرتا ہوں تو حضرت

یہی چاہتا ہوں کہ لوگوں کی مشغولی یا کسی غامض معنی کے سمجھنے کا ذریعہ ہو اور کچھ نہیں
 کیونکہ خلوص اکثر آدمیوں سے چلا گیا۔ اور انکا قول ہے کہ علم توحید و تفسیر میں سارے
 کلام کریموں اور مآثورین میں سے کوئی بھی قرآن عظیم کے حروف میں
 سے ایک حرف کے معنی کی معرفت کو دریافت کر کے گنہ کی شناخت کے
 عشر عشر تک نہیں پہنچتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ طریقت کی ابتداء نفس
 تلف تفسیر اور حفظ سے باہر نکل آتا ہے کیونکہ فلاح و نجات صلاح و ہستی اور
 ارباب حرفت اُسی کے لئے ہیں جو حفظ و چوڑ دینا اور تکلیف ویدی کے مقابلہ
 میں برداشت اور نیکی سے کام لیتا ہے اور اپنے خلق کو دُصیح کرتا ہے
 اور فقیر کے نہ ہاتھ ہوتے ہیں نہ زبان ہوتی ہے نہ کلام ہوتا ہے نہ دربار
 ہوتی ہے نہ ڈانٹ ہوتی ہے اور نہ کوئی عجز اُصل ہوتا ہے اور اُسکو اُسکے
 معشوق سے نہ کوئی پھیرنے والا پھیر سکتا ہے اور نہ تلوارین روک سکتی ہیں
 اور انکا قول ہے کہ حرام کا کما اُصل کو روک دیتا اور دین لکھ کر بنادیتا ہے اور
 قول حرام مجیدی کے عمل کو بگاڑ دیتا ہے اور حرام کما اُصل کے عمل کو بگاڑ
 کر دیتا ہے اور دنیا ماروں کے ساتھ میل جول دانائی و بینائی میں تاریکی پیدا کرتا
 ہے اور کہا کرتے تھے کہ امیر و جل اپنے بندوں میں سے اُسی کو دوست رکھتا
 ہے جو سب سے زیادہ اُس سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ دل شکر گاہ زبان
 اور ہاتھ کو پاک رکھنے والا اور سب سے زیادہ بار سب سے زیادہ درگزر کرنے والا
 سب سے زیادہ فیاض سب سے زیادہ ذکر کرنے والا اور سب سے زیادہ فراخ دل ہوتا ہے
 اور انکا مقولہ ہے کہ جو حضور میں رہے گا وہ دنیا و آخرت کو دیکھے گا اور کہا کرتے

تھے کہ وہ کیونکر جوئے و عودن سے بچتے رہو کیونکہ ان سے رو سیاہی حاصل ہوتی ہے اور دل کی بینائی چلی جاتی ہے۔ اور خبردار عورتوں کی دوستی اور ان کو بے محابا دیکھنے اور شہ بدن مجاہدی کا ذکر کرنے اور راستہ میں فوجانوں کے ساتھ چلنے سے بچتے رہو کیونکہ یہ سب نفسانیتیں اور شہوتیں ہیں اور جسے فرقہ صوفیہ کے طریقہ میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے وہ ہم میں سے ہے اور وہ ہم میں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا** (جو چیزیں تم کو دے دیا کریں وہ تولے لیا کرو اور جس سے تم کو منع کریں دست کش رہو) یہ عجیبی سریانی عبرانی زندگی اور پرندہ و چرندہ سب کی زبانیں بولتے تھے۔ ع

✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱

✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱

اور ان کا قول ہے کہ عمل کو ہاتھ سے نہ دو اور اس سے بچتے رہو کہ طریقت میں طلاق لسانی دکلاوا اور اہل طریقت کے اخلاق نہ اختیار کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہتے یہاں تک کہ پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اور اس قدر قیام فرماتے تھے کہ پائے مبارک سوچ جاتے تھے بعد بڑے بڑے صحابہ نے اسی میں آپ کی پیروی کی چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب سانس لیتے تھے تو جگر پر بیان کی بڑائی نہی اور انہوں نے

عہ بارہ ۲۸ - رکوع ۴ - سورہ حشر - ۱۲

عہ مصنف نے اس مقام پر حضرت کے تین خطبہ دیکھے نام کے نقل کئے ہیں جنہیں سے ہر ایک کی ابتدا تو عملی عبارت ہے لیکن بعد کو وہ نشان ہے جس کا سمجھنا محال عادی ہے اس لئے ان کو

چھوڑ دیا گیا - ۱۲ مترجم

اپنا سارا مال خدا کی راہ میں دیدیا اور عربین اغصاب رضی اللہ عنہ اس قدر ریاضت کرتے اور تکلیف سہتے تھے کہ اپنی گڈڑی میں چڑے کے پیوند لگاتے اور سر میں نہایت موٹے اور گہرے کپڑے کا ٹکڑا پیٹتے تھے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات کو کھڑے کھڑے قرآن کا ایک ختم کرتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ بڑے زاہدون اور مجاہدہ کرنیوالوں میں سے تھے۔ اور اکثر بلاد اسلام انہیں خواص صحابہ کے فتح کئے ہوئے ہیں بادصف اسکے کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب تھا انکے اعمال ایسے تھے اور انکی ریاضت وزہد و گرسنگی ایسی تھی۔ اس لئے حقیقت و شریعت کو محکم کر دیا اگر چاہتے ہو کہ تمہارا انداز کیا جاوے تو تفریط کو راہ نہ دو اور حقیقت کا نام صرف اسی لئے حقیقت رکھا گیا ہے کہ معاملات کو اعمال سے محقق کرتی اور دریاے شریعت سے حقائق کے جواہر نکالتی ہے۔

اور انکا قول ہے کہ جب تک تمہاری زبان حرام چکھتی رہے گی اُسوقت تک اسکی طمع نہ رہے کہ تم حکمتوں و معرفتوں کا کچھ بھی مزہ چکھو گے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ آنکھ میں جو قوت بینائی ہے اُسکی ہی ایک بینائی ہے اور قلب کی ہی ایک زبان ہے جسکا بھمنا دقت طلب ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اُسکو د دست رکھو تو آسمان و زمین والے نکلود دست رکھیں گے اور اُسکی اطاعت کرو تو جن دالنس تمہاری اطاعت کریں گے اور تمہارے لئے دریا خشک ہو جائیگا اور ہوا تمہاری فرمانبردار ہو جائیگی اور اسے میرے بچے اولیوں کے اخلاق اختیار کر دو تاکہ تمکو سعادت حاصل ہو اور اگر تم خلافت کا پرچہ حاصل کرو اور جو شخص تم سے جھگڑے اس پر کہتے ہو کہ دیکھو میری پیری کی یہ سند ہے پیر دین کے اخلاق تم میں لوں تو وہ پرچہ کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ تو حفاظت ہے نہیں اس پرچہ کو پڑھو اور جو

نصیحتیں اُسین ہوں اُس پر عمل کرو تب تک فائدہ پہونچے گا اور برگزیدگی حاصل ہوگی
 اور اولیاء کے درجوں کا قرآن بعد قرآن اور نسلاً بعد نسل آخر دنیا تک یہی راستہ ہو
 اور جب مرید فصاحت و بلاغت میں مشغول ہوا تو طریقت اُس سے رخصت ہوئی
 اور جو اُسین مشغول ہوا وہ الگ کر دیا گیا۔ اور مرید کے لئے نیکو کاروں کی حکایات
 و صفات کا مطالعہ اللہ تعالیٰ کے شکر و نین سے ایک شکر ہے مگر اُسی وقت
 تک کہ اس طریق میں انہیں پر قناعت نہ کرے۔ اور سارا علم و باتوں میں جمع کر دیا گیا
 ہے اور وہ یہ کہ عبودیت کو چھپانے اور اُسکو پوشے میں جس نے یہ کر لیا اُسے شرعیات
 و حقیقت کو پالیا اور اس سے علماء کا بیکار قرار دینا لازم نہیں آتا بلکہ علم عمل سے پیدا
 ہوتا ہے اور میں نے یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہا ہے **فَاَقْرءْ وَاذْكُرْ**
مَا كُنْتَ تَرْكٰهُنَّ (جب قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو) اور ہر فرقہ کی ایک راہ
 ہو کرتی ہے ورنہ کہیں اللہ تعالیٰ ایک ہی شخص میں اس قدر علم و عمل جمع کر دیتا ہے
 کہ لوگوں کو گل فوائد بتاتا ہے پس شریعت درخت ہے، اور حقیقت ثمرہ۔ اور اللہ تعالیٰ
 کی طرف کی راہ چڑھ کر کوئیست و نابود اور جگر کو پاش پاش کر دیتی جسموں کو لاغر بناتی
 نیند کو اڑاتی قلب کو بیکار کر دیتی اور دل کو گھٹا دیتی ہے مگر جب پردہ اٹھ جاتا ہے
 تو خطاب سننا اور لوح محفوظ میں رموز کو پڑھنا اور وقیع معنوں پر مطلع ہونا اور ترقی
 جہانوں میں شراب پیتا ہے پس وہ اپنے قلب کے ساتھ رہتا ہے بعد اُک قلب
 نہیں بلکہ مُقَلَّب کے ساتھ کیونکہ اللہ آدھی اور اُکے دل میں آڑے آجاتا ہے

عہ بارہ ۲۹ رکوع ۱۲۶ - سورہ مزمل -

عہ ان اللہ یَحْوِلُ بَیْنَ اَلْمَرْءِ وَ قَلْبِہٖ (بارہ ۹ - رکوع ۱۵) کا ترجمہ ہے - ۱۲ -

پس جب سب سے باہر نکل جاتا ہے تو بغیر زبان کے وہ زبان آور ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ سخت ریاضتیں کرتا اور اعمال ظاہرہ بجا لاتا ہے بعدہ اعمال باطنی کی پابندی کرتا ہے اسکے بعد نہ حرکت رہتی ہے اور نہ کلام اور گھسہ بھسہ کے سوا وہ کچھ نہیں سنتا ہے وہ تو بالکل بے حس ہو جاتا ہے اسکے بعد وہ صفائی کی صفائی اور وفا کے وفا سے صاف ہو جاتا ہے اور اخلاص میں اخلاص کے لئے اخلاص کے اخلاص سے خالص ہو جاتا ہے بعدہ وہ اُن باتوں سے جن سے ہنشنی حاصل ہوتی ہے تقرب دہونڈتا ہے کیونکہ ہنشنی کے دو سبب خاص آداب ہیں جنکو عارف ہی جانتے ہیں۔ اور جب عارف عرفان کے مقام میں کامل ہو جاتا ہے تو اللہ اُسکو علم بلا واسطہ کا وارث بناتا ہے اور جو علوم کہ انواع معانی میں لکھے ہوئے ہیں اُنکو وہ اخذ کرتا ہے پس اسکے رموز کو سمجھتا اُنکے کنوز کو پہچانتا اُنکے طلسمات کو توڑتا اور اُنکے رسم و رسم کو جانتا ہے اور استدعائی اُسکو اُن علوم پر مطلع فرماتا ہے جو نقطون میں ودیعت رکھے گئے ہیں اور اُنکو انکار کا اندیشہ نہ تو وہ باتیں بیان کریں جنسے عقلمیں رنگ ہو جائیں اور اسمطرح عبارتوں کے اشارات میں سے اُنکی مغلق عبارتیں اور مختلف زبانیں ہوتی ہیں اور اسمطرح اُنکو حروف و قطع و وصل و ہمزہ و شکل و نصب و رفع کے معانی میں غیر محدود باتیں حاصل ہوتی ہیں انہر صرت وہی لوگ مطلع ہوتے ہیں اور علیٰ ہذا اُنکو ان چیزوں پر اطلاع ہوتی ہے جو رخت کی بستون اور پانی اور ہوا پر لکھا ہے اور جو کچھ خشکی و تری میں ہے اور جو کچھ آسمانی خیمہ کی گنبد کے صفحہ پر اور جو کچھ کہ جن دامنس کی پیشانیوں پر لکھا ہوا ہے کہ دنیا و آخرت میں اُنکو یہ باتیں پیش آئیں گی میں اور علیٰ ہذا اُنکو اُس چیز کی اطلاع ہوتی ہے جو بغیر

لکھے ہوئے سارے افوق الوق و ماتحت التحت میں لکھا ہوا ہے اور یہ اُس
 حکیم کے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے جسکو حکیم علیم سے علم تھا ہو کیونکہ سر لڈی
 کی سختی کا کچھ حال حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے قصہ میں ظاہر
 ہو چکا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بعض اولیاء را ایسے ہوتے ہیں جو نہ خطاب جانتے
 ہیں نہ جواب پس وہ بہر دن کی طرح اسرار کے امانت دار ہیں زبان حال سے
 باعین کرتے اور لبوں پر ہر سکوت رکھتے ہیں اسرار عامہ اُنکے پاس ودلایت
 رہتے ہیں اور دین مختلف طور کے ہیں اسلئے اولیاء را مدین سے کوئی عارف
 کوئی عاشق کوئی متغیر کوئی ذاکر کوئی متذکر کوئی متغیر کوئی گویا کوئی خاموش
 کوئی مستغرق کوئی صائم کوئی قائم کوئی باہم کوئی مفسط کوئی صائم صائن کوئی تائم دائم
 کوئی باہم واصل کوئی واصل بیدار کوئی واقف و اموشکار کوئی مدہوش
 سنت دہی کوئی گریہ و تبسم کنندہ کوئی گرفتار قبض کوئی خندان کوئی خوف زدہ
 کوئی صاحب احتلاہ کوئی پریشان کوئی حیران کوئی سرگردان کوئی چیخنے والا
 کوئی نوحہ کرنے والا کوئی اسکی جمعیت و جمع سے صاحب جمعیت ہوتا ہے اور
 کوئی انین سے ایسا ہوتا ہے کہ جسوقت تحقیق کو پہنچتا ہے کپڑے پہاڑ ڈالتا اور
 توبہ کرتا اور اُس پر حال غالب آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بعض کی وجہ سے بعض پر رحم
 فرماتا ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد زہے نصیب اُسکے جو اس
 حال کو پہنچے کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے قربت کر دے اور لہر اُنکو اللہ تعالیٰ کی طرف
 بلاتا ہے پس تم اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلائیو اے بنو۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ
 کار اس اہل محبت و تسلیم اور معاندت و مخالفت کی سیر کا ڈال دینا اور اپنے پیر کی راہ

اور حکم کے تحت میں آرام نہیں ہے پس جب مرد میں ہر روز محبت و تسلیم کی نیا دتی
 ہوگی تو وہ قطع کر دے جانے سے بچا رہے گا کیونکہ راستہ کے عوارض اور اتفاقات
 و ارادات کی گھاٹیاں ہی مدد پہنچنے سے الگ کر دیتی اور وصول سے روک دیتی
 ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اسے میری اولاد! جب تم میں سے کوئی شخص اپنے
 مولیٰ سے عمدہ معاملہ نہ رکھتا ہو تو وہ اُن احوال میں نہ پڑے جکو وہ نہیں جانتا کیونکہ
 اس فرقہ کے لوگ اُن حضرات کے موافق جن میں وہ داخل ہوتے ہیں کہی تہذیب
 کی زبان سے گفتگو کرتے ہیں اور کہی تحقیق کی زبان سے اور تم نے اے میرے
 بچے نہ اُنکے حال کا مزہ چکھا ہے نہ تہذیب میں مبتلا ہوئے اور نہ اُنکی حضرات میں
 داخل ہوئے ہو پھر تم کو کہاں سے یہ معلوم ہو کہ وہ گمراہ ہیں کیا اے بچے تم تیرا
 نہ جاننے پر عند میں تیرا چاہے ہو پھر اگر تم ڈوب گئے تو جاہلیت کی موت مرے
 کیونکہ تم نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور حق تعالیٰ نے اسکو تہجرام کیا ہے
 بلکہ اے میرے بچے تیرا جب ہے کہ اس فرقہ کی دعا چاہو اور اُنکی برکتوں کی تلاش
 میں رہو اور یہ اُس حالت میں ہے کہ تم میں اُنکے عمل کی سکت نہو اور اگر تم میں اسکی قدرت
 اور سکت ہو تو ہمیشہ کیلئے صاحب سعادت ہو اور اے میرے بچے ا جان لے کہ اس فرقہ کے
 لوگ جب حضرات میں داخل ہوتے ہیں تو اُنکی زبانیں مختلف ہو ا کرتی ہیں اور اُنکے اشارات
 کلمات کچھ سمجھیں آتے ہیں اور کچھ نہیں آتے اور یہی حال اُنکے احوال کا بھی ہے کہ بعض عبارتیں
 ہیں اور بعض میں نہیں آسکتے اور اُنکی بعض عبارتیں ہیں کہ کوئی ماؤل و معبر اُن تک پہنچتا ہے
 اور نہ کوئی مطلع و مفتر کہہ سکے اُنکے اسرار استعالیٰ کے راز کی جگہیں ہیں اور جب
 لوگ اللہ تعالیٰ کے اُن اسرار کو سمجھنے سے عاجز ہیں جو خود اُن میں ہیں تو کیونکر اُن

اسرار کو سمجھ سکتے ہیں جو اور دن میں نہیں سائلے اے میرے بچے اس فرقہ کے معاملہ کے بارہ میں شکوہ اللہ کے سامنے تسلیم کرنا اور انکی نسبت حسن ظن ہی واجب ہے کیونکہ اے میرے بچے میں تیرا ناصر ہوں اور جب تو اس شخص پر جبکہ اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ہتان اور ذور سے قسمت لگائیگا اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے تقرب بخشا ہے اُس پر جرات کر بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے دشمنی کرے گا اور عداوت رکھے گا۔ پس تو اس کے بعد کہی فلاح نہ پادے گا گو تو تعلیم کی عبادت پر ہی کیوں نہو۔ اور کسا کرتے تھے کہ جسے ترکے اٹھ اٹھ کر قیام کیا اور اُسین برابر مغفرت چاہتا رہا اُسکے لئے اللہ تعالیٰ نے انوار کو کھول دیا اور اُسکو نزدیکی کے خم سے شراب پلائی اور اُسکے دل میں معافی کے مہر واہ طلوع ہوئے اسلئے اے میرے روحانی بچے! جو میں نے تجھے بتایا ہے اُس پر عمل کر فلاح و اون میں سے ہو جائے گا۔ اور انکاتول ہے کہ بہت سے ایسے ہیں جو اسم اعظم کی تلاوت کرتے مگر نہ اُس سے واقف ہیں اور نہ اُسکے معنی سمجھتے ہیں حال اُنکا اولیاء جو درخت کو چھو دیتے اور اُسین پہل لگتے ہیں تو اُسی کے ذریعہ سے اور چٹان سے جو پانی بننے لگتا ہے تو اُسی کے ذریعہ سے اور وحشی جانور جو کسی دل کے کُستور ہو جاتے ہیں تو اُسی سے اور کوئی دلی جو پانی مانگتا ہے اور وہ برسنے لگتا ہے تو اُسی سے اور مردہ کو جو زندہ کرتے ہیں تو اُسی سے۔ اور انکاتول ہے کہ آدمی اس راہ کا غوطہ زن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے قلب اور اپنے ستر اور اپنے عمل اور اپنے غم و فکر اور ہر اُس چیز سے جبکہ اُسکے دل میں اُسکے رب کے سوا خطرہ گزرے گریز نہ کرے مائے کاش کپڑوں پر سے پردہ اٹھ جاتا

اور اندھا اُس حوت کو دیکھتا جو نہ حوت ہی اور نہ طرف اور جو چیز انکھیں بند کرنے پر
 بھی پوشیدہ رہتی ہے وہ نظر آتی اَوْ فِضَل کا فِضَل گُل جانا اور گرہ بان کا تگمہ داہو جانا
 واہ ان حضرت والے کے شوق کا کیا کہنا ہے۔ مگر شوق تو صرف اُسی کیلئے ہے
 جو دور ہوتا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جس شخص کے اعمال داؤاں اُس چیز کی
 یافت سے روکیں جبکہ وہ چاہتا ہے وہ شخص مقام توحید سے اور مقام تفرید
 سے محو ہے، اور ولی اپنے رب کی طرف جست نہیں کرتا جب تک کہ اُسکے اسوا
 کے ساتھ دُوق کو ترک نہ کرے خواہ وہ کوئی مقام ہو یا کوئی درجہ ہو۔ اور کہا کرتے
 تھے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے رب کے پاس مجتمع ہو تو تم اپنے باطن اور اپنے
 ضمیر کو بدی و نیت بد اور اسعد و جل کی مخلوق میں سے کسی کی نسبت اپنے
 دل میں بُرائی کو جگہ دینے سے پاک و صاف کرو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے
 میرے بچو! دیکھو اپنے حق میں رخصتون کی بابت ابلیس کے فتوے سے
 بچتے رہو ایسا نہ کہ تم عزمیون پر عمل کرنے کے بعد رخصتون پر عمل کر دینو کہ ابلیس
 رخصتِ شرع کی حجت میں تمکو گرا ہی دے رخصتی ہی کا حکم دیتا ہے خصوصاً جبکہ وہ تمکو

عہ لغت میں رخصت کے معنی آسانی و ہولت کہیں۔ اور شریعت میں اُس چیز کا نام ہے جو
 عواض کے تعلق سے مشروع ہو یعنی جو چیز کسی عذر کی وجہ سے مباح کی گئی ہو حالانکہ اُسکے عام ہونے
 پر دلیل موجود ہو۔ اور بعض کا قول ہے کہ جبکی بنا بندوں کے عذر پر ہو وہ رخصت ہے ۱۷ مترجم
 از کتاب التعریفات۔

عہ غریب کے لغوی معنی مضبوط اور اودہ کہیں۔ اور شریعت میں اُس چیز کا نام ہے جو اصل شروعات
 میں سے ہے اور عواض سے تعلق نہیں ہے۔ اسلئے امین اور رخصت میں تقابل تضاد کی نسبت نہ ہو ۱۸ مترجم

کسی ممنوع میں پھنسا تا ہے۔ اور اسکے بعد جسے کہتا ہے کہ یہی تمہارے مقدر
 میں تھا مہلّا تجھے افسوس کیا دخل ہے کیونکہ (اس صورت میں) تم بالکل ہلاک
 ہو جاؤ گے۔ اور اے میرے بچے! جان لے کہ اللہ تعالیٰ تو جکوا اپنے نبی ہی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا ہے اور جو چیز دنیا و آخرت میں تجھے اذیت
 دے اُس سے منع ہی کر دیا ہے پہر تجھے کیا پڑی ہے جو اسکی مخالفت کرتا ہے
 اور اے میرے بچے! اگر تم اُس پرچہ پر قناعت کرتے ہو جو حکومت اپنے گمان باطل
 میں اجازت نامہ و خلافت نامہ سمجھتے ہو تو سُن لو کہ تمہارا اجازت نامہ صرف
 تمہارا حسن سیرت اور اخلاص سریرت ہی ہے اور اجازت یافتہ کی شرط یہ ہے
 کہ سب لوگوں سے بڑھ کر گناہوں سے دور رہے خدا کے قیام کریم والا اور کفر سے
 روزے رکھنے والا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی موظبت رکھنے والا ہو کیونکہ غلام
 جس قدر خدمت کرتا ہے اُسی قدر اُس کا آقا اُس کو دوسرے غلاموں پر ترجیح دیتا ہے
 پس حقیقی اجازت تو یہی ہے لیکن جب تو نے دعویٰ تو کیا ہے پوچھنے کا اور
 کی اپنے رب کی نافرمانی تو وہ تجھے کہے گا کہ تُو ہے تجھ پر کیا تجھے شہ نہیں آتی
 کہ ان تو تجھے ہمے قرب کا دعوے اور کہ ان یہ حال کہ ہماری ہنسنی کے لئے تو نے
 اپنے میلے کچیلے کپڑے بھی نہیں دھوئے کتنے حرام کو تو اپنے پیٹ میں جبرے
 ہوئے ہے اور کتنے قدم تیرے گناہوں کی طرف پڑتے ہیں تو کتنے در
 ایسے وقتوں میں مست خواب رہتا ہے جب ہمارے احباب ایک بانوں
 کھڑے رہتے ہیں تو چھوٹا مدعی ہے بس جایان سے ہوا ہو۔ اور ان کا
 مقولہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو ہمارے طریقہ میں مشہور کرتا اور اُس کا حق نہیں ادا کرتا

اور ہمارے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکا دشمن ہو جاتا ہے اور اُنکا مقولہ ہے کہ جیسے خیانت کی وہ مٹا اور جیسے ہمارے کلام سے نصیحت نہ حاصل کی وہ ہمارے رکاب میں نہ چلے اور نہ ہمارے پاس آئے اور ہم دوست نہیں رکھتے اپنی اولاد میں سے مگر اُسی کو جو چالاک بیع شامل ہے اور اسی میں یہ صلاحیت ہے کہ صاحبِ راز بنایا جائے پس اے میری اولاد میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرے طریق کو برا نہ بناؤ اور نہ میری تعین کو ہانچو اور اُس میں جعل و فریب اور دھوکا نہ کرو اور خلوص برتو خلاصی باؤ گے۔ ہم نے تو تمکو دوست رکھا اور برگزیدہ بنایا ہے اسلئے تم ہماری کدورت کا باعث نہو اور کلام سے ہمارے طریق کو متہم نہ کرو اور جیسا ہم نے تمہاری تربیت و نصیحت کا حق ادا کیا ہے اُس میں تم سننے اور بات ماننے میں ہمارا حق ادا کرو۔ اور میرے نکو دہی حکم دیا ہے جسکا حکم تمکو ہمارے رہنے دیا ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے میرا حکم نہیں ہے پس اگر تم نے عہد شکنی کی تو وہ خدا ہی کا عہد ہے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم نے مجھے صرف کاغذ کے پرچے لئے ہیں تو تمکو ہماری حاجت نہیں ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس بات کی بیعت کی ہے کہ میں تمہارے مال کا جو یا نہوں گا اور نہ تمہاری میراث لوگا اور تمہارے قبضہ کی چیز سے میں اپنے خرقہ کو میلانہ کرونگا اسلئے سنو اور اطلاعات کرو اور عجیبے اور میری جماعت کے اُن لوگوں سے جو میرے ساتھ خلوص ہے اپنے مال کو محفوظ سمجھو اور میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ میری بقیہ اولاد کو اُن لوگوں کے ساتھ ملاوے جو میرے ساتھ خلوص ہے اور اُنکو انکے جیسا کرے پس وہ اپنے بھائیوں پر شفقت اور اُنکو نصیحتیں کریں اور اُنکے مالوں سے کنارہ کش رہیں۔ اور اُنکا قول ہے کہ تجھ

یہ گمان نہ کرنا ہو کہ اُسکی ہلاکت کی طاعت میں ہے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے
 کیونکہ ہماری طاعت ہی اُسکے فضل و احسانات میں سے ہے اور بیچ میں ہمارا
 کچھ بھی نہیں ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! "میں" کہنے سے بچو
 کیونکہ اللہ تعالیٰ دعویٰ کرنے والوں کو نیچا دکھاتا ہے اور اگر تم تقصیر کے عمل پر ہی
 ہو گے تو نیچے اترو گے یا صاحب منزلت ہو گے تو گر پڑو گے۔ اور کہا کرتے
 تھے کہ واللہ اگر ہکو گوشت نشینی کی کوئی تدبیر اتھ آتی یا لوگوں کی نگاہوں سے
 الگ ہو جانے کی کوئی سبیل ہوتی تو ہم ضرور اُسی کو اختیار کرتے کیونکہ اس
 زمانہ میں قلب پریشان رہتا اور ہر وقت کلیجہ کھل کر رہتا ہے۔ اس زمانہ کے
 لوگوں سے کہاں بہاگ کر جائیں اور کونسی جگہ پناہ لیں سیدہ زمانہ ہے حسین
 قبل و قال زیادہ ہے۔ مگر جس نے ہکو اس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ مبتلا کیا ہو
 وہی اپنے حول قوت سے ہماری تدبیر کرتا اور ہکو مدد دیتا ہے۔ اور انکا مقولہ
 ہے کہ جس نے اپنے نفس کے مناقشہ سے غفلت کی وہ برباد ہوا اور جس نے
 مناقشہ میں جلدی نہ کی وہ گمراہی میں رہا۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ عزوجل فقیر
 کو کسی امر میں اسی لئے مبتلا فرماتا ہے کہ وہ اُسکو مردانہ خدا کی منزلوں تک
 پہنچانا چاہتا ہے پس اگر اُسے صبر کیا غصہ کو دیا یا بردباری کی عفو سے کام لیا
 اور ریا فی برقی تو اُسکے درجے بلند ہوئے اور نہیں تو روکا اور کالہ دیا گیا
 اور انکا قول ہے کہ تم میں سے کوئی شخص جب کہیں اپنے رب عزوجل کی
 نافرمانی کرتا ہے اور وہ کمزور سے کمزور کیڑوں کوڑوں کے پاس سے بھی گزرتا
 ہے تو وہ یہی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قوت عطا فرمائے کہ وہ اُس کا

ٹینٹواو بائین اسلے کہ انکو جناب باری تعالیٰ کی نسبت غیرت آتی ہے اور
 جس چہرہ و پرندہ کے پاس اُسکا گذر ہوتا ہے وہ اُسکے دیکھنے سے حذر
 پناہ چاہتا ہے اور جس پانی کے پاس جاتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ یہ مجھے
 نہ پیئے اور جس ہوا کے پاس سے گزرتا ہے وہ اُسکے گزرنے کو بُرا جانتی ہے
 اور کہا کرتے تھے کہ تم کیونکر یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری سمیٹی کو سبب کرے
 اور تمہاری مولیٰ میں دو وہ دے جس حال میں کہ تم امت محمدیہ میں سے کسی
 پر تلوار کہینچو اور اُسکے خون سے اپنے ہتیاروں کو رنگین کرو۔ اور انکا قول
 ہے کہ جب فیض اللہ تعالیٰ کی طرف مُرخ کرنے میں سچا ہو گا تو اُسکے لئے خدا
 ہلٹ جائیگے چنانچہ جو اُس سے بغض رکھتا تھا وہ اُسکو دوست رکھے گا
 اور جس نے اُسکو الگ کر دیا تھا وہ اُسکو ملا لے گا اور جو اُسکو پسند نہیں کرتا تھا
 وہ اُسکی ستایش کرے گا اور اُسکو صرف گنہگار و منافق ہی بُرا سمجھے گا۔ اور انکا
 قول ہے کہ اگر مرد کسی دن اپنا وظیفہ موقوف کر دیتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اُسدن
 اُس سے اپنی مدد کو روک لینا ہے۔ اور میرے بچو جان لو کہ ہمارا یہ طریقہ
 تحقیق تصدیق حمد عمل پاک صفت رہنا چشم پوشی کرنا اور ہاتھ شہد گاہ
 اور زبان کا پاک رکنا ہے پس جس شخص کا کوئی فعل ان امور کے خلاف ہو گا
 وہ طوعاً و کرہاً اس طریقہ سے دست بردار ہوئیو الا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ
 اے قرآن یاد کرنے والے اُسکے یاد کرنے پر نہ بھول جب تک کہ یہ نہ دیکھ لے کہ تو نے
 اُس پر عمل ہی کیا یا نہیں کیونکہ اللہ عزوجل نے کہا ہے مَثَلُ الَّذِي يَنْهَى

عَنْ شَيْءٍ يَنْهَى عَنْ كَثِيرٍ (سورہ جمعہ کی پلوین آیت) جن لوگوں پر توبہ لادی گئی ہوں ان
 نے اُسکو نکیر و نیکار کا عملی مثال گد ہے کہ ہی مثال ہے جس پر کتاب میں لای ہیں ۱۲۔

التَّوْرَاتِ ثُمَّ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا كِتَابًا كِتَابَ الْإِنْجِيلِ إِلَّا شَفَا سِرَّاهُ اور جب تک کہ تم ان سب باتوں پر جو اُس میں ہیں عمل نہ کرو گے اور اُس میں ایک حرفت بھی ایسا نہ رہے گا جو تمہارے خلاف میں گواہی دے اُس وقت تک تم گمراہ ہو سنے سے خارج نہیں ہو سکتے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! کتنی خود پسندی کتنا لہو بازی کتنی گمراہی و ہوا پرستی کتنا ذریعہ و بہودہ زندگی کتنی بیوفائی کتنا سہو کتنا بیان کتنی غفلت کتنی لغزش کتنے گناہ کتنا جھوٹ اور کتنی سستی!!! کہنا تک نصیحتیں سنو گے اور کان نہ دہرو گے تو تم مُردے ہی جیسے ہو۔

اور انکا قول ہے کہ اگر حق تعالیٰ تمہارے دلوں پر سے مضبوط قفلوں کو ہٹالے تو جو کچھ عجائب اور حکمتیں اور معانی و علوم قرآن میں ہیں ان پر ضرورتاً مطلع ہو جاؤ اور اُسکے سوا کسی چیز کے دیکھنے کی تمکو حاجت نہ رہے کیونکہ جو کچھ وجود کے صفحوں میں لکھا ہوا ہے سب اُسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا قَرَأْتَ فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَسْ شَخْص کو اپنی کتاب کی سمجھ عطا فرماتا ہے اُسکو اُسکے ہر حرف کی تاویل اور اُسکی ماہیت اور اُسکے معنی اور یہ کہ حرف کا سبب کیا ہے اور اُسکی صفت کیا ہے اور جو حرف علوی عقلی عرش کرسی بادل پانی آسمان ہوا زمین اور تحت الثریٰ میں لکھے ہوئے ہیں سب بتا دیتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب شرائع و کتاب پر چلنے والا امروہی کے درمیان کھڑا رہے گا تو اُسکی کشائش حقیقی ہوگی بیان تاکہ

عہ دیکھو ساتویں بارہ کا دسواں رکوع (اسورہ انعام کی اڑتیسویں آیت) پہنے لوح محفوظ میں لکھنے سے کوئی چیز زدگذاشت نہیں کی۔ ۱۲۔

ہر شکل اُس سے دور ہوگی اور ہر طلسم اُس سے ٹوٹے گا اور ہر مہیم اُس کے ذریعہ سے پہچان جائیگا لیکن جب اُس کی کثرت کلام و ترتیب کی یاد اور مقامات کا بیان ہوگی تو وہ کثرت کثرت نہیں ہے وہ تو اُس کے لئے ادراک کے ادراک اور معلوم حق کے مشاہدہ سے حجاب ہے اور وصف بیان کرنا والا اُس شخص جیسا نہیں ہے چھپانا اور یاد رکھنا اور عرفان کی زبان سے باتیں کرتا ہو۔ اور بسکے ایسے مہین جن پر ایسی عنایت ہوئی کہ مشاہدہ نصیب ہوا اور اسپر ہی اگر اُن سے مقامات کا حال پوچھا جائے تو وہ نہیں بتا سکتے۔ اور اپنی ساری اولاد سے میرا مقصود یہ ہے کہ وہ چکنے والی ہو حال بیان کرنے والی ہو اور وہ علوم کو سینہ و سفینہ سے نہیں بلکہ ربانی معدنوں سے لین کیونکہ اس گروہ نے انہیں چیزوں کی نسبت گفتگو کی ہے جس کو اُس نے چکھا ہے اور اُن کے دل اللہ تعالیٰ کے عطیوں اور بخششوں سے مالا مال تھے پس اُن سے اُس آبِ حیات کے قطرے ٹپکتے تھے جو انہیں موجود تھا اس لئے اُن کے علوم کا چشمہ اصلی سرچشمہ کے اصلی چشمہ سے یعنی آبِ حیات کے جوہر سے نکلتا تھا۔ اور جو وصف بیان کرنا والا ہے وہ تو دوسرے سے نقل کرنا والے کا ناقل ہے اور اخلاق و فائدہ کے اعتبار سے اُس میں اس گروہ کے ذوق کا نقطہ و ذہن نہیں پایا جاتا اور اس کی نسبت منادی کی جاتی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے دہو کے کی جالی یعنی دنیا میں پوست پر قناعت کر لی ہے۔ اور ہننے ایسے مردانِ خداداد کہتے ہیں جنہیں سے ہر شخص کو اس بات سے شرم آتی تھی کہ وہ ایسے مقام کا ذکر کرے جیسے وہ نہیں پہنچا ہے گو اُس کے بیان میں دفترِ برے پڑے ہوں پس اے میری

ساری اولاد! جب تم سے کوئی شخص مثلاً تصوف کی نسبت سوال کرے یا مسرت و محبت کو پوچھے تو ہرگز اُسکو اپنی زبانِ قائل سے جواب نہ دو جیتک کہ اُسکے نزدیک تمہارے معاملہ کا ویسا ہی خلوص آشکارا ہو جائے جیسا اس گروہ کا تھا ہوا ہے۔ اور جب ایسا ہو تب تمہارا کلام امرِ حاصل شدہ و حاصل کردہ کی نسبت ہوگا۔ اور جب تم میں سے کوئی شخص اوامرِ دینیہ پر قائم اور عمل میں صاحبِ خلوص ہوگا تب اُسکی زبان اُن فوائد کی ترجمان ہوگی جو اُسکے خلوص سے حاصل ہوئے ہیں۔ اور جو شخص رستی و خلوص کا دعویٰ کرے اور ادب و تواضع کا ثمرہ اُس میں نہ پایا جائے وہ جو ٹا ہے اور اُسکا عمل دکھانے اور سنانے کو ہے جسکا ثمرہ مگر خود پسندی، تفاق و سوء اخلاق ہی ہوگا خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اور انکا قول ہے کہ تصوف صوف (موٹے بالوں کا کپڑا) پہننا نہیں ہے۔ صوف تو تصوف کا ایک شمار (مع رکھ) ہے۔ کیونکہ تصوف کی باریکی کا بیان وقت طلب ہے اور اُسکی ترقی کی رونق و تازگی آہستہ ہی آہستہ حاصل ہوتی ہے۔ پس جب صوفی تصوف معنوی کی حقیقت تک پہنچتا ہے تو گمراہ اپنے کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ رغبت کے مقامات سے نکل کر لطافت کے مقامات میں پہنچا ہے اور اُسکا ظاہر محسوس اُسکے باطن الٰہی کی طرف لوٹ آیا اور وقت کے بعد مجتمع ہوا ہے اور آتشِ احراق کی جگہ گری اُس میں ڈال دی گئی ہے اسلئے پانی اُسکو جلا نے لگا ہے اور برف و زوالہ اُسکی ہوشش کو قوت دیتا ہے اور اُسکے سر کے لطیف اور اُسکی کثافت کے زائل ہو جانے کے باعث باریک کرتہ اُسکی تاب نہیں لاسکتا بخلاف مرید کے کہ وہ اپنی بدایت

میں گہرا کڑا پہنتا اور گہرا کھانا کھاتا ہے تاکہ اُس کا نفس مودب ہو اور اپنے مولیٰ
 کے آگے سر جھکا دے اور اُس شخص میں اُن مقامات کی صلاحیت پیدا ہو جنہیں
 وہ ترقی کرے گا پس جب قدر پر وہ باریک ہوتا جائے گا اُس قدر کہ پڑے بہاری
 معلوم ہوں گے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے قلبی بچو! عزم کی ہمت کو
 جمع کرو تاکہ طریق کے معنی کو یافت سے نہ دریافت سے پہچانو اور جس مقام میں تم
 ٹھہر جاؤ گے وہ تمکو تمہارے مولیٰ سے حجاب میں رکھے گا اور حقیقی چیز میں کہ
 اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور اُسکی کتاب
 عزیز کے سوا میں سب باطل ہیں اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ اعراض سے اعراض
 پیدا ہوتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! اپنے غالب سے
 مجرود ہو کر اپنے قلب کی طرف آ اور جس چیز میں تجھے کچھ فائدہ نہیں ہے یعنی بحث
 و تکرار اور نقل و ہجو وہ گفتار اُس میں مشغول رہنے کو ترک کر کے خوشی اختیار کر
 اور ارادہ کو مضبوط کر کے اس طریق کے گہوڑے پر سوار ہو اور اُس شراب کے
 پینے سے پہلے جو باطنی ہے خوب پرہیز کرے اور اُس شراب کے سوا جبین
 محو اور سُکر ہوتا ہے اور کوئی شراب نہ ہی آہ آہ یہ طریق کقدر شیرین ہے
 کقدر روشن ہے! کقدر تلخ ہے! کیسا قاتل ہے! کیسا نہایت ہے!
 کیسا جان بخش ہے! کیسا دشوار گزار ہے! کیسا تکلیف دہ ہے! کس کثرت
 سے اسکے پندے ہیں! کیسی سخت اسکی گہائیاں ہیں! کیسے تعجب انگیز ہیں
 آنے والے ہیں! کیسا گہرا اسکا دریا ہے! کس کثرت سے اہیں شہید ہیں!
 کس کثرت سے اہیں مدد پہنچتی ہے! کس کثرت سے اہیں سامپ اور بھوپ ہیں!

پس اسے میری اولاد تمہیں خدا کا واسطہ دینا ہوں کہ متفق نہ ہو ملے رہو امیر تھل تنگو
تھل سے بچ کر کتے بچا ہے رکھے گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ تم کہیں کیلے کو چاہتے
ہو تم تو لات دن اسپر طعن کرنے والوں اسکے برا کہنے والوں اسکی بارگاہ کے
حاضر باشون کو برا سمجھنے والوں اور ان پر اعتراض کرنے والوں اور اس کے معاہدوں
میں خیانت کرنے والوں کے ساتھ ہو لیلی تو اسی کے سامنے آئیگی جس نے اس کے
لئے رسوائی اٹھائی اور اسپر طعن کرنے والوں کی بات نہ مانی اور اسکی بارگاہ
کے حاضر باشون کو برا سمجھنے والوں کی بات نہ سنی۔ اور لیلی تو اس سے محبت
نہیں کرتی جو اس کے سوا کسی اور سے دل لگائے یا جس کے دل میں کسی اور کا خیال
آئے۔ وہ تو اسی کو دوست رکھتی ہے جو اسکی شراب میں گمن بے غم تھے خود
غرق جہوش اور بے حد ہو یہاں تک کہ اگر جن دانس ملکہ بھی چاہیں کہ اس کے
قلب کو اسکی طرف سے پیر دین اور جو بیان وفائے سننے لیلی سے باعمل ہو اسکو توڑ دین
تو عاجز رہیں۔ اب اسے میری اولاد تم اپنے حال پر نظر دوڑاؤ۔ اور کہا کرتے
تھے کہ اسے میری قلبی اولاد! محال کے قاکون اور بیوہ بکنے والوں اور
زبان درازوں کے ساتھ نہ بیٹھا کر د اور ایسے شخص کی ہنشدینی کر د جو اپنے پروردگار
کی طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ لوگ اس سے طریقت اخذ کرتے ہوں اور
تمزق نے اسکو لاغر کر دیا ہو اور کھل دست اس سے بچ پڑ گئے ہوں اور وہ سو کہہ کر
فاق ہو گیا ہو اور طریقت کی زہر آلود شراب کے پینے سے اسکا جسم گھل گیا ہو
اور اسکی نیند اور دن کی عبادت سے افضل ہو کیونکہ وہ اپنے سونے کی حالت
میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں رہتا ہے اور اکثر عبادت کرنے والے عبادت

سننے کہ یہاں پہونچ گیا تو آرام لے کئے دنوں سے تو جھگڑوں بیاباؤن پھاؤن
 اور دریاؤن کو قطع کر رہا اور تارکیوں اور آتشیں گھاٹیوں کو طے کر رہا تھا۔ اور کتنی
 مدت سے تو تمکن اور ریخ و مصیبت میں مبتلا تھا۔ اور کتنے عرصہ سے اور لوگ
 رستہ سے لوٹے چلے جاتے تھے مگر تو آپونچا۔ اللہ تعالیٰ تیرا مرتبہ بلند کرے اور
 تیری کوشش کو نیک لگائے۔ آج تم ہمارے یہاں میمان ہو۔ اور ہمارے دن کا
 ابدالاباد تک خاتمہ نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ وہ
 حسد غیبت سرکشی قریب وہی ہکا بڑہا بھی خشک و شہد چلو پس دور ونگوئی غرور
 خود پسندی خود نالی شہی اکھڑا اور نفس کی لذتوں سے متبرہا ہو اور مجلسوں میں صدمہ
 بنکر نہ بیٹھے اور اپنے بہائی کے مقابلہ میں اپنے آپ کو کوئی چیز نہ سمجھے لڑائی
 جھگڑے سے کنارہ رہے اور کسی اہل طریق کے آزمانے یا ناقص ثابت
 کرنے یا اسکی نسبت بدظنی رکھنے میں نہ پڑے اور یہی برتاؤ ان لوگوں کے ساتھ
 بھی رکھے جو اس گروہ کے لباس میں ہوں اور کہی کسی صاحب خرقہ پر اعتراض
 نہ کرے مگر جس صورت میں کہ وہ اختیاراً صریح کتاب و سنت کی مخالفت کرتا ہو
 اور یہی انکا قول ہے کہ فقیر کی شرط یہ ہے کہ عزت و جاہ۔ کٹرے ہونے اور
 بیٹھنے۔ قبول و رد گردانی اور اسی قسم کے احوال ظاہرہ میں مخلوق کی مراعات
 کی طرف اسکی توجہ نہ ہو کیونکہ وہ صرف اللہ ہی کو پیش نظر کرتا ہے۔ اور انکا قول
 ہے کہ جب تک ”مین“ اور ”تم“ ہے اسوقت تک محبت کہاں محبت تو روحوں
 کا جسموں کے ساتھ بھانا اور شیر و خمر ہو جانا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اس
 خرقہ کا کوئی شخص بدعتی نہیں ہے یہ لوگ تو ادب میں سیدالامم ہی کی پیروی

کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ”مسلمانو! اپنے گہروں کے سوا (دوسرے) گہروں میں گہرواؤں سے پوچھو اور ان سے سلام علیک کئے بدون نہ جایا کرو“ چنانچہ اس آیت کے اُترنے کے بعد لوگوں کی یہ حالت تھی کہ کھڑے ہو کر تین مرتبہ آواز دیتے تھے اور اگر اجازت ہوتی تھی تو جاتے تھے ورنہ اپنی جگہ پر داپس چلے آتے تھے۔ اور انکا قول ہے کہ اگلے لوگ ایکجا ہونے کی آفتوں سے ڈرتے تھے اسی لئے ان لوگوں نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی صرف نماز جمعہ اور علم کی ایسی مجلسوں میں شہریک ہونے کے لئے باہر نکلتے تھے جنہیں نہ ریا ہوتی تھی نہ نزاع نہ خود نمائی اور نہ کسی کی خاطر داری اور ہمارے زمانہ میں ان باتوں سے بچاؤ کی بہت ہی کم صورت نظر آتی ہے اسلئے اُن چیزوں کے حاصل کر لینے کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے تم پر واجب کی ہیں تمہاں ہی اختیار کرو کیونکہ اُسے میرے نیچے اتم ساتویں صدی میں ہو جسکے اکثر آدمی سالک کی شریعت کو شریعت کے مخالف اور عشق کی حقیقت کو طایقت کی بدعت قرار دیتے ہیں گویا انہوں نے کبھی اللہ کی بخشش اور اللہ کی مدد کے عطیوں اور اُنکے خلاف عادت عجائبات کو جاننا ہی نہیں ہے بلکہ اپنے بُرے حال کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ بخشش کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اور جس شخص کا ایسا اعتقاد ہو وہ تو اللہ تعالیٰ ہی پر اُسکے فعل کی نسبت معترض ہے۔ اور اعتراض سے اللہ پناہ دے لیکن جو لوگ کہ حاضرین بارگاہِ ہین اُن کو ایسے لوگوں سے جو اُس سے روگردان

عہ بارہ ۱۸- (رکوع ۱۰) سورہ نور۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا۔

ہیں مٹا کر نافرمانی ہے تاکہ دلیوں سے کلمات سرزد ہوتے دیکھ کر دگر و افون کو
 بھی اُس بارگاہ کا شوق پیدا ہو۔ پس شخص فقیروں کی قدر نہیں جانتا وہ کف
 جاہل اور کیا انداز ہے۔ اُس فرقہ کی نسبت کیا کہا جائیگا جسکے سب لوگ اللہ تعالیٰ کے
 غالب ہیں۔ کیا کوئی مسلمان انکو برا سمجھے گا؟ واللہ کبھی نہیں۔ جنید رضی اللہ عنہ سے
 کسی نے کہا کہ ایک فرقہ کے لوگ وجہ کرتے اور تھرتھکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انکو
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہونے دو اور صرف اُسی گناہ کو بُرا سمجھو جسکی تصریح شریعت
 میں ہے۔ اور اس فرقہ کے جو لوگ ہیں انکے جگر کو اس طریق نے ٹکڑے ٹکڑے
 کر ڈالا اور مصیبت و ماندگی نے انکی آنکھوں کی دھجیان اُڑا دی ہیں اور تنگ حال
 بھی ہیں اسلئے کہ اگر یہ اپنی حالت کا علاج کرنے کے لئے سانسین بہرین تو کچھ مفاد
 نہیں ہے اور بہائی جان با جو مزہ وہ چکیتے ہیں اگر تم چکیتے تو انکو چیخنے چلانے اور
 کپڑے پہانے میں معذور سمجھتے۔ پس اللہ تعالیٰ میری اولاد کو ہدایت کی راہ پر
 چلنے کی تعلیم فرماے بیشک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔ اور انکا قول ہے
 کہ اس فرقہ کے اخلاق سے کم آشتیابی برنصیبی ہے کیونکہ انکے ساتھ بے ادبی
 ہلاکت کا باعث ہوتی ہے اور دروازہ کھلا ہوا ہے بند نہیں ہے۔ سن رکھو کہ یہ
 فرقہ اللہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا ہے اور پر وہ میں چسپا کر جو راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں
 وہی جواب ہے۔ اور انکا قول ہے کہ سب درست تفسیر تو وہ ہے جو سلف سے
 مروی ہے اور سب سے اجنبی وہ ہے جو ہر زمانہ میں دلوں پر شکست ہوتی ہے اور اگر
 کوئی تحریک ہمارے دلوں کو حرکت میں نہ لاتا تو ہم اُسکے سوا جو سلف سے وار د ہوا
 ہے کچھ بھی زبان پر نہ لاتے مگر جب کوئی مضمون ہمارے دلوں کو حرکت میں

لاتا ہے تو ہم اپنے پروردگار کے دروازہ سے کشائش چاہتے اُس سے اجازت
 طلب کرتے اور اُس سے سوال کرتے ہیں کہ اپنے کلام کی سجدہ عطا فرما تب ہم اس قدر
 کلام کرتے ہیں جب قدر کشائش ہمارے دلوں پر پڑتی ہے اس لئے ہماری باتوں کو
 تسلیم کر لو تو سلامت رہو گے کیونکہ ہم تو خالی ظن ہیں اور علم اللہ تعالیٰ ہی کا علم ہے
 اور انکا قول ہے کہ جب ربوبیت کا فیض پہنچتا ہے تو ریاضت و اجتہاد سے
 بے پروا کر دیتا ہے کیونکہ ریاضت کرنے والے کو جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش
 نہ ہو نہ بچے وہ قاصر ہے اور خداوند تعالیٰ کہی قاصر کو اس قدر عطا فرماتا ہے کہ بڑے
 بڑے علم والوں کو نہیں ملتا اور اس فرقہ کا مطلوب صرف وہی ہے اس لئے جب
 اُسکی معرفت تک پہنچ گئے تو بغیر اُسکے بتانے کے اور بغیر محنت و مشقت
 کے ہر چیز کو جان جائینگے ہر جب اُنکو صحیح معرفت حاصل ہو گئی تو اس کے بعد کوئی
 پردہ نہ رہا بلکہ اسکی نہیں کتنا کہ مخدول ہو جائے۔ اس واس سے بچاے۔ اور
 انکا قول ہے کہ جو شخص فنا میں فانی ہوا وہ بقا میں باقی رہا اور فنا ہی ایک حجاب ہے
 مگر اُس صورت میں کہ باطل کی فنا ہو جیسا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ اُسے موسیٰ
 کو موسیٰ سے فنا کیا یہاں تک کہ وہی متکلم ہو گیا۔ اور انکا قول ہے کہ حسین خلق اللہ
 پر شفقت کرنے کی صفت نودہ اہل اللہ کے مرتبوں تک نہ پہنچے گا اور روایت
 ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب بکریاں چرائیں تو انہوں نے ایک کو بھی لکڑی سے
 نہ مارا اور نہ اُنکو ہوکا کہا اور نہ اُنکو تکلیف دی اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے اُن کا
 کمال شفقت بکریوں پر دیکھا تو اُنکو نبی بنا کر بھیجا کلیم بنایا اور بنی اسرائیل کا چودا ہا مقرر

کیا اور ان سے مرگوشیان فرمائیں۔ پس جو شخص خلق کی عزت اور اسے شرف و شرفیت کرے
 وہ مردوں کے مراتب پر پونچے گا و السلام۔ اور کہا کرتے تھے کہ واسد اگر لوگ تجھے مہاجر
 کریں اور ادا ام کے تحت میں داخل ہوں تو انکو بیرون کی ضرورت نہ رہے مگر لوگ
 اس راستہ کی طرف ملتیں اور بیماریاں لیکر آتے ہیں اس لئے انکو حکیم کی حاجت
 ہوتی ہے۔ اور یہ جب کسی فقیر کی بیعت لیتے تو اس سے کہتے تھے کہ اے
 فلان اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق
 عمل کرنے نماز کے پابند رہنے زکوٰۃ دینے۔ رمضان کے روزے رکھنے بیت
 اللہ کا حج کرنے اور جتنے ادا امر مشرورہ اور اخبار رضیہ ہیں انکی پیروی کرنے
 اور قول و فعل و اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مشغول رہنے کی بنا پر زہد
 اختیار کر اور اسے میرے نیچے دنیا کے مال و منال اسکی سواریوں پر شاگون
 سامانوں راحتوں اور لذتوں کی طرف نگاہ نہ کر اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اخلاق کی پیروی کر اور اگر یہ تجھے نہ سکے تو اپنے پیر کے خلق کا پیروہ اور اگر
 اس سے بھی تو نیچے اترا تو ہلاک ہوا۔ اور سن لے با کہ تو بہ نہ تو کاغذ کے ورق
 پر لکھنے سے ہوتی ہے نہ بغیر عمل کے زبان سے کہنے سے تو یہ تو کٹنا ہوتا ہے
 نہ کرنے کا ایسا مضبوط ارادہ ہے کہ جان جائے تو جائے مگر اس ارادہ سے
 باز نہ آئے۔ اے میرے بچے اندھیری رات میں سنہل قدم رکھ اور ان لوگوں
 میں سے نہ جو مہلات میں مشغول رہتے اور غلط گمان رکھتے ہیں کہ اہل طریقت
 میں سے ہیں اور جو شخص چیزوں سے ٹھٹھے کرے گا چیزیں ہی اسکو چھکیوں میں
 اڑائیگی و السلام۔ اسکے پاس ایک فقیر نے آکر خرقہ پہننے کی درخواست کی تو

اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ میان بصورت بنالینا کچھ اچھی بات نہیں ہے خرقہ پہننا صرف اسی کو زیبا ہے جسکو زمانہ نے رگڑے دیے ہوں اور جس نے راستہ کی گڑیاں جھیلی ہوں اور جبکہ معاملہ خلوص کے ساتھ ہو اور جس نے اس فرقہ کے رموز کے معنی چڑھے ہوں اُنکے اخبار پر لگاؤ ڈال اور اُسکے سارے حرکات سکناات سفر خلوت و جلوت میں اُسکے مقصود کو پہچانا ہو پس اگر تم پہنچے ہو تو مسخر این اور دل لگی نہ کرو اور نہ بچوں کی سی عقل سے کام لو کیونکہ بندہ کے ثبت الی اللہ تعالیٰ (اسد سے بیٹہ تیر کی) زبان سے بغیر قلب کے کہنے سے یا کانہ پر لکھ دینے سے کچھ نہیں ہوتا بندہ کی توبہ کا معاملہ تو یہ ہے کہ موجودات کو قلب کی آنکھوں سے دیکھنے اور اپنے مولیٰ کے سوا کوئی آنکھوں میں جگہ دینے سے باز آئے پس جب فقیر کا یہ معاملہ درست ہو گیا تو مردن کے مقامات میں پہنچنے کی اُمین صلاحیت آگئی۔ اور انکا قول ہے کہ بتدی کی روزی ہو کہ اُس کا سینہ اُسکے آنسو اور اُسکی حاجت مولیٰ کی ہمہ دم جستجو ہے وہ روزے رکھے یہاں تک کہ نرم در ترق ہو جائے اور اُسکے قلب میں رقت داخل ہو اور اسکی عقل کی سماعت کھل جائے اور اُسکے کانوں کی ٹھیکیاں کھل جائیں پس کانوں اور نیرول سے قرآن کے مضامین و نصائح کو سننے لگے اور جو شخص کہ کمانا اور سوراخا اور بیہودہ باتیں کرتا اور رخصتوں پر عمل کرتا اور کہتا ہے کہ ایسا کرنے والے پر کچھ الزام نہیں ہے اُس سے کچھ ہونا ہونا معلوم و اسلام۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے اس طریقہ کی بنا صرف موزن و شور افزا اور یا اور شعلہ زن اور دکتی ہوئی آگ اور بہوک اور زردی جسم پر رکھی ہے اس میں نہ زبان آوری ہے اور نہ لاف زنی

گر مینے اپنی اولاد میں سے ایک کو بھی مردن کے نقش قدم پر چلتے نہ پایا اور
 نہ کسی میں عمل سدا رہنے کی صلاحیت دیکھی کاحول و کافوۃ الا باللہ
 العلی العظیم اس بے وفازانہ سے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر ہیبت میں
 بادشاہ کے مانند اور عاجزی و فروتنی میں ذلیل غلام جیسا ہوتا ہے عین کہتا ہوں
 کہ وہ اپنی بارسائی علو بہتی۔ کثرت در گندہ و معافی۔ شرانت نفسی اور عدم منت
 نہی وغیرہ کے سبب سے بادشاہ کے مانند ہوتا ہے بلکہ وہ بادشاہ سے زیادہ ہیبت
 کے لائق ہے کیونکہ وہ حق کا ہم نشین ہے اور اکثر بادشاہ حق کی ہم نشینی کے لائق
 نہیں ہوتے کیونکہ وہ یہ رتبہ تلوار سے حاصل کرنے یا بدعتی وغیرہ ہوتے ہیں داندہ
 اعلم۔ اور انکا مقولہ ہے کہ پیر مرید کا حکیم ہوتا ہے اور جب بیمار حکیم کے کتے پر چلیگا
 تو اسکو شفا مانوگی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب سے ہم نے اپنی ہمت اسکی طرف
 پھیری اسنے ہمکو ماسوا سے بے نیاز کر دیا ہم نے تو کبھی ابلیس لعین کو پہچانا ہی
 نہیں۔ اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی خلوت اسکا سجادہ ہے اور اسکی جلوت اس کا
 اندرون اور اسکا بطون ہے۔ اور انکا قول ہے کہ قرآن تلاوت کرنے والے
 پر واجب ہے کہ تلاوت کیلئے اپنے منہ کو بیک اور غمش سے پاک و صاف
 کر لے اور صرغ خالص حلال وقت کی خوراک بہر حسین امرات نہو کہا ہے پس
 اگر اسنے حرام کھایا تو سبے ادب کی اور اپنے کپڑوں اور جسم کو خوشبو سے بسالے
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے اسقدر خوشبو لگاتے تھے کہ اگر کسی چیز کو
 آپ ہاتھ لگاتے تھے تو زمانہ تک اس سے خوشبو آتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگ
 سے مشک چمکتا نظر آتا تھا۔ اور انکا مقولہ ہے کہ غیبت مولویوں کا نقل بدکاروں

کی ضیافت بادشاہوں کی نرہنگاہ عورتوں کی چراگاہ اور پرہیزگاروں کا گھوڑا ہے
 اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! میرے کلام کو اُسی شخص کے پاس
 ودیعت رکھ جو ہم بین سے ہو اور ہمارے طریق پر چلنے کو دوست رکھتا ہو اور اسکو
 اُسی کے سامنے ڈالو جو ایسا صاحب محبت حق پرست ہو کہ ہمارے زمر میں
 داخل ہو کیونکہ نااہل کے سامنے بات کہنی داخل عیب ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ
 ہمارا یہ طریقہ دردِ غمانی کا نہیں ہے بلکہ تحقیق رُستبازی تصدیق جانِ سپاری
 کوشش جانفشانی محنت استعدادی اور بغیر و عوے کے نفس کشی اور
 عاجزی و فروتنی ذلت و فراست اور قوم و علوم کا ہے۔ پس اے میری اولاد!
 جب تم میری نصیحت پر عمل کرو گے اور میرے سارے اشارات تم میں عود
 کر آئیگے تو میری اجازت رُسز و محنی میں پاک و صاف کرنے والی اور کامل
 بنانے والی ہوگی کیونکہ مقامات جو تم سے چھپے ہوئے ہیں تو صرف تمہاری ہی
 وجہ سے۔ اور انکا قتل ہے کہ فقیر فقیر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سارے خلّاق
 کی ایذا دہی کو اُسکی تعظیم کے لئے جکے وہ بندے ہیں برداشت نہ کرے
 پس جو اسکو ایذا دے اسکو ایذا نہ دے اور جس بات سے اسکو مراد کار نہو اس
 میں زبان نہ بلائے اور کسی کی مصیبت سے خوش نہو اور محرمات سے نہ بچے
 رہنے اور خبیات میں مرگ جانے کی نظر سے کسی کو غیبت سے یاد نہ کرے
 جب بلا میں گرفتار ہو مہر کرے جب قابو پاے بخشدے چشم پوشی کرنے والا
 ہو اپنے جسم سے زمین کو آباد کرے اور اپنے قلب سے آسمان کو اسکا طریقہ
 غصہ کو بیجانا۔ اور بخشش و ایثار معافی و درگزر اور ہر ایسے شخص کی نسبت

تخل کر لینا ہو جو اسکے بارہ مین نا پسندیدہ باتین بیان کرے۔ اور کہا کرتے تھے کہ
 فریاد ہے اس زمانہ کے لوگوں سے والدہ اگر زندگی میں گنجائش ہوتی تو میں منسرو
 پہاڑوں کی چوٹیوں اور وحشت خیز جنگلوں کے بیچوں بیچ سکونت اختیار کرتا کیونکہ اس
 زمانہ میں جو آدمی ان لوگوں میں رہتا ہے وہ سخت مصیبت میں مبتلا رہتا ہے۔

دل وحشت زدہ۔ احوال ڈانوان ڈول اور شوقین غالب ہیں۔ احوال میں خلوص نام کم نہیں
 ہے۔ کیونکہ کدو شخص روح کو انکے میل جول اور انکی دوستی سے بچا سکتا ہے اور کیونکہ
 انکے عیوب کے دیکھنے سے شب و روز چشم پوشی کر سکتا اور ہر نکتہ و شہوت دایا دہی
 میں بغیر اسکے لٹکا دیا ہی بدلہ کرے انکے ساتھ ٹھہر سکتا ہے۔ اسکی طاعت صالحین
 کے سوا کسی میں نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ تیرے لوگ بانی میں کھڑے
 رہتے اور تیرے کام و پریشان رہتے ہیں یعنی جب اسکو اپنے مولیٰ کی طلب میں
 خلوص حاصل نہو بلکہ کسی علت سے اُسے اپنے رب کی پرستش کی تودہ گویا پانی
 میں ہے اور پیا سا ہے اسلئے خلوص سے عمل کر دنا کہ تمہاری پیاس بجھے۔ کیونکہ
 اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی کمر نفس کو مار ڈالنے اور مجاہدہ و مخالفت کی تلوار سے اسکو
 حلال کر دینے سے۔ اور کہا کرتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص کیونکہ یہ دعویٰ کرتا
 ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے طریق کا مرید ہے حال آنگہ غنیمتوں کے لئے خزانوں کے
 کھلنے علوم کے پھیلنے اقوام کے ظاہر ہونے اور حتیٰ قیوم کی تجلی کے وقت وہ بڑا سوتا
 ہے۔ ۱۔ جھوٹا تم جو ٹے دعووں سے شرماتے نہیں تمہاری یقین خواہیدہ اور
 تمہارے دلوںے افسردہ ہیں۔ اہل طریق اس طور پر توراہ نہیں لگتے۔ پس اللہ ہی
 میری سبلاؤ کو نالاح کی راہ پر لگا دو آمین اور انکا قول ہے کہ ہر ماں کا نام نہیں ہے کہ بندہ

کسی چیز سے الگ ہو جائے زہد تو بس یہ ہے کہ اپنی امارت یا پیشہ ہی میں رہے اور اس کا قلب الگ اور حائل ہو اور ذکر فکر حیرت عبادت دربط میں گنہگار اور عروج و جل کے ذکر میں مشغول صبح و شام ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد قہر و ترقیہ کے پنیے اور اُس کے استعمال کرنے کو لازمی سمجھو کیونکہ میں اُسکی عزت و جلال کی قسم کہا کرتا ہوں کہ جو شخص تم میں سے راست باز و صاحبِ خلوص ہو گا وہ جس شخص کو مس کر دے گا اُس میں حکمت جوش مارے گی اور ایسی شراب اور ایسا نشہ اُسکو حاصل ہو گا کہ اس دارِ ناپائیدار کا اُسکو ہوش بھی نہ آئے گا۔ اے میری اولاد اہل حکیم کی آنکھوں کے سامنے دنیا ایک حلقہ کی طرح ہے ایک گردہ تو آقطاب کی طرف جارہا ہے اور ایک گردہ کی طرف آقطاب چلے آتے ہیں۔ میں اپنی اولاد میں سے صرف اُسی کو دوست رکھتا ہوں جسکو میں ہر ساعت ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرتے دیکھتا ہوں۔ بس اُسوقت میری آنکھیں ٹنڈ ہی ہوتی ہیں اور اُس وقت اُس سے فائدہ پہنچنا شروع ہوتا ہے۔ اے میرے بچے اگر تو چاہتا ہے کہ تیری دعا کی شنوائی ہو تو اپنی زبان کو لوگوں کے بارہ میں کلام کرنے سے محفوظ رکھ اور شہادت سے بچا رہ۔ اے میرے بچے! اگر تجھے میرے قول میں شبہ ہو تو جو کچھ میں تجھے کہتا ہوں اُس پر عمل کر اور تھوڑا تھوڑا کر کے اپنے نفس کو آفتابِ تجھے میرے قول کی سچائی معلوم ہوگی۔ پس جو ثبات قدم رہے گا اُس کے قدم چائے جائیگے اور جو اطاعت کرے گا اسکی اطاعت

عہ قرقف عربی میں شہاب کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ قہر و ترقیہ سے

مراد عشق الہی کی شراب ہے ۲۷ مترجم

ہوگی۔ پس جب تو اپنے مولیٰ کی اطاعت کرے گا تو آگ پانی ہوا اور جن دامنس
 سب تیری اطاعت کریں گے۔ اور انکا قول ہے کہ خلوت اُسی صورت میں فائدہ دیتی
 ہے جب پیر کے اشارہ سے ہو ورنہ اس میں بہلائی سے زیادہ جرائی ہے۔ اور انکا
 قول ہے کہ کوز بیا نہیں ہے کہ اور دن پر حکم کر دو مگر اس حالت میں کہ تم شریعت کے
 حدود پر قائم رہنے کی وجہ سے پاک صاف ہو گئے ہو۔ اور انکا قول ہے کہ جسم کی تین
 قسمیں ہیں دل زبان اور اعضا پس زبان و اعضا پر تو فسخے متعین ہیں اور دل
 اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہے۔ آنکھیں پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں حقیقت کی
 راہ پہنچنا چاہتا ہوں انہوں نے اُس سے کہا کہ اسیرے نیچے! پہلے تم اللہ
 کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو ایسی پسندیدہ
 چمکتی ہوئی اور روشن ہے کہ اس کے نور سے تاریکیاں دور ہوئیں اور مکر و دینہ کشام و مہر
 عراق و یمن مشرق و مغرب اور افق علوی و فلی منور ہو گئے زہد و عبادت کرو اور
 جب تم اسپر عمل کرو گے تو اُسی سے علم حقائق و اسرار کی چنگاریاں نکلیں گی
 پس اے بہائی جیسا میں نے تم سے کہا اُسی راستہ پر ندیج کے ساتھ تھوڑا تھوڑا
 کرتے چلو اور اگر تم میں خلوص و استبازی ہوگی تو اللہ تمہاری نگہداشت کرے گا
 اور انکا قول ہے کہ ہل اللہ کے علم سے زیادہ پاکیزہ زیادہ منور اور زیادہ فائدہ مند
 کوئی علم نہیں ہے کیونکہ اس علم کا ایک ذرہ بھی اور دن کے پہاڑ برابر عمل پر پائی
 ہے اسلئے کہ یہ علتوں سے خالی ہے اور نیزہ وجہ ہے کہ اس فرقہ کے لوگوں
 کا عمل دلون اور جسمون دونوں سے ہوتا ہے اور دوسروں کا جسمون میں ہی ہے
 ہوتا ہے دلون سے نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ طاعت کی کثرت سے انکے غرور

و خود پسندی ہی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ میان اگر کو نماز میں خسوع
 حاصل ہو تو تمہاری عقل ٹھکانے نہ رہے اور سمجھ بوجہ نہ رہے اور عرب و خویش کے
 مارے تم قرآن کی ایک سورہ ہی نہ پڑھ سکو کیونکہ جب سوئی کے ناکہ کے تانویں
 جزوین میں سے ایک جزو کے برابر تجلی ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے
 اور مرغ بسل کی طرح تڑپنے لگے اور یہ تجلی ہر نازی کو واقع ہوتی ہے بشرطیکہ وہ بھی
 ویسا ہی سمجھے جیسا موسیٰ علیہ السلام سمجھے تھے اور کہتے تھے کہ اہل شریعت کہتے
 ہیں کہ کٹمن فاحش سے نماز باطل ہوتی ہے اور اہل حقیقت خلق فاحش سے
 نماز کو باطل قرار دیتے ہیں پس جب آدمی کے باطن میں کینیہ حسد یا کسی کی نسبت
 گمانِ بد یا دنیا کی محبت ہوگی تو اسکی نماز باطل ہے کیونکہ جسکے یہ اخلاق ہوں گے
 وہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے شہود سے حجاب میں ہوگا اور جب کا قلب
 محبوب رہا ہے نماز نہ پڑھی کیونکہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ سے موصالت ہے۔ اور کسا
 کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! بیک اور جگر سے کرنے والوں سے
 میل جول نہ رکھو اور ان میں سے کسی کو اپنا نہیں نہ بناؤ اور ایسے شخص کی صحبت
 میں بیٹھا کرو جو شریعت و حقیقت کا جامع ہو کیونکہ ایسے شخص سے نکو اپنے
 سلوک میں بڑی مدد ملے گی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم واقعی میری اولاد اور
 خلوص سے میرے پیرو ہو تو اللہ تعالیٰ کے غلص بندے ہو جاؤ اور اپنے ہی
 دل کو اپنا داعی بناؤ اور خوب عمل کرو اور کسی کے دہم (روپیہ پیسے) کی جستجو
 نہ کرو بس ہی میرا طریقہ ہے اور جو شخص مجھے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ آ
 رہا میں چلے گا کیونکہ چٹانغیر وہی ہے جو اہد دن کو کھاتا ہے انکا کمانا نہیں ہے

اور دن کو دیتا ہے اُن سے لیتا نہیں ہے نہ دنیا کی جستجو کرتا ہے اور نہ اسکے کسی سامان کی اسلئے کہ اس راستہ میں رشوت لینے حرام ہے اور تمہارے پیر نے امدِ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ کسی شخص سے پیسہ یا روپیہ نہ لے گا اور میں جو تمکو یہ حکم دیتا ہوں تو صرف امد کے لئے دینا اسکا باعث کوئی غرض یا کوئی دنیوی امر یا کوئی حصول منفعت نہیں ہے اور نہ اظہارِ دعویٰ ہے میرا مقصود تو صرف یہ ہے کہ بہائمون کی نصیحت میں یکن پورا بری الذمہ ہو جاؤں اُمین کہہ کر نہ بات ہے اور میری ساری اولاد سن رکھے کہ جو شخص ہوا دہوس اور نفس کے غلبہ سے میرے طریقہ میں کسی چیز کے لینے کو مستحسن قرار دے گا وہ اپنے پیر کے طریقہ سے خارج ہو جائے گا۔ اے میرے بچو! دنیا کے میل دلوں کو سیاہ مطلوب کے بلے راہ کرتے اور کتابتِ گناہ کا سبب ہوتے ہیں اور میں اس شخص سے راضی نہیں ہوں جو اجازت دینے میں ایک پیسہ بھی لے اور جو شخص کہ نفی دلوں کو خرقہ پہنانے میں دنیا کا طالب ہو امدِ تعالیٰ اُسکو دشمن سمجھتا ہے اور اگر دنیا کے کام دہندے کرے اور اپنی ذات اور اپنے بال بچوں کے لئے کوئی پیشہ کرے تو اُسکے لئے بہتر ہے اور میرا طریق تو تحقیق و تصدیق و تمیزِ حق و تمیزِ باطل ہے اور جو شخص کہ اس طریق میں دنیا کا کوئی سامان لے گا اور میرے بعد میرے طریق کو ضائع کرے گا اور دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرے گا اور جس روش پر میں اور میرے اصحاب ہیں اسکی مخالفت کرے گا میں اُس سے امدِ تعالیٰ کی برأت چاہتا ہوں۔ خداوند! اگر میرے یہ اصحاب میرے بعد میرے طریقہ کی خلاف ورزی کریں تو انکو انکے گناہوں کے عیب سے ہلاک

نیکریٹیک اسلارس فقیر کو دوست نہیں رکھتا جو اپنے راز کو بچھایا اسکے ذریعہ سے
ایک لقمہ بھی کھاتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! میں چاہتا ہوں کہ تم ننگوں
دنیا سے روگردان خدا سے ڈرنے والے فروتنی برتنے والے ساری خوشہوتوں
کا بوجھ اٹھانے والے اپنی مولیٰ کی محبت میں مست رہو ننگو جو روپے بھائی
مصاحب کسی کیطاف التفات نہواور نہ کسی دنیوی وظیفہ دیومید کی پرداہ ہو اور
نہ اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے رسم و راہ ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! اگر
تمہارا احمد میرے ساتھ درست ہو تو میں تم سے قریب ہوں دو رہنم ہوں اور میں
تمہارے ذہن میں تمہارے کانون میں اور تمہاری آنکھوں میں ہوں اور میں تمہارے
سارے ظاہری و باطنی حواس میں ہوں اور اگر تمہارا احمد میرے ساتھ درست
نہیں ہے تو تم مجھے دوزخی ہوشیارہ کر دو گے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ
کی کسی مخلوق کے لئے لہو و لعب کو پسند نہیں کرتا۔ ہر مین اپنی کسی اولاد کیلئے
کیونکر پسند کرے گا۔ پس اے میری اولاد جب تو میری نصیحت قبول کرے گی
اور اپنے باطن میں ریاضت و مجاہدہ سے کام لے گی اور اسکو نصب العین رکھیں گی
تو تجھے اپنے پیر کا کلام سنائی دے گا گو تو مغرب میں ہو اور وہ مغرب میں اور
اُسکی مثالی صورت دیکھے گی۔ پس جب تجھے اپنے امور باطن میں کوئی مشکل یا
کوئی ایسی بات پیش آئے جس میں تو اپنے پروردگار سے استخارہ کرے یا کوئی
شخص تیرے ستارے کا ارادہ کرے یا اور کوئی امر ہو تو اپنے پیر کی طرف متوجہ
ہو کر اپنا مافی الضمیر بیان کر اور اپنی حسی آنکھوں کو بند کر اور قلبی آنکھوں کو کھول پس
تو اپنے پیر کو دیکھ لے گی اور اپنے تمام امور میں اس سے مشورہ کر سکتی اور اپنی

حاجت اس سے طلب کر سکتی ہے اور وہ جو کچھ تجھے کہے اسکو قبول کر اور
 اسکی تعمیل کر۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اگر تم صائم الدہر و قائم اللیل ہو
 اور تمہارا دل پاک اور معاملہ خلوص کے ساتھ ہو تب ہی دعویٰ نہ کرو اور صبر
 یہی کہو کہ میں کہنگار و نادار ہوں اور نفس کے غرور و زور سے بچنے رہو کیونکہ ہر
 فقیر اسی سے برباد ہو گئے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تو میری اولاد میں سے
 ہونا چاہتا ہے تو ہمیشہ قیام کیا کر اور مجاہدہ و ریاضت کی داغی پابندی کر اور نہ گہرا
 نہ منہ پیر اور نہ اندیشہ ماندگی کی محبت پر نفس کو مشغل عبادت کے ترک کرنے
 کی اجازت دے کیونکہ پرکھنے والا دانہ دینا ہے اور فریب و دہوکا دینا نفس کا
 شیوہ دیرینہ ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ جو شخص اس فرقہ کا
 لباس اختیار کرے اسکو وہ لباس یا نوشتہ یا خرقہ کچھ فائدہ پہونچاے یہ تو ظاہری
 چیزیں ہیں اور اس فرقہ کے زینے تو انکے اعمال ہیں کیونکہ یہ اعمال ہی کے
 ذریعہ سے مردان خدا کے مرتبوں کو پہونچنے ہیں اور میں نے تو کسی شخص کو نہ دیکھا
 کہ وہ چشمہ پہن لینے یا خلافت نامہ حاصل کر لینے کے سبب سے مردان خدا کے
 رتبہ کو پہونچا ہو بلکہ خلافت نامہ لکھ دینا تو مرید کو طلبِ مزید سے روک دیتا ہے اور
 اسمیں فراقِ کمان ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! اگر تم کسی کی غیبت
 کرنی چاہو تو اپنے والدین کی غیبت کرو کیونکہ وہ تمہاری نیکیوں کے اوروں سے
 زیادہ مستحق ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں پر
 رات اور دن میں بہتر مرتبہ نظر فرماتا ہے اسلئے اے میری اولاد! اپنے رب کے
 محل نظر کو صاف ستھرا کر دو اور اسکو پاک و صاف عمدہ نکھر چکھلا روشن ستھا

باخلوص بناؤ تاکہ فرج کے گلشن میں تم چرو اور آسمین نور کا ظہور ہو کیونکہ اگر فانیوں سے
 خفیات نہ ہوگا تو جہنم کی روشنی اُس سے ظاہر نہ ہوگی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے
 بچو! اپنے صفحہ رخسار پر اپنے سین کے تورات کو اور اپنی فہم کے انجیل کو اور اپنے
 ذکر کے مزامیر کو اور اپنی صفو کے زبور کو اور اپنی تفریق کے فرقان کو اور اپنی جمع
 کے مجموع کو نقش کر لو اور اپنے حضور کے سرود اور اپنے نگہبان کے مراقبہ
 میں مشغول ہو اور قبل وصال کو چھوڑ کر اپنے نفس میں مصروف رہو اور ہرگز ایسے
 شخص کی صحبت کا رُخ نہ کرو جو غفلتوں میں اپنی اوقات اور اپنے انفس کو
 ضائع کر کے بزرگ بننا چاہتا ہو کیونکہ اہل صحبت تمہارے لئے ہلاک ہے۔ اور
 کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اپنے عزم کے عزائم کو درست کرو اور
 اپنے دہم کے غملات کو دور کرو اور حقائق کے دریا میں اُتر دو اور معاملہ کو اللہ کے
 سپرد کرو اور اپنے شیخ کا اقتدا اور اسکے حکم کی پیروی کرو اور اپنی سپرد الٰہ
 اور اپنے نفس کی خبر اور دن سے نہ پوچھو بلکہ عمل کرتے جاؤ بنا تک کہ صبح
 عَرَفْتُمْ نَفْسَكُمْ عَرَفْتُمْ سِرَّكُمْ (جیسے اپنے نفس کو پہچاننا ہے اپنے رب کو پہچانا)
 کے حقائق پر کھل جائیں۔ اور انکا قول ہے کہ جب فقیر اتباع شرعی کی روش پر
 عمل کرے گا تو اس کا نفس روحانی ہو جائیگا اور روحانی ہی کیسا کہ لطیف و ہزانی جو
 سیر قلب و مسکن کی دو در و درے گا اور روش ابتداء شرعی کے مستیادہ میں
 جو اس قسم کی آیتوں میں نکور ہیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا
 وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَاسْمِعُوا خَيْرَ كَلِمَةٍ تَقْلِقُونَ ۝ مسلمانو! رکوع

کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کہنے رہو تا کہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔
 اور انکا قول ہے کہ ہم پر پورا واجب ہے کہ اپنے اعضا کو غضفہ تون اور السہ کے ذکر میں
 سستیوں سے پاک کرے جیسا کہ انکا پاک کرنا گناہوں سے واجب ہے اور یہ
 حسنات کا اجر سیات المقربین کے قسم میں سے ہے۔ اور انکا
 قول ہے کہ قرآن عظیم کے حامل کو سزاوار ہے کہ نہ اپنے منہ کو حرام باتوں سے
 اور نہ منوں و مومنہ کی آبروریزی کر کے حرام کھانے سے آلودہ کرے اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے اِنَّ الَّذِي يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغُفْلَتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعُنُوا
 فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ (جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے میں اللہ
 و دہے خیرین اور ایمان رکھتی ہیں) (ایسے لوگ) دینا د آخرت میں ملعون ہیں) اور جو شخص قرآن
 عظیم کو منہ سے تلاوت کرتا ہے اور اسکا منہ عفت یا جھلی یا ہنسان سے آلودہ
 ہے اس کی مثال اس شخص کیسی ہے جو مصحف مجید کو نجاست میں رکھ دے
 حالانکہ علماء راہیے شخص کی تکفیر کے قائل ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اسےیری
 اولاد! تم میں سے کوئی شخص بُری نیت دل میں نہ رکھے کیونکہ جس چیز پر تم پردہ ڈالتے
 اور جو کچھ تم مخفی رکھتے اور جو کچھ تم دل میں دباے رکھتے ہو غریب اللہ تعالیٰ انکو
 ظاہر کر دے گا اور صاف صاف لکھ کر اور ڈانٹ کر پہنچا دی کر اے گا کہ فلاں شخص
 نے یہ کام کئے اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتا تھا اور اللہ سے نہیں چھپاتا تھا فلاں
 شخص حرام باتوں اور بُرائیوں کا ارتکاب کرتا تھا اور جوٹ موٹ لوگوں کے
 سامنے نیکو کاری ظاہر کرتا تھا اور فلاں شخص عورتوں کو گورنا تھا اور دعویٰ کرتا تھا

کہ بلا اختیار نگاہ پر گئی تھی حال آنکہ وہ چور کی طرح دیکھتا اور نظر پیر لیا کرتا تھا
 پس ہاے سوائی اُس شخص کی جس نے فقیرون کا لباس پہنا اور ان کے طریقہ کے
 خلاف چلا۔ اے میری ساری اولاد سنو! میرے کلام تو بس نصیحتیں اور یاد دلانا
 اور ڈرانا ہیں اور جواب حاصل کرنا چاہیے اُس کے لئے رغبت دلانا ہے۔ اور
 کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! اپنے شیخ کے سوا کسی کی صحبت اختیار نہ کرو
 اور اُسکی جفا پر صبر کرو کیونکہ واسد اکثر تمکو اسلئے آزمائے گا کہ تمکو نکلی ہو پوچھا ہے اور
 تم اُسکے اسرار کے محل اور اُسکے انوار کے مطلع ہونا کہ تمکو اُسکے ذریعہ سے
 اسعد و جل کی معرفت تک پہنچا ہے پس جس نے اپنے قلب کو اپنے پر کی محبت
 میں مشغول رکھا اُسکو اسعد و جل ترقی دلیگا اور اگر پیر مرید دن کی ترقی کا زینہ نہوتا
 تو ضرور اسد تعالیٰ ہر ایسے دل کو بڑا سمجھتا جس میں اُسکے اسوا کی محبت ہوتی کیونکہ
 اسد تعالیٰ غیور ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! اگر تم چاہتے ہو
 کہ قیامت کے دن کیا ایشھما النفس المطمئنة لکم رکھ کرے جاؤ تو
 ضرور ہے کہ تمہاری غذا فکر تمہاری بات فکر اور تمہاری خلوت اسد کے ساتھ
 سوانست و مشغولی ہو نہ عذاب کا خوف اور نہ ثواب کی امید اور ہر ایک کے
 لئے ایک معلم ناگزیر ہے اور جو فیض اسد تعالیٰ نے ہکو پہنچایا ہے اُس سے ہم
 فیض کے منتظر رہتے ہیں اور ہم اپنے پروردگار کی راہ کے سوا کچھ نہیں چاہتے
 اور علم دو طرح کے ہیں ایک تو کتابوں سے حاصل کئے جاتے ہیں اور دوسرا ہمارے
 رب کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جو راقبہ میں رہتا ہے اُسکو
 کسب کرنے کی فرصت نہیں ہوتی اور جو شخص محبت کا دعوے کرتا ہو اور محبت

اُسکو فنا کر دیا ہو وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب عروس کلامِ ربیہ الہام
 میں جلوہ گر ہوتی ہے تو آفتابِ معارف جگمگاتا اور اندھیری رات میں چاند ہرین کا
 روشن چاند چمکتا ہے اس لئے اس کیفیت والے ظاہر میں مست و مدہوش
 اور باطن میں باخبر و باہوش ہونے میں جب رات ہوتی ہے تو یہ قیام میں بسر
 کرتے ہیں اور جب نسیمِ سحر چلتی ہے تو استغفار کر کے مرہتے ہیں اور جب فجر کے
 وقت اجر لیکر اپنے آپے میں آتے ہیں تو سناوی ہجر "سو نہ" لے بھی کیا بد نصیب
 ہیں!! "کھڑک بکارتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے طور سے جدا ہوا اور
 اپنے نفس سے باہر نہ نکلا اور "ھو" کے پاس "ہو" آیا وہ ایسی حالت
 میں "ھو" کو نہ پائے گا۔ مینے تمہاری نصیحت میں سخت کوشش کی ہے
 پس اگر تم کا رہند ہو گے تو مراد کو پہنچو گے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو!
 نکہری ہوئی اور عمدہ فیکری کا گرتہ زیب بدن کر دیماں نہ تو کپڑے پہننے سے کام
 نکلتا ہے اور نہ گنبدوں خاتقا ہوں اور گوشوں میں رہنے سے نہ عبادت و نیلا جاہ
 اختیار کرتے اور نہ چین کتروانے سے اور نہ صوف و لغل مخصوص دکھلانے
 سے فیکری تو بس یہ ہے کہ اپنے کل عمل کو اپنے دل میں خالص کر لے اور صدقِ عمل
 کا لباس پہنے اور "اپنے ایمان کی مستعدی سے مکر بندھ لے۔ پس جب تیرا کل
 عمل تیرے دل میں ہوگا تو سراسر فائدہ و نفع ہی ہوگا اور دل کی آگ کو مسلگائے گا
 اور دل میں جو کوڑا بھرا ہوا ہے اسکو جلا گئے گا اور دل کو اللہ تعالیٰ کے خوف و
 محبت سے بہرہ دے گا اور اسوقت بار یک موٹے کپڑے والے سب برابر ہیں

مگر جب دل میں انوار قوی ہو جاتے ہیں تو وہ شخص نہ باریک کپڑے کا متحمل
 ہوتا ہے اور نہ بند کا اور یہی سبب ہے کہ بعض مجذوب اور ہوش والے کپڑا پہننا
 ترک کر دیتے ہیں والدہ اعلم شیخ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایسے آدمی کی عیانی
 قابل ملامت نہیں ہے گو وہ باتیں کرنا ہو یا خاموش رہنا ہو کیونکہ اس سے
 ملامت دور ہو چکی ہے اور اگر چٹون کی راتوں میں اُسکو چیتنے دئے جائیں تو
 اُسکی آگ اور بھی بڑکے اور کہا نے پانی میں سے جو چیز اُسکے اندر ہو چکے وہ
 ناری ہو جائے اور نور ہی بڑھے۔ پس اے میری اولاد! فقیر تو سب ہی
 مجھے پیارے معلوم ہوتے ہیں اسلئے تم بھی اُنکو دیا ہی سمجھو اور اُنکو برا سمجھنے سے
 حذر کرو۔ اور کہا کرتے تھے کہ خصوصیت والوں میں سے خاص الخاص نے اپنے
 قلوب کو اپنی خلوت میں اور اپنے تقویٰ و خوف خدا کا بنا باس بنایا کرامات کو چھوڑ بیٹھے
 اور ان سے راضی ہوئے اور باہر نکل آئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اُن کے
 اعمال کے ثمرے ہیں چنانچہ وہ نہ ہو ایں اڑے نہ بانی پر چلے نہ حضرات الارض اُنکے
 غلام بنے نہ شیعوں نے اُنکے سامنے دُوم ہلائی نہ اُنہوں نے زمین میں پاؤں مار کر
 بانی نکالا نہ جذام و برص والے کو چھو کر اچھا کیا اور نہ اس قسم کا اور کوئی کام کیا بس ایسے
 لوگ بہر پورا جریکے دنیا سے گئے رضی اللہ عنہم اجمعین اور کہا کرتے تھے کہ اے
 میرے بچو! تمہاری عمریں گٹ رہی ہیں اور تمہاری موتیں پاس آ رہی ہیں دنیا بھیٹی
 جا رہی ہے اور اُسکا سرا اسکے آخر سے ملایا جا رہا ہے اسلئے سعادت اور پوری سعادت
 اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نام اعمال بہت ضخیم ہو کر بیٹھا جائے اور صاف ستھرے
 کاموں اور خوش آئندہ و پسندیدہ کارناموں سے معطر و مغربور اور تفاوت اور پرلے سرے کی

شقاوت اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نامہ اعمال بڑی بڑی جرمیوں اور بہاری
 بہاری لغزشوں سے سیاہ ہو کر بیچا جاوے۔ اسے سیری اولاد باگو یا تم میدان بیت
 میں ہو جو پھیلا پڑا ہے اور پاڑوں پر ہو جو مکڑے مکڑے ہو گیا ہے اور پتھروں میں
 ہو جو زناٹے سے اڑ رہے ہیں اور سنگی زدن کے پاس ہو جن سے خون کے
 قطرے ٹپک رہے ہیں اسلئے دوڑ عمل کرو اور حد سے نہ ہو ورنہ ندامت
 اُٹھاؤ گے بس میری یہی وصیت تے ہے اور میرا یہی ہدیہ تمہارے لئے ہے۔
 اور انکا قول ہے کہ ”حسنات کا اجر ام سیات المصربین“ (نیکی کاروں کی
 نیکیاں مغربوں کی بُرائیاں ہیں) اسی لئے کہا گیا ہے کہ مقرب خطرات و مخاطات کی
 اور اسکے بدبختوں کی نگہداشت کرتا ہے اور نفوس میں جو خیالات گزرتے ہیں
 انکی ٹوہ لگاتا ہے اور اپنے سانوں کے نکلنے کو آنکھوں میں رکھتا ہے اور اپنی
 نیکیوں سے ویسا ہی ڈرتا ہے جیسا گنہگار اپنی جرمیوں سے اور نیکیوں کا راس
 حالت کی قدرت نہیں رکھتے اور اس قول کی یہ وجہ بھی ہے کہ مقرب اپنی شراب
 پیکر نہ تو آہ آہ کرتا نہ واہ واہ کتا نہ ہاتھ سے تالیان لگاتا نہ بٹکا رتا نہ کپڑے پہاڑتا
 نہ سر کو پتھر پر دے مارتا نہ دیوانہ دار چکر لگاتا نہ پانی پر چلتا اور نہ ہوا میں اڑتا ہے
 پس جب اُس سے ایمن سے کوئی بات سرزد نہیں ہوتی تو اہل طریق اُسکو
 ثابت قرار دیتے ہیں اور جو شخص یہ باتیں کرتا ہے اُسکو مستغنی کہتے ہیں اسلئے کہ وہ
 واردات پر کم ثابت قدم رہتا ہے گوا اسکے حال کو تسلیم کرتے ہیں مگر غلبہ کا اعتبار کرنے
 اور اسکے حسنات کو سیات قرار دیتے ہیں حال آنکہ مقرب میں سیات نہیں
 ہوتیں وہ تو اعلیٰ درجہ کے نفیس محاسبے ہوتے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ ترمین سے

کوئی شخص کیونکر نیکو کاروں میں سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے حال آنکہ وہ بُرے کاموں میں پڑتا جنگی وصول کرنے والوں رشوت لینے والوں سود کھانے والوں ظالموں اور انکے مددگاروں کے یہاں کا کھانا کھاتا ہے اور کیونکر دعویٰ کرتا ہے کہ نیک کرداروں میں سے ہے حال آنکہ جھوٹ غیبت لوگوں کی بدگوئی و آبروریزی میں پڑتا ہے اور کیونکر چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مستجاد الٰہی حبیب پاک صاف پالپسندیدہ لکھا جائے حال آنکہ وہ مناسی میں پڑتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اُس نے ابھی تو بتایا کہ میں کیسے پر کیونکر طریقت کا دعویٰ کرتا ہوں اور ان کو توبہ کرتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! اگر تو قرآن عظیم کے اسرار کو سمجھنا چاہے تو اپنے دعویٰ کے نفس کو قتل کر اپنے قول کی سورت کو حلال کر اور اپنے نفس نفیس کو اپنے قدموں کے قدم کے نیچے ڈال اور اپنے گالوں کو خاک پر بچھا اور اسکا مشاہدہ کر کہ تیرا نفس ایک مشت خاک ہے اور اپنے گناہوں کی کثرت کا اقرار کر اور اس سے ڈر کہ کہیں تیری عبادت تیرے مُنہ پر نہ مار دی جائے اور یہ کہہ کہ ہلکا جیسے کاہی کوئی عمل مقبول ہو سکتا ہے پس حیا تو اس رنگ میں ہو گات تیرے لئے یہ امید کیجا سکتی ہے کہ تم تو اپنے رب کے کلام کے معانی کی خوش ہونگہ سکے در نہ سمجھنے کا دروازہ بھجبر بند ہے اور میں اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کہا اگر گناہوں کے قرآن عظیم کا ایک ایک حرف ایسا ہے کہ اسکی تفسیر سب جن دانس عاجز ہیں اور اگر ساری مخلوق اتفاق کر کے اپنی عقل سے دُوب کے معنی جانتا چاہے تو بھی ممکن نہیں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو جلتانا نہ چاہے تو کوئی شخص اپنی ذات سے توڑا یا بہت کچھ نہیں کر سکتا

اور اگر کرنا چاہے تو وہ گویا زکام میں مبتلا اور سمندر میں تیرتا ہے اور پردہ میں ہے
 نہ سونگھنے کی قوت رکھتا ہے نہ انداز آنے کی نہ اس کو علم ہے اور نہ حس۔ اور جس نے اس
 فرقہ کے مقام کا مزہ نہ چکھا اور اس کو رویت و مشاہدہ ہوتا ہے وہ نہ اس دریا کی کیفیت
 بیان کر سکتا ہے جس کو ٹھیرا نہیں ہے اور نہ اس ساحل کی حالت کہہ سکتا ہے جو
 ختم ہی نہیں ہوتا اور نہ اس کی تہ تک جہر سکتا ہے اور نہ اس کی مچھلیاں اس کے ہاتھ آ سکتی
 ہیں یعنی وہ راز محفوظ کے معانی کو جان نہیں سکتا۔ البتہ جب وہ اپنے بندہ کو اس کا
 علم عطا فرمائے تب کوئی مانع نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اس فرقہ کی شراب وہ
 شخص نہیں پیتا جس کے قلب میں میل کی تلچٹ تاریکی کا بقیہ آفسانی لذتیں شیطانی دعوے
 امارت کا غرور اور نفس پرشور موجود ہو۔ اور انکا قول ہے کہ بہت سے علم ایسے ہیں کہ لوگ
 اس کو سنتے ہیں اور سمجھتے نہیں اس لئے اس کو تلف کر دینے میں اسی لئے علماء سے
 عہد لیا گیا ہے کہ اُنشی شخص کے پاس علم کو رویت رکھو جس کی عقل ٹپت اور فہم درست
 ہو۔ اور انکا قول ہے کہ علماء کے قولوں میں سے یہی صحیح ہے کہ عقل قلب میں
 ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ **عَمَّا كُنَّا فِي الْجَسَدِ ضَغْطَةُ الْخَلْقِ لَيْكِنَ الْإِعْقَلُ كَلِمَةٌ**
 پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ سرآمد دنیا کی تدبیر کرنا ہے اور قلب اور آخرت کی اس لئے جس نے
 مجاہدہ کیا مشاہدہ کیا اور جو خواب میں محو رہا وہ دور رہا۔ اور انکا قول ہے کہ اس
 راستہ میں کسی شخص کو سن زیادہ ہونے یا زیادہ زمانہ گزرنے کی وجہ سے تقدم
 نہیں ہوتا تقدم تو بس کثرت ہی سے ہے اور با این ہمہ تم میں سے جس کو کثرت
 نہ ہو وہ اپنے آپ کو اس سے بہتر نہ سمجھے جس کو کثرت نہ ہو وہ اس سے میرے
 بچو! ابلیس لعین کی حالت پر غور کرو کہ جب اُس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے

بہتر سمجھا اور کہا کہ میں اُس سے مقدم اور عبادت و نور میں زیادہ ہوں تو کیونکر اللہ تعالیٰ نے اسکو دور باش کہا اور نکال دیا۔ اور انکا قول ہے کہ قرآن کے حامل مرد جب یہ کہنا اپنے پیٹ کو حرام سے بہرے اور نہ اپنے جسم کو حرام سے ڈھانکنے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو قرآن اسکے اندر سے اسپر لعنت کرے گا۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ کی لعنت ہے اُسپر جس نے کلام اللہ کی تعظیم نہ کی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص میرا بیٹا بننا چاہتا ہو اُسکو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شریعت کے کوزہ میں بند کرے اور حقیقت کی انگوٹھی سے اسپر ہر نگائے اور مجاہدہ اور یمنین سمیٹنے کی تلواریں سے اسکو قتل کرے اور جو یہ سمجھا کہ اسکا کوئی محل ہے وہ اپنے رب کی آنکھ سے گرا اور اسکے ملاحظہ سے محروم رہا۔ اور انکا قول ہے کہ عاف کو اپنی نیکیاں گناہ نظر آتی ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ اس سے اُسکی تقصیر کے باعث مواخذہ کرے تو وہ عدل ہو گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! علم کی جستجو میں رہو اور نہ ٹھیرے رہو نہ گہرا جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تم کو اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر دو پھر ہمارا کیا پوچھنا ہے ہم بیچارے نہ بہت بُرے حال اور آفرینانہ میں ہیں اور زیادتی علم کی جستجو کا سبب ادب ہے یعنی زیادتی علم کی اسلئے جستجو کہ تمہارا لب جو میرے ساتھ ہے اُس میں اور زیادتی ہو و ما قد روا اللہ حتیٰ قد گہرا اور لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی دیسی تدبیر کی جیسی ہونی چاہئے اور جب یہ کسی مرد کو خرقہ پہناتے تو اُس سے کہتے تھے کہ اے میرے بچے! سن!

عہ دیکھو سو تلوین پارہ کا پسند رہو ان رکوع (سورہ طہ کی ایک سو اسی سوین آیت)

قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝۱۲

اس راستگی صحت و بنیاد و استحکام ہو کہ سے ہے اس لئے اگر سعادت کے طالب ہو تو ہو کہ کو لازمی سمجھو اور نہ کہاؤ مگر فائدہ پر کیونکہ ہو کہ جسم میں سے شیطان کی جگہ کو دہو دیتی ہے پس اگر تم بغیر یہ نیز کہنے دو اپنا چاہتے ہو تو نہیں ہو سکتا۔ اور ان کا قول ہے کہ مومن کی فراست سے بچتے رہو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمہارے باطن کو دیکھتا ہے اور اُس میں وہ چیز پاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے پس اگر تم تشناہ کیسنا اور سمجھنا چاہتے ہو تو اپنے باطن میں فوائد کو محفوظ رکھو اور ہاتھ کے بوسہ اور سرداری پر قناعت نہ کرو اور فقیر کامل نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقت کے معانی نقل سے نہیں بلکہ ذوق سے اور قول سے نہیں بلکہ فعل سے بیان نہ کرے اور اپنے باطن میں سب پر معنی کے ساتھ برگزیدہ ہونے کے ذریعہ سے آراستہ نہو تاکہ وہ حکمت کی باتوں کا زمرہ بردار اور بیان کرنے والا ہو اور سرخس خفی کا جائزہ لاؤ و محقق ہو پس جو بات مُنہ سے نکالے وہ سچی ہی ہو اور جو کلام کرے وہ حق ہی ہو اور جب اس حالت کو پہنچ جائے تب اسکے لئے درستی کہ خلق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے دلی بچو! دخل و معقولات مکر نیوالون اور بُرے ملنے والوں سے بچو اور اگر اپنے بہائی کی طرف سے خشونت یا حسد معائنہ کرو تو اس سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ اور اپنے آپ کو اس سے بچا کر رکھو اور جو تمہارا دوست ہے اگر تم سے خلوص برتے تو اُس کی حفاظت کرو۔ اور اے میرے بچو! آدمی کو اس سے چارہ نہیں ہے کہ سب لوگوں سے ہتھیار رہے کیونکہ ہم آخری زمانہ میں ہیں جس میں خیر خواہی اس قدر کم ہو گئی ہے کہ شاید ہم کو ایک خیر خواہ ہی نظر آئے گا اور ایسے لوگوں کو کہ تم انکی خوشی کے درپے رہو۔

اور وہ تمہارے بچ کے درپے ہوں اور تم انکو بلند کرو اور وہ ٹکوپت کرنے کی
 کوشش کریں اور تم انکے ساتھ نیکی نہ کرو تو وہ تمہارے ساتھ بدی کریں بلکہ تم
 انکے ساتھ نیکی ہی کرو تو وہ تمہارے ساتھ بدی ہی کریں اور تم ان پر مہربانی کرو اور
 وہ تمکو برہمیوں پر ڈال دینا اور کانٹوں میں گھسیٹنا چاہیں اور تم انکو فائدہ پہنچاؤ اور وہ تمکو
 ضرر پہنچائیں اور تم انکی بھلائی کے درپے رہو اور وہ تمپر جفا کرنے کو تلے رہیں اور
 تم ان سے جوڑو اور وہ تم سے توڑیں اور تم انکو کھانا کھلاؤ اور وہ تمکو غم کہیں اور تم
 انکو آگے بڑھاؤ اور وہ اگر قدرت پائیں تو تمکو پیچھے ہٹائیں اور تم انکی تعلیم کرو اور وہ
 کہیں کہہ دیتے ہیں انکی تعلیم کی ہے اور تم ان سے صاف رہو اور وہ تم سے خیانت
 کریں اور تم ان سے نرمی برتو اور وہ تم سے فریاد کریں دشمن جانو۔ واہ رے دینا
 اور اہل دنیا !!! -

اور جب ایسا علیم السلام کے زمانہ میں نفاق موجود تھا تو ساتویں صدی اس سے
 کیونکر خالی ہو سکتی ہے۔ اسلئے اسے میرے بچو! بدوں سے تنہائی اختیار کرو اور
 اچوں سے نیکی حاصل کرو۔ اور اگر تم میں اسکی قدرت ہو کہ ایسے شخص کی صحبت
 نہ اختیار کرو جسکی صحبت میں پریشانی حاصل ہوتی ہو تو ایسا ہی کرو کیونکہ اگر تم اسکی صحبت
 میں رہو گے تو تم پین دگے اور مینے تمکو سمجھا دیا ہے۔ اور اس زمانہ میں جو اہل نیکین
 ہیں انہوں نے رذیل لوگوں کے اخلاق چھوڑ رکھے ہیں انکے فعلوں کو بخشدیا
 ہے انکے نقائص سے آنکھیں بند کر لی ہیں انکے تو کون کے سننے سے اپنے
 قانون کو برا بنالیا ہے اور سب کو اسد کے لئے ترک کر دیا اور اس زمانہ کے لوگوں
 کے لئے عفو شامل چاہا اور انکی بُرائیوں کا مقابلہ بھلائیوں سے اور انکی مفرتوں کا

نیکیوں اور مسرتوں سے کیا ہے میں کہتا ہوں کہ اہل مکین کی سند
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے ”اور جو تمہارا ہاتھ نہ بٹائے اسکو بیچ ڈالو
 اور خدا کی مخلوق پر عذاب نہ کرو، اور اہل مکین نے جو کچھ کیا ہے وہ اس بات کی دلیل
 ہے کہ اس زمانہ میں اولیٰ پر چلنے کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اسلئے کہ اگر فقیہ اہل زمانہ
 کی اصلاح میں مشغول ہوتا تو اپنے نفس کے عہات سے باز رہے اور اسکا کچھ نتیجہ
 بھی نہیں ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے واللہ اعلم۔ اور کہا کرتے تھے کہ مرید اپنے شیخ کے
 ساتھ مردہ کی طرح رہتا ہے نہ حرکت کرتا ہے نہ بولتا ہے اور نہ اسکی قدرت
 رکھتا ہے کہ اُسکے سامنے باتیں کرے مگر اسکی اجازت سے اور شادی بیاہ آنا جانا
 ملنا یا الگ رہنا کسی علم یا قرآن یا ذکر میں مشغول ہونا خانقاہ میں خدمت کرنا وغیرہ
 کوئی کام اسکی اجازت کے بغیر نہیں کرتا سلف و خلف سب کا یہی طریقہ اپنے
 پیروں کے ساتھ رہا ہے کیونکہ یہی تو باطنی کا باپ ہے اور بیٹے پر واجب ہے
 کہ اپنے باپ کی خلاف ورزی نہ کرے اور خلاف ورزی کا کوئی ضابطہ نہیں ہے
 جسکو میں محدّد کر سکوں سارے احوال کے لئے حکم عام ہے اور مرید کو دسیا ہی قرار
 دیا گیا ہے جیسا مردہ شو کے سامنے مردہ اسلئے اپنے باپ کی اطاعت کو لازمی
 سمجھو اور اسکو حیوانی باپ سے بڑھ کر جانو کیونکہ باعتبار حیوانی باپ کے روحانی باپ زیادہ
 نفع پہنچاتا ہے اسکو روحانی فرزند ٹھٹھ ہے لہٰذا ہے کہ مگر کے کی صورت میں
 ملتا ہے جسکو یہ تا کر گھپلانا اور سپر کہیا جاتا یعنی اندر ہی اندر اپنا کام کرتا اور پھر
 اُسکو کندن بنا دیتا ہے۔ اے میرے بچو اسکو سن رکھو فائدہ اوٹھاؤ گے۔ اور پھر
 فقرار مرتے دم تک اپنے پیروں کی صحبت میں رہتے اور ادب انہوں نے کے

باعث کچھ نفع نہیں اُٹھاتے ہیں اور ان میں سے بعض دشمن بنجاتے ہیں۔
 مردانِ خدا کی روگردانی انصاف کی محبت اور محال پر برید کے کان دہرنے سے قدا
 بچائے۔ اور کہا کرتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مناجات کے وقت میں ہوسلی
 تھا۔ علی رضی اللہ عنہ کے حلقوں کے وقت میں علی تھا میرے ہی ہاتھ میں روئے
 زمین کے ہر دلی کا خلص ہے، ان میں سے جسکو میں چاہتا ہوں پہناتا ہوں میں نے
 آسمان میں اپنے رب کو مشاہدہ کیا اور کڑی پراس سے مخاطب ہوا میں نے اپنے
 ہاتھ سے دوزخ کے دروازے بند کئے اور بیٹھے ہی اپنے ہاتھ سے جنت الفردوس
 کے دروازے کھولے جس نے میری زیارت کی میں نے اسکو باغ فردوس میں جگہ دی
 اور میں اسے میرے بچے! کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ایسے ہیں کہ نہ انکو خوف ہے
 اور نہ وہ نگین ہوتے ہیں اللہ سے ملے ہوئے ہیں اور جو دلی اللہ تعالیٰ سے
 ملا ہو اسے وہ اسی طرح اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے جسطرح موسیٰ علیہ السلام
 اپنے رب سے سرگوشی کرتے تھے اور جو دلی ہے وہ کافروں پر اسی طرح حملہ کرتا ہے
 جسطرح علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور میں اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء
 ازل میں قدیم ازل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیر تھے اور اللہ
 عزوجل نے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پیدا کیا اور مجھے حکم دیا کہ سب
 دلیوں کو میں اپنے ہاتھ سے خلعت پہناؤں چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سے ان کو
 خلعت پہنائے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابراہیم تو
 ان پر گہبان ہو چنانچہ میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور میرے بھائی
 عبدالقادر میرے پیچھے تھے اور ابن الرضاعی عبدالقادر کے پیچھے۔ بعد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عزت بخش کیا اور فرمایا کہ اے ابراہیم مالک (دوزخ) کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ دوزخ کے دروازے بند کر دے اور رضوان (جنت کے نگہبان) کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ بخت کے دروازے کھول دے چنانچہ مالک نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور رضوان نے بھی اسی مضمون کے کلام کو انہوں نے بہت طول دیا اور اسکے بعد کہا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اسکو صحت وہی جانے لگا جو اپنے پردن کی کٹافٹ سے باہر نکل آیا اور فرشتوں کی طرح روحانی ہو گیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ کلام استقامت کے مقام کا ہے اس مقام والے کو یہ رتبہ عطا ہوتا ہے کہ جو چاہے بولے اور ان سے پہلے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس قسم کی باتیں کی ہیں اس لئے سزاوار نہیں ہے کہ اسکی مخالفت کی جائے مگر نص صریح سے واسطہ نہ ملے۔

یہ ہے۔ ابراہیم بن ابی المجد بن قریش بن محمد بن ابی النجاش بن العابد بن علی بن محمد بن ابی الطیب بن عبد اللہ کاظم بن عبد الخالق بن ابی القاسم بن جعفر زکی ابن علی محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زاید بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ انہوں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی فقہ حاصل کی بعد ازاں سادات صوفیہ کی روش اختیار کی اور سند شیخوخت کو رونق بخشی اور انکی شہرت کا علم بلند ہوا۔ تینالیس سال کی عمر ہائی اور کبھی نفس نہ ہوا شیطان کے مجاہد میں غفلت نہ کی۔ اور لکھ چہ سو چتر ہجری میں عالم جادوانی کی راہ لی۔

انکی ایک نظم کا ترجمہ یہ ہے

معشوق حقیقی نے دیا جامِ محبت عشاق سے پہنان میں ہوں اوگو نہ رنزلت
اُس نورِ جلاست کی بجلی ہوئی مجھ پر ہے کوہِ مین بھی جسکے محل کی زطاقت
اُس بزمِ مین تھے جتنے بہن اُنکے تھے سانی ہر دہین بہرتے تھے بہن چرخ کی صورت
دی اُس نے مجھے چپکے مئے حکمت و اسرار تھے اسین رسولِ عربیؐ بر طریقت
اتسار لے مجھے رہا جنکا مین پابند چوٹا نہ کہی ہاتھ سے سرشتِ لہفت
سب دیو و پری جن دلشہر ہو گئے محکوم دی سارے جہان کی مجھے حلح حکومت
چوٹا نہیں مجھے کوئی خطہ کوئی گوشہ ہر ملک مین ہے مانی ہوئی یہی ولایت
وہ چیز ہوں مین جسکو ہر اک آنکھ نہ دیکھے گو حکمِ خدا سے مین سبھی میری رعیت
اُنکے علماء بر سرِ انکار بہت برفضلِ خدا سے گئے باخترہ و سمیت

اس قول سے منظور مین جسکو نفاخر
ہے حکم کہ لوگوں پہ کھلے میری طریقت

انکی ایک دوسری نظم کا مضمون یہ ہے

ہوا جلوہ نگن میرے لئے معشوق ہر جانب

کیا نظارہ اُس کا بینے ہر معنی و صورت مین

اُٹھا کر میرے دل کے پردے - پوچھا "نیکو بھی جانا؟"

کہا - جاناں! تجھے کیوں نہ جانوں ایسی حالت مین

تو ہی ہدیہ دل کی آرزو - بلکہ میں ہوں تو ہی +
 کھلا یہ راز تو عین حقیقت ہے حقیقت میں
 کہا - ”ہے بات تو یوں نہیں، مگر تعین حاصل ہے
 مثنیٰ میرے ہی نسخہ کا ہے تو ہی کتابت میں
 ہوئی وصل سے میری ذات اُس سے متحد لیکن
 حلول اس میں نہیں ممکن - یہ ہے تحقیق نسبت میں
 بقائے دائمی میں ہو گیا میں بھی فنا ایسا
 نشان بالی نہیں میرا دوا مہریت میں
 مجھے غائب کیا نظروں سے میری طرح اُس نے
 کہ اپنی ذات کو خود بوجھتا پھر تا ہوں غیبت میں
 بسا ہوں اپنے ہی آئینہ میں نظارگی ایسا
 یہی تھی منتہائے آرزو میری حقیقت میں
 مثالے میں علوم اور وہم قائم رکھتا ہوں مجھ کو
 مری روداد آب دائر ہے منفی اور مثبت میں
 گدز جس جانیں ممکن ہے کلرویان عالم کا
 نشین ہے وہی اسکا ہمارے دل کی جنت میں
 میں ہی وہ قطب ہوں چلتا ہے جسکا حکم عالم میں
 مرے ہی گرد گردش کرتے ہیں سب اپنی نوبت میں
 میں ہی وہ مہر ہوں جو نور افشان ہے بصیرت پر

مین غائب ہوں اُن آنکھوں سے جو ناقص مین بھارت مین
 ہے رنگ آلودائیں مین میری شکل کا جو یا
 نظر آئے بہلا گئے تج کو نور ظلمت مین
 بنو ت میری ہی قائم ہوئی ہر اک زانہ مین
 مین راہ مین مختلف لیکن سبھی مین میری امت مین
 کوئی مسجد نہیں ایسی نو منبر مرا جس مین
 کیا محنت را اس درجہ تک اس نے اپنی حضرت مین
 مری آنکھوں نے عین ذات ہی کو ہے فقط دیکھا
 سوا اسکے سنا تا کہ ہے اس چشم بصیرت مین
 میری ہی ذات سے قائم مین ذات مین ذرہ ذرہ کی
 لیکن تو ایک ہی ہے ہر نئے قعر و عمارت مین
 نہ لیلیٰ تھی نہ سلمیٰ تھی نہ سلویٰ تھی نہ سعدیٰ تھی
 یہ تصویر مین تھیں مری شکل و صورت کی حقیقت مین
 مرا نشو و نما تھا عین مین آدم سے ہی پہلے
 مین پیدائش سے اپنی ہی مقدم ہوں محبت مین
 مین فز احمدی کے ساتھ تھا عرش معلیٰ پر
 لیکن درۃ البیضاء تھا اپنی خاص خلوت مین
 جو براہیم نے دیکھا تھا قصہ خواب مین اپنے
 مین ہی مقصود تھا بالذات اُس لطف و عنایت مین

گئے جو حضرت ادریس باغِ حلسہ کو بیان سے
 ملین جب نعمتیں انکو ملین تھیں اُن کی محبت میں
 میں تھا ہمراہ عیسیٰؑ کے جو گوارہ میں بائیں کین
 حلاوت میں ہی داؤد کو بخشی تھی نعمت میں
 خلعت نے بھی دیکھا تھا کہ تھا میں نوحؑ کا ساتھی
 وہ سیلاب اور کشتی سب تھے وہاں میری ہی قدرت میں
 میں ہر حالت میں شیخِ وقت اور قطبِ زمانہ ہوں
 میں ابرہیم بندہ سپر ہوں راہِ طہارت میں
 میں کہتا ہوں کہ ان اشعار میں جو کچھ حد سے مجاوز بائیں ہیں وہ
 ارواح کی زبان سے ہیں اور اسکو نہیں جانتا مگر وہی شخص جسے ارواح کے
 صلہ ہونے کا مشاہدہ کیا ہے کہ کہاں سے آئیں اور کہاں تک جائیں گی
 اور ان روخون کے مومنوں میں عضو واحد کٹ سچ ہونے کو سمجھا ہے کہ
 جب ایک میں درد ہو تو سارے اعضاء بغیر ارہو جائیں اور یہ کامل چھڑی کے
 ساتھ مخصوص ہے اسکے سوا اور کوئی اس سے واقف نہیں ہے۔ اور اہل
 بن عبد اللہ ترمذی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے مریدوں کو الگ سے
 بڑے بچہ کے روز سے پہچانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ کون کون اُس دن میرے
 دائیں جانب تھے اور کون کون بائیں جانب اور اُسی دن سے میں اپنے
 مریدوں کی ہر برتری سے کرتا رہا ہوں اور وہ صلیوں میں تھے مگر مجھ سے چھپے ہوئے
 نہ تھے اور اسوقت تک یہی حال ہے۔ اسکو ابن العربی رضی اللہ عنہ نے

فتوحات میں نقل کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم دوستی کا قول ہے کہ جب میں چٹہ برس کا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کہ عالم بالا میں ہے مجھے مشاہدہ کر لویا تھا۔ اور جب میں آٹھ برس کا تھا تو لوح محفوظ میں نگاہ کی تھی۔ اور جب نو برس کا تھا تو آسمان کا طلسم توڑا تھا۔ اور سبع مشاکی میں بیٹے ایک ایسا حرم جمع دیکھا جس میں جن وانس حیران تھے مگر میں اسکو سمجھ گیا اور اسکے سمجھنے پر اللہ تعالیٰ کا لشکر کیا اور جو ساکن تھا اسکو بیٹے حرکت دی اور جو خوک تھا اسکو ساکن کیا اور اُسوقت میں چودہ برس تھا والحمد للہ رب العالمین۔ یہ مضامین بیٹے انکی کتاب الجواہر سے جو ایک ضخیم جلد ہے خلاصہ کئے ہیں۔

(۲۸۸) سید حبیب نسیب ابو العباس سیدی احمد بدوی

شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۰۰۰۰۰۰)

تمام روے زمین میں انکی اس قدر شہرت ہے کہ میری تعریف کی ضرورت نہیں ہے لیکن انسے برکت حاصل کرنے کے لئے میں ان کا تہوڑا سا حال حوالہ قلم کرتا ہوں اور اللہ ہی کی توفیق سے کہتا ہوں کہ۔ انکا مولد شہر فاس ہے جو ملک مغرب کا مشہور شہر ہے۔ کیونکہ انکے اجداد حجاج کے زمانہ میں جب اسنے بہت سے سیدوں کو قتل کر ڈالا ایمان چلے آئے تھے۔ یہ جب سات برس کے ہوئے تو انکے والد ماجد نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے علی! اس ملک سے مکہ شرف کر نقل وطن کر کیونکہ اس میں ہمارا ایک بڑا مقصد ہے یہ واقعہ ۶۰۳ھ

چہ سو تین ہجری کا ہے۔ سید احمد رضی اللہ عنہ کے بہائی سید حسن کہتے ہیں کہ
 چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور برابر عربوں ہی کے پاس اترتے چلے اور سب تعظیم و
 کشادہ دلی کے ساتھ پیش آنے لگے۔ بالآخر چار سال میں ہم مکہ شرف پہنچے اور
 سارے شرفاں کے ہمے اکڑے اور سب نے ہماری تعظیم و تکریم کی اور ہم نہایت فراخ حالی
 و فراغ ابالی کے ساتھ انہیں رہے یہاں تک کہ ۲۳۰ھ چہ سو تیس ہجری میں ہمارے
 والد نے وفات پائی اور باب المَعْلَیٰ مین دفن ہوئے اور انکی قبر وہاں ایک
 زاویہ میں ظاہر اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔ سید حسن کہتے ہیں کہ میں اور میرے بہائی وہیں
 اقامت پذیر رہے اور احمد عمر میں ہم سب سے چوٹے اور دل کی شجاعت
 میں سب سے بڑے ہوئے تھے۔ اور چونکہ یہ اکثر ڈھٹا باندھتے تھے ہنسنے ان کو
 بکڑی کا لقب دے رکھا تھا۔ میں نے انکو اپنے بیٹے حسین کے ساتھ مکتب
 میں قرآن پڑھایا۔ مکہ کے سواروں میں ان سے بڑھ کر دلیر کوئی نہ تھا اور کہ والوں نے
 ان کا نام عطاء رکھ دیا تھا۔ مگر جب ان پر عشق و سرایگی کی حالت طاری
 ہوئی تو انکی حالت بالکل بدل گئی لوگوں سے کنارہ اور برابر چپ رہنے لگے
 کسی سے بات نہیں کرتے تھے مگر اشارہ سے اور بعض مافیض کہا کرتے تھے کہ
 انکو حق تعالیٰ پر ایسی جمیعت حاصل ہوئی ہے کہ اب تک ان کو مستغرق رکھے گی
 اور ہمارے اس زمانہ تک برابر انکا حال بڑھتا ہی رہا بعدہ ۲۳۳ھ چہ سو تیس
 ہجری کے سوال میں انہوں نے بنی بارخواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اٹھ
 اور مطلع آفتاب کی طرف جا اور جب مطلع آفتاب تک پہنچ جاے تو آفتاب کے
 جاے غروب کی راہ لے اور وطن دل تا تک جا کیونکہ اسے جوان میں تیرا مقام

ہے یہ خواب دیکھ کر انہوں نے اپنے اقربار سے مشورہ لیا اور عراق تک سفر کیا۔
 اور بزرگان عراق نے انکو خیر مقدم کہا جنسین سیدی عبدالقادر سیدی احمد بن رفاعی
 تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے کہا کہ اے احمد! عراق۔ ہند چین۔ روم۔ مشرق و
 مغرب کی کینیاں ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں سے جو بھی تم چاہو اسکو پسند
 کرو۔ مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے تمہاری کینچون کی
 کوئی حاجت نہیں ہے میں تو صاحب کلید ہی سے کبھی ٹونگا۔ سید حسن کہتے ہیں
 کہ سید احمد اولیاء عراق جیسے شیخ عدی بن مسافر و حلاج وغیرہ کے مزاروں کی
 زیارت سے جب فارغ ہوئے تو پہننے خطہ طندقا کے ارادہ سے کوچ کیا
 اور تمام اطراف و جوانب کے لوگوں نے ہر کو گھیر لیا اور ہم سے عداوت و معاوضہ اور
 ہتھکنک کرنے لگے اسوقت سید احمد نے ہاتھ سے انکی طرف اشارہ کیا تو سب
 سب گر پڑے اور کہنے لگے کہ اے احمد! تم جو انوں کے باپ ہو اور سب سرنگوں
 ہو کر اٹھے پاؤں لوٹ گئے اور ہم سب ام عبیدہ کی طرف چلے یہاں سے
 سید حسن کہ معطلہ کو لوٹ گئے اور سید احمد رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت بری
 کے یہاں گئے۔ یہ بہت بڑی صاحب حال اور بدیع الجال بی بی تھیں اور
 مردوں کے احوال سلب کر لیا کرتی تھیں۔ مگر سید احمد رضی اللہ عنہ نے انکے احوال کو
 عہ ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کے خیر مقدم کہنے اور کینیاں پیش کرنے سے روحانی تعارفات ملاو
 ہیں نہ جسمانی۔ کیونکہ یہ واقعہ عیسائیت کے کنا سے ظاہر ہے ۳۳۰ ہجری یا اُس کے بعد کا
 ہے۔ اور ۳۳۰ ہجری کے بہت قبل دونوں بزرگ اس زندگی کو الوداع کہ چکے تھے
 مسترحم۔

سلب کر لیا اور بی صاحبہ نے انکے ہاتھ پر تو یہ کی کہ اب سے کسی سے غرض
 نہ کرونگی اور جتنے قبائل کہ بنت جوی کے پاس اکرم جمع ہو گئے تھے سب اپنے
 اپنے گروں کو چلے گئے اور اولیاء الدین یہ بہت بڑی خوشی کا دن تھا۔ بعد
 سید احمد رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ہفت کتنا ہے کہ اے احمد طند تا
 کی طرف جا کیونکہ تو وہیں اقامت گزین ہوگا اور وہاں بہت سے مردان و بہادران
 راہ خدا عبدالعال و عبدالوہاب و عبدالمجید و عبدالحسن و عبدالحمن کی تربیت کر لگا
 یہ واقعہ شہر رمضان ۶۳۶ھ میں ہو چوہنیتس ہجری کا ہے۔ چنانچہ وہ مصر پہنچے
 اور بعد طند تا کو روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر فوراً بڑی تیزی کے ساتھ ایک
 شخص مسی اب ابن شحیط کے گھر میں جو اس شہر کے مشائخ میں سے تھے چلے
 گئے اور انکی کڑک کی جیت پر چڑھ گئے اور شب دروز متوجہ آسمان کی طرف نظر کئے
 ہوئے کھڑے رہنے لگے۔ اس زمانہ میں انکی آنکھوں کی سیاہی اس قدر سرخ
 ہو گئی تھی کہ شعلہ آتش نظر آتی تھی اور چالیس چالیس دن بلکہ اس سے بھی زیادہ ہونچا
 و خور کھڑے رہا کرتے تھے۔ اسکے بعد چھپک اتر آئے اور فلیشا الملتکلا کے
 اطراف کی طرف روانہ ہوئے اور لڑکے انکے پیچھے چلے جن میں عبدالعال و عبدالمجید
 بھی تھے۔ اور سید احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ سوچ گئی تھی اس لئے انہوں نے عبدالعال
 سے کہا کہ ایک انڈالے آؤ تو میں اُسے اپنی آنکھ پر رکوں۔ عبدالمعال نے کہا کہ
 بزرگ لڑی جو آپ کے پاس ہے وہ مجھے دیدیجئے۔ چنانچہ انہوں نے دی و وہ اپنی مان
 کے بہان آئے اور کہنے لگے کہ یہاں ایک بڑو ہے جسکی آنکھ دکنے کو آئی ہے
 اسے مجھ سے ایک انڈالہ لگا ہے اور یہ لکڑی مجھے دی ہے۔ مگر اُنکی مان نے

کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ انہوں نے واپس آکر سید احمد رضی اللہ عنہ
 سے اجازت مانگ لی۔ تب انہوں نے کہا کہ خانقاہ چلا جا اور وہاں سے ایک انڈیا
 میرے لئے لے آ۔ چنانچہ عبدالعال نے خانقاہ آکر جو دیکھا تو وہ انڈوں سے بھرا
 پڑا تھا۔ اُس میں سے ایک لے لیا اور انکے پاس پہنچے۔ اسی وقت سے عبدالعال
 نے سید احمد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ بہرنا اختیار کیا اور انکی مان انکو سید احمد
 کے پنجہ سے نہ چھڑا سکیں اور کہا کرتی تھیں کہ اے بد تو ہمارے لئے منحوس ہے۔
 مگر سید احمد رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ کہا کرتے تھے کہ اگر وہ اُسے بد ہمارے
 لئے تو نیکی ہے، کہ کتین تو زیادہ سچ ہوتا۔ بعد اُنہوں نے عبدالعال کی مان کو کھلا
 بیجا کہ بیل کے سینک کے دین سے میرا بیٹا ہے۔ اور اسکا واقعہ یہ تھا کہ عبدالعال شیرخوارہ
 ہی تھے کہ انکی مان نے ایک دن انکو ایسے مقام پر رکھ دیا تھا جہاں بیل کا چارہ تھا
 بیل وہاں پر چارہ کھانے کو جو آیا تو اُسے نہاچے میں اپنے سینک ڈال دیے اور
 عبدالعال کو اپنے دونوں سینگوں پر اٹھالیا اور وہ ایسا برہم تھا کہ کوئی شخص عبدالعال
 کو اُس سے نہ چھڑا سکے اسوقت سید احمد رضی اللہ عنہ عراق میں تھے انہوں
 نے وہیں سے ہاتھ بڑھایا اور عبدالعال کو اسکے سینگوں سے چٹالیا۔ پس
 عبدالعال کی مان کو وہ واقعہ یاد آگیا اور اُسی دن سے وہ حضرت کی معتقد ہو گئیں۔
 آدم پر سب مطلب سید احمد بارہ برس تک بلا جھجھکاؤ ہی پر رہے اور سید عبدالعال
 جب کسی مرد بارہ لکھ لیکر آتے تو وہ چپکے آکر ایک نگاہ اُس پر ڈال کر اُسے
 نعمتوں سے مالا مال کر دیتے اور عبدالعال سے کہتے کہ اسکو فلان شہر یا فلان جگہ
 لیجاؤ۔ اسلئے ان فقروں کا نام دو اصحاب السطح یعنی چپت والے پڑ گیا۔ اور یہ سید

رضی اللہ عنہ ہمیشہ دوڑتا رہتا تھا۔ سید عبدالعزیز نے کہا کہ یہ خواہش ہوئی کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھتے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ یکا نکسٹیکل میں چاہتا ہوں کہ آپ کا روئے انور دیکھوں تاکہ پہچان سکوں انہوں نے کہا کہ اے عبدالعزیز ہر دیکھنا دیکھنے والے کی استعداد کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے۔ عبدالعزیز نے کہا کہ یا نکسٹیکل ہی مجھے دکھا دیجئے گو میں مری کیون نہ جاؤں۔ چنانچہ انہوں نے اوپر کا ڈھانٹا کھولا تو عبدالعزیز بیہوش ہو کر گرے اور فوراً راہی ملک عدم ہوئے۔ اور طنل ناہین ایک فقیر حسن زرگر اخٹائی اور دو سالہ مغرب تھے۔ اور جب سید احمد رضی اللہ عنہ عراق سے پہلی مرتبہ آئے ہوئے مصر کے قریب پہنچے تو حسن زرگر نے کہا کہ اب یہاں ہم نہیں ٹھہر سکتے ملک کا مالک آگیا چنانچہ وہ اخٹائی کے اطراف میں جا رہے اور اسوقت تک انکا مزار وہاں مشہور ہے۔ اور سالم رضی اللہ عنہ ٹھہرے ہے اور انہوں نے سید احمد رضی اللہ عنہ کو صاحب ولایت تسلیم کیا اور اُن سے کچھ تعرض نہ کیا اس لئے سید احمد رضی اللہ عنہ نے انکو بحال رکھا اور انکی قبر طنل ناہین مشہور ہے۔ مگر اور وہاں نے انکا انکار کیا اس لئے اُن سے نعمتیں چہین لیکن اور انکا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ انہیں سے ایک طنل ناہین عظیم الشان محل والے تھے جسکا نام وجہ القمرا تھا اور یہ بڑے دلی تھے انکو حسد کا جوش ہوا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے تسلیم نہ کیا اس لئے کورے بنا دیئے گئے۔ اور اسوقت طنل ناہین انکی قبر پر کتے برے رہتے ہیں اور اس میں مطلق نیکی و مدد کی بو نہیں ہے۔ طنل ناہین کے خطیبوں نے انکی طرف داری کی اور انکے عرس

کا ایک زمانہ مقرر کیا اور بہت سارا مال اس میں خرچ کیا اور انکے تکیہ کی بہت بڑی عمارت بنوائی۔ مگر عبدالعال رضی اللہ عنہ نے اسکو بائزن سے ٹھوکر ماری جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے زمانہ تک وہ دیران پڑی ہے سچ ہے نہ

کسے را کہ قہر تو از سر فلکند بہ پامردی کس نہ گرد و بلند
اور ملک الظاہر پیرس ابوالفتححات سید احمد رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا معتقد تھا
اور انکی زیارت کو آیا کرتا تھا۔ اور جب وہ عراق سے آئے تو وہ معاہدہ اپنے لشکر کے
ان سے لینے کو مصر سے باہر نکلا اور حد درجہ انکی عزت و توقیر کی۔

سید احمد رضی اللہ عنہ کی پٹلیاں پر گوشت تین ہاتھ لمبے تھے۔ منہ بڑا سا تھا
آنکھیں سرگین تھیں۔ قد لمبا اور رنگ گندمی تھا۔ انکے چہرہ پر سیٹلا کے تین داغ
تھے۔ ایک دائیں رخسار پر اور دو بائیں پر۔ تاک بلند اور پتلی تھی اور دو وزن کنوار
پر سور کے دانہ سے چوٹے چوٹے دھیانہ تھے۔ اور انکی آنکھوں کے
بیچ میں اُسترے کے زخم کا نشان تھا۔ جب بیکہ معظہ میں تھے تو انکے بانی حسین
کے بیٹے نے انکو یہ چرکا لگایا تھا۔ بچھٹپن سے برابر دوڑھائے باندھے رہتے
تھے۔ قرآن مجید حفظ کر لینے کے بعد مدت تک امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب
کی تعلیم پاتے رہے۔ یہاں تک کہ جب کیفیت عشقیہ پیدا ہو گئی تو اسکو تہ کر کے
رکھ دیا۔ یہ جو کچھ اعامہ استعمال کرتے تھے اسکو نہ ہونے کے لئے اُتارتے
تھے اور نہ بدلنے کے لئے۔ جب وہ گل جاتا تھا تو لوگ دوسرا پہنا دیتے تھے۔

اور جو عامہ کہ ہر سال اسکو میلاد کے دن انکا خلیفہ (یعنی سجادہ نشین) زیب سر کرتا کر
وہ حضرت ہی کا عامہ ہے جو خلیفہ کعبہ میں ہے لیکن خراسانی سرخ اونی چادر

عبدالعالی رضی اللہ کا لباس ہے۔ سید احمد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے رب کی عزت کی قسم کہا کر کتا ہوں کہ میری نہرین بحر محیطہ پر گومتی میں اگر دنیا کی ساری نہروں کا پانی بٹر جائے تو بھی میری نہروں کا پانی نہ بٹرے گا۔ سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے شہادتہ حبیبہ کو بچتہ بچہ ہی میں طار اعلیٰ کا سفر کیا۔ اور انکے بعد فقرا پر سیدی عبدالعالی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے نیک روش اختیار کی اور خانقاہ و مناروں کی تعمیر کرائی اور فقرا و اصحاب طریقت کا کھانا مقرر کیا اور چوٹی روٹیاں پکانے کا حکم دیا جیسی کہ آج تک چلی آتی ہیں۔ اور جو فقرا کہ صحیح الاحوال تھے انکو جس جس مقام میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے اس سے مخالفت کرنے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے اسماعیل انبالی کے باپ یوسف کو انبالبہ میں اور احمد ابوطرطور کو انبالبہ کے سامنے میدان میں اور عبداللہ جیزی کو جینہ کے سامنے کے میدان میں اور دوسب کو بوشوم گہری میں اقامت گرہین ہونے کا حکم دیا۔ لیکن یوسف رضی اللہ عنہ کی طرف مہر کے اُتراوا کا بر جھکے اور انکے دسترخوان پر وہ کھانے ہونے تھے جو اکثر امیروں کے مقدور سے باہر تھے۔ اس پر شیخ احمد ابوطرطور نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ہکو یہاں یوسف کے یہاں لے چلو دیکھیں اُنکا کیا حال ہے۔ چنانچہ وہاں پہنچے تو یوسف نے کہا کہ یہ خوشبودار کھانے کھاؤ اور سید احمد کی مسودہ بیاز کا جو میل تمہارے پیٹوں میں ہے اسکو دھو ڈالو۔ اس کلام سے شیخ ابوطرطور کو غصہ آیا اور انہوں نے کہا کہ اے یوسف کیا ایسا ہی ہے؟ یوسف نے کہا کہ یہ تو مذاق تھا۔ مگر ابوطرطور نے کہا کہ نہیں یہ تو تیرا دن کی جنگ ہے۔ اور

انہوں نے اگر عبدالخال رضی اللہ عنہ سے یہ باجرا بیان کیا۔ عبدالخال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوطرطرہ پر اگندہ خاطر نو جو کچھ اسکے پاس تھا بیٹے چھین لیا اور اسکا نام و نشان گم کر دیا اور اسکے بیٹے اسمعیل کو وہ نام و نشان دیدیا۔ چنانچہ اسی دن سے ہمارے زمانہ تک یوسف کا نام کوئی بھی نہیں لیتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکے بیٹے اسمعیل کے ہاتھ پر کرامتیں ظاہر کیں جو بابائے آج سے بائین کرتے تھے۔ اور یہ خبر دیتے تھے کہ بیٹے لوح محفوظ کو دیکھا ہے اور فلان فلان شخص پر یہ یہ واقعہ گذرنے والا ہے اور ایسا ہی واقعہ ہوتا تھا۔ اس پر بالکی مذہب کا ایک عالم انکا منکر ہوا اور اُس نے فتویٰ دیا کہ انکو سزا دی جاوے۔ یہ خبر جب اسمعیل رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ بیٹے تو لوح محفوظ میں یہ دیکھا ہے کہ یہ قاضی دریا سے فرات میں ڈوب جائے گا۔ اور ہوا ہی ایسا ہی کہ بادشاہ مصر نے اسکو قریون کے بادشاہ کے پاس اسکے ہان کے پادریوں سے بہشت کرنے کو بھیجا۔ کیونکہ اسنے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ مباحثہ میں مسلمان عالم سے مغلوب ہو جائینگے تو دین اسلام قبول کرینگے۔ اور مصر میں اس قاضی سے بڑھ کر کوئی مقرر و جج نہ ملا اسلئے اسکو مسجد یا چنانچہ یہ دہان جا کر دریا سے فرات میں ڈوب گیا۔ اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے خاندان میں جو اجلات کی مشہور ترتیب اسوقت تک چلی آتی ہے یعنی ثانیون۔ چرداہون گھاس لانے والوں اور جھاڑو سینے والوں وغیرہم کی اولاد کی یہ ترتیب سید عبدالخال رضی اللہ عنہ کی قائم کی ہوئی ہے اور کہیں اجلات کی اولاد و خلیفہ (سجادہ نشین) کے احاطہ میں بلا اجازت سواری پر نہیں آتی ہے مگر گھاس لانے والوں کی کیونکہ لوگوں کو

معلوم تھا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتے تھے۔

اور عبد الوہاب جو ہری رضی اللہ عنہ کا جو محلہ مرحوم کے قریب مدفون ہیں، حال تھا کہ جب کوئی شخص انکی صحبت میں داخل ہونے کو آتا تو اس سے کہتے کہ اس بیچ کو اس دیوار میں گاڑ دے۔ اگر وہ بیچ دیوار میں ٹھیر جاتی تو اسکو مرید کر لیتے اور اگر گر پڑتی اور نہیں ٹھیرتی تو اس سے کہتے کہ چلے جاؤ تمہارا حصہ ہمارے ہاں نہیں ہے۔ میں انکی خلوت کے اندر گیا اور اس دیوار کو سینے دیکھا اس میں اکثر ڈاڑھ تھے۔ اور اُس میں تو وہی ہی بخین ٹھیر ہی تھیں۔ اور یہ بزرگ کشف کے ذریعہ سے جانتے تھے کہ کون انکی اولاد میں ہے اور کون نہیں ہے اور اسکو وہ اسلئے ظاہر کر دیتے تھے کہ مرید قائل ہو کر اپنے ہی دل میں فیصلہ کر لے اور پیر سے رو دکر نہ کرے۔ اور شیخ محمد المعروف بہ قمر الدولہ کا واقعہ یہ ہے کہ یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کی صحبت میں زمانہ تک نہ رہے بلکہ ایک مرتبہ سخت گرمی کے زمانہ میں پیڑ میں تھے اور آرام لینے کو طنلہ تا میں ٹھیر گئے۔ یہاں انہوں نے سنا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ ضعیف ہو گئے ہیں۔ یہ انکی زیارت کو حاضر ہوئے اور عبدالعال وغیرہ موجود نہ تھے۔ یہ جو پوچھے تو انہوں نے دیکھا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ نے تربوز کا پانی پیا اور پھر اسی تربوز میں اسکو قے کر دیا شیخ محمد نے اُس پانی کو پیا اور پی گئے۔ اس پر سید احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تو میرے اصحاب کا قمر دولہ ہے۔ عبدالعال اور جماعت نے جو اس کو سنا تو شیخ محمد سے لڑنے اور انکو مار ڈالنے کو باہر نکلے۔ شیخ محمد نے ایڑا مار کر اپنے گھوڑے کو اُس کو نین میں ڈال دیا جو تربیت نفاضہ کے اٹیلے کے قریب تھا اور

۵ طلسم نازہ یہ دیکھو کہاں ڈوبے کہاں نکلے
 اُس کنوئین میں نکلے جو نفیاء کے کنارہ پر واقع تھا۔ اور لوگ بہت دیر تک اُسی
 کنوئین کے پاس انکے منتظر کھڑے رہے جسین انہوں نے گھوڑا ڈالا تھا۔
 اور جب یہ خبر آئی کہ وہ نفیاء کے قریب والے کنوئین سے نکلے تو لوگ انکا
 یہ بچا چوڑ کر لٹ گئے۔ قصہ کوتاہ شیخ محمد تادم گ نفیاء میں رہے اور عبدالعالؒ
 کے ڈر سے پر طنلہ قاذ گئے شیخ محمد رضی اللہ عنہ سلطان محمد بن قلاؤن کی
 فوج میں تھے۔ اور انکا عامہ اور کپڑا اور انکی کمان و ترکش و تلوار انکے مزار واقع
 نفیاء میں لکھی ہوئی ہے۔

مین کہتا ہوں کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولدین میرے ہر سال
 حاضر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے شیخ عارف باللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ شادی
 رضی اللہ عنہ نے جو اس خاندان کے سربراہ اور وہ بزرگوار مین سے ہیں میری بیعت
 گنبد کے اندر سید محمد رضی اللہ عنہ کے مٹنے کے مقابل مین لی اور مجھے اپنے ہاتھ
 سے انکے سر پر کیا۔ چنانچہ فرج سے دست مبارک نکلا اور اسنے میرا ماتھے پر کرا
 اور میرے پیر نے کہا کہ یا حضرت آپکی نگاہ ابھر رہے اور اسکو آپ اپنی آنکھوں
 مین رکھیں۔ اب پرینے سنا کہ سید محمد رضی اللہ عنہ نے قبر سے کہا کہ ”اچھا“ اسکے
 بعد دوسری مرتبہ میں نے انکو مصر مین دیکھا کہ خود ہیں اور سیدی عبدالعالؒ اور مجھے کہتے ہیں
 کہ طنلہ تاقین ہماری زیارت کرا اور ہم تیری ضیافت کے لئے ملوخیہ

۵ یہ ایک ساگ ہے جو کوہی اور خوش کی لاگ سے عرب لوگ پکارتے ہیں سید احمد صاحب
 فرہنگ آصفیہ اس لفظ کے تحت مین لکھتے ہیں کہ یہ ساگ اس طراز سے پکا ہوا نہایت خوش ذائقہ

بکوا بیٹے۔ چنانچہ مین سفر کر کے وہاں پہنچا تو وہاں کے اکثر لوگوں نے میری
 دعوت کی اور اُسین ملوخیہ ضرور کھلایا۔ اسکے بعد بیٹے انکو قحافہ کے پل پر
 طندنا کے ساتھ دیکھا کہ شہر بپاکہ طیسح محیط ہیں اور مجھ سے فراتے ہیں
 کہ ہمیں بھیڑے رہو جسکو چاہو میرے پاس آنے دو اور جسکو چاہو روک دو۔ اور جب
 بیٹے فاطمہ ام عبدالرحمن سے جو بارہ تہین شادی کی تو پانچ مہینے گزر گئے اور مین
 انکے پاس نہ گیا۔ اُسوقت بیٹے حضرت کو دیکھا کہ میرے پاس آئے اور مجھے
 مع میری بیوی کے اپنے ساتھ لے گئے اور گنبد کے اُس ستون پر جو اندر کے
 بائین جانب میرے لئے فرش بچھایا اور میرے لئے حلو اتار کیا اور زندون و
 مردون کی دعوت کی۔ اور مجھ سے کہا کہ ہمیں اُسکی بہار لوٹ چنانچہ اُسی رات کو
 مین کامیاب ہوا۔ اور ۹۴ھ ہجری مین اُنکے مولد مین اپنے پونچنے کے معمولی
 دن نہ پہنچا مجھے دیر ہو گئی اور وہاں بعض اولیاء موجود تھے انہوں نے مجھے خبر
 دی کہ اُس دن سید احمد رضی اللہ عنہ اپنے مرقد کا پردہ ہٹا کر کہتے تھے کہ عبدلہ وہاں
 نے دیر لگائی نہ آیا۔ اور ایک سال بیٹے ارادہ کیا تھا کہ ابکے نہ جاؤں گا اس پر
 بیٹے سید احمد رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سبکداری ہاتھ مین لئے ہیں اور سارے اطراف
 سے لوگوں کو بلارہے ہیں اور بے شمار خلقت انکے پیچھے اور دائین بائین ہے
 پردہ میرے پاس ہو چکے ہیں اور مین مصر مین ہوں اور مجھ سے کہا کہ کیا تو نہیں
 جائیگا بیٹے کہا کہ مجبور دے ہے انہوں نے کہا کہ درد عاشق کو نہیں روک سکتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲) ہوتا ہے اور اسکا بکنا عیرون کے ساتھ مخصوص ہے اور راقم نے

کہا یا ہے۔ ۱۲ مترجم

بعدہ مجھے اولیاء وغیرہ دیکھا اور مردوں کا ایک انبوہ کثیر دکھایا جنہیں سب سے
 بوڑھے اور پابا جج تھے اور اچھے کفن لئے ہوئے پانون گسیٹتے جاتے تھے اور
 سب کے سب مولدین شریک ہونے کو جا رہے تھے۔ انکے بعد مجھے قیدیوں کی ایک
 جماعت دکھائی جتنے زنجیریں اور بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور فرنگیوں کے ملکوں
 سے کسکتے ہوئے آ رہے تھے۔ انکو دکھلا کر مجھے کہا کہ ان لوگوں کو دیکھو
 کہ اس حال میں بھی غیر حاضر رہنا نہیں چاہئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر میرا حاضری کار ارادہ قوی
 ہوا اور میں نے اس عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم حاضر ہو گئے۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ بڑا تعینات کرنا ضروری ہے
 چنانچہ انہوں نے ہاتھی کی طرح کے دو عظیم الشان سیاہ درندے مجھے سلا کر دئے اور ان سے کہا
 کہ جب تک کہ تم انکے لاکر حاضر نہ کرو ان سے الگ نہو۔ میں نے یہ واقعہ حضرت شیخ محمد
 شتاوری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ سارے اولیاء و لوگوں
 کو قاصدوں کے ذریعہ سے بلاتے ہیں اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ خود ہی لوگوں
 کو حاضر ہونے کے لئے کہتے پھرتے ہیں۔ بعدہ ارشاد فرمایا کہ میرے پیر شیخ
 محمد شتاوری رضی اللہ عنہ ایک سال حاضری میں پہنچے رہ گئے تو سید احمد رضی اللہ
 عنہ نے اپنے عتاب کیا اور کہا کہ جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افزو ہوتے
 ہیں اور انکے ہمراہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب و اولیاء آتے ہیں وہ
 حاضر نہیں ہوتا۔ چنانچہ شیخ محمد رضی اللہ عنہ مولد کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو
 انہوں نے لوگوں کو واپس آتے ہوئے دیکھا اور انکو وہ مجمع نہ نصیب ہوا اس
 سبب سے وہ آئو الوانکے کپڑوں کو چھوتے اور اپنے چہرے پر ملتے تھے، انتہی
 اور ایک مرتبہ میری اور میرے بہائی ابو العباس حرثی رحمہ اللہ کی اکثر

مصر میں ہندوستان کے قریب ایک دلی سے ملاقات ہوئی۔ اس دلی نے کہا کہ تم میری ضیافت کرو کیونکہ میں غریب الوطن ہوں اور انکے ساتھ دس آدمی تھے چنانچہ میں نے انکے لئے چپا تیان اور شہد منگوایا اور انہوں نے نوش جان کیا۔ بعد میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس ملک کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہند کے۔ میں نے کہا کہ مصر میں آج کو کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولد میں میں حاضر ہوا تھا۔ اس پر میں نے پوچھا کہ آپ ہندوستان سے کب روانہ ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں منگل کے دن نکلا چار شنبہ کی رات کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سویا پنج شنبہ کی رات کو شیخ عبدالنقاد رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور جمعہ کی رات کو سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس طند تا میں تھا۔ مجھے اس پر تعجب ظاہر کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل کے اولیاء کے نزدیک ساری دنیا ایک قدم ہے۔ اور ہم سے اور اُن سے ہفتہ کے دن آفتاب نکلتے چورقت کے مولد کے میلے کے چٹھنے کا تھا ملاقات ہوئی تھی۔ پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ ملک ہندوستان میں آپ کو سید احمد رضی اللہ عنہ کی کس نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہم انکو نہ جانیں ہمارے تو چوتھے چوتھے بچے سید احمد رضی اللہ عنہ ہی کی برکت کی قسمیں کھاتے ہیں اور یہ انگلی بہت بڑی قسم ہے اور کوئی بھی ایسا ہے جو احمد رضی اللہ عنہ کو نہ جانتا ہو بحر محیط کے پرے اور تمام ملکوں اور بہاڑوں کے اولیاء تو انکے مولد میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ اور ہمارے پیر شیخ محمد شنادی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے انکے مولد میں جانے کو بڑا اٹھرایا تو اسکا ایمان سلب ہو گیا بال برابر ہی اس میں ایمان نہ رہا جس سے وہ دین اسلام کی طرف جھکے۔ آخر اس نے

سید احمد رضی اللہ عنہ سے فریاد کی آپ نے کہا کہ دیکھو پھر ایسا نہ کرنا۔ اس نے کہا کہ
 بہتر نہ کرونگا۔ تب آپ نے اسکو خلعتِ ایمان واپس دیا اور اُس سے پوچھا کہ ہمارے
 کی کوئی بات تو بڑی سمجھتا ہے۔ اس نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کا کجا ہونا۔

سید احمد رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ یہ تو طوافِ مین بھی ہوتا ہے مگر اس کو
 کسی نے بھی منع نہیں کیا ہے۔ بعد ازاں آپ نے کہا کہ مین اپنے پروردگار کی عزت
 کی قسم کہا کرتا ہوں کہ میرے مولدین جیسے گناہ کیا اُس نے ضرور تو یہ کی اور اسکی توبہ
 اچھی بھی گئی اور جب مین دشمنی جانوروں کی جنگلوں میں اور غلیوں کی سمندروں میں
 رکھوا لی کرتا اور ایک کو دوسرے سے بچانا ہوں تو کیا اللہ عزوجل مجھے اُن لوگوں
 کی نگہداشت سے مجبور رکھے گا اور جو میرے مولدین حاضر ہوا کرتے ہیں۔

اور یہ بھی میرے پیر ہی نے مجھے بیان کیا کہ شیخ ابوالغیث بن کثیر مملکتِ کربلا کے
 ایک عالم اور وہاں کے صالحین میں سے ایک شخص مصر میں تھے وہ بولا ق جو آئے
 تو لوگوں کو اس مولد کے لئے اہتمام کرتے اور کشتیوں میں سوار ہوتے ہوئے دیکھ کر
 آزرہ خاطر ہوئے اور کہنے لگے کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ جفت در

اہتمام احمد بدی کے مولد کے لئے کرتے ہیں اس قدر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے مولد کیلئے نہیں کرتے اس کے جواب میں ایک شخص نے ان سے کہا کہ سید احمد
 بہت بڑے دلی ہیں۔ عالم صاحب نے کہا کہ اس مجلس میں وہ شخص موجود ہے جس کا
 مقام اُن سے بھی اعلیٰ ہے۔ اسکے بعد ایک شخص نے اسپر جاو کیا اور اسکو پھلی کھلائی
 جس کا کٹا اسکے حلق میں پھنس گیا اور کسی جلد و تدبیر سے نہ فوہوانہ باہر نکلا۔ جس سے
 اُس کا گلا سوج کر مکیوں کے چپتے کی صورت کا ہو گیا۔ اور اسکو نو مینے گذر گئے۔ اس کو

نہ کہانے پینے میں مزہ ملتا تھا اور نہ سونے میں۔ اور اس عرصہ میں سب کی طرف
 اسکا خیال نہ گیا۔ تو عینے بعد خدا کی کڑی سے اسکو سبب یاد آیا۔ تب اسنے
 لوگوں سے کہا کہ مجھے سید احمد رضی اللہ عنہ کی گنبد کو لے چلو۔ لوگوں نے اسکو
 وہاں پہنچایا تو اسنے سورہ یسین پڑھنی شروع کی۔ تھوڑی دیر میں اسکو زور سے
 چھینک آئی اور وہ کانٹا خون میں لٹھڑا ہوا خود بخود نکل پڑا۔ تب اسنے کہا کہ یا
 سید احمد بیٹے تو بہ کی اور فوراً اسکا درد دورم جاتا رہا اور شیخ خلیفہ کے بیٹے نے
 جو جو ابیا سر کے علاقہ کارہنے والا تھا اپنے شہر کے لوگوں کے سامنے
 اس مولد میں جانے کو کہہا اور ہمارے شیخ حضرت غوثی نے اسکو سمجھایا مگر اسنے اپنی
 رائے نہ بدلی تب اسکی شکایت سید احمد رضی اللہ عنہ سے کی وہاں سے ارشاد
 ہوا کہ غریب اسکے ایک دانہ نکلے گا جو اسکے منہ اور زبان کو کھاجا بیگا۔ چنانچہ
 اُس دن نہ نکلے اور اسکا منہ گل گیا اور اُسی سے وہ مر گیا۔ اور ابن اللبان نے سید احمد
 رضی اللہ عنہ کے حق میں زبان درازی کی تو انکے دل سے قرآن و علم و ایمان
 سب محو ہو گئے اور یہ برابر اولیاء اللہ سے فریاد کرتے رہے مگر کسی کی مجال نہوئی
 کہ انکے معاملہ میں دخل دے۔ تب لوگوں نے ان سے یاقوت عیشی کے
 پاس جانے کو کہا۔ اور یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر اور ان سے ہمکلام
 ہوئے اور انہوں نے قبر ہی سے جواب دیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ جو انسان
 راہ خدا کے باپ ہیں اس سکین کی کمائی واپس کر دیجئے انہوں نے کہا کہ اگر تو بہ
 کرے چنانچہ انہوں نے توبہ کی اور جو بات ان سے جاتی رہی تھی وہ بہر حاصل
 ہو گئی۔ یہی سبب تھا جو ابن اللبان کو یاقوت غوثی مدعنے پر اعتقاد تھا۔ اور یاقوت رضی اللہ

عنہ نے اپنی بیٹی کی شادی بھی ان سے کر دی تھی اور یہ اپنی بیوی کی پابندی میں
 بقام قوافلہ دفن ہوئے۔ اور ابن دقیق العید کا واقعہ اور انکا سلیہ جہر رضی اللہ
 عنہ کا امتحان لینا مشہور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ شیخ تقی الدین نے (جنگلی کنیت ابن
 دقیق العید تھی اور جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث تھے) عبدالعزیز دیرینی کو کھلا بھیجا
 کہ میری طاعت سے ان مسائل میں اُس شخص کا امتحان لو جس نے لوگوں کو اپنی طاعت
 مشغول کر رکھا ہے۔ پس اگر وہ تمکو ان مسلوں کا جواب دے تو وہ دلی اللہ ہے
 چنانچہ عبدالعزیز انکے پاس گئے اور ان مسائل کے جواب کے طالب ہوئے۔
 انہوں نے نہایت عمدہ جواب دیے اور کہا کہ یہ جواب کتاب الشجرہ میں لکھے ہوئے
 ہیں۔ چنانچہ جیسا انہوں نے کہا تھا ویسا ہی اُس کتاب میں لکھا ہوا ملا۔ اور عبدالعزیز
 دیرینی سے جب سید احمد رضی اللہ عنہ کو کوئی پوچھتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ ایسے
 سمندر میں جھکا ٹھکانا نہیں معلوم ہوتا اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے عیسائیوں کے
 ملوک سے مسلمان قیدیوں کو لے آئے۔ رہزروں کے مقابلہ میں لوگوں کی
 فریاد کو پونچھنے اور جس نے ان سے مدد چاہی اسکو مدد دینے کے واقعات اسقدر ہیں
 کہ دفتر دین میں نہیں آسکتے۔ میں کہتا ہوں کہ بیسے ۹۵۵ ہجری میں خود اپنی
 آنکھوں سے عبدالعال رضی اللہ عنہ کے منارہ پر ایک قیدی کو دیکھا کہ اسکے بڑیاں
 اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں اور وہ مجبوظ العقل تھا۔ بیسے اُس سے حال پوچھا تو اسنے
 کہا کہ میں فرنگی کے ملک میں تھا اور آخر شب میں بیسے سید احمد رضی اللہ عنہ کی طرف
 رجوع کیا۔ بس فوراً وہ میرے پاس تھے اور وہ مجھے لیکر مہوایمن اڑے اور یہاں لا کر
 انہوں نے مجھے رکھ دیا۔ چنانچہ شیخ شخص دودن تک وہاں ٹھہرا رہا کیونکہ شدت پروا

سے اسکے سر میں چکرتا۔

(۲۸۹) شیخ عارف کامل محقق مدق یکے از اکابر عارفین بالحد

سیدی محیی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۰۰۰۰)

انکی کنیت ابن العربی الف لام تعریف کے ساتھ ہے جیسا کہ اپنے انکے
ہاتھ کا لکھا ہوا کتاب نسب الخرقہ میں لکھا ہے۔ محققین اہل اسکے بارے
علوم میں انکی بزرگی پر اجماع ہے جیسا کہ انکی تصنیفات شاہدین اور جنہوں نے
انکا انکار کیا ہے ان لوگوں نے صرف انکے کلام کی وقت کی وجہ سے نہ کسی اور
سبب سے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص طریق ریاضت پر چلے بغیر انکے کلام کا مطالعہ
کرتا ہے اسکو لوگ اسوجہ سے برا سمجھتے ہیں کہ بنیاد اسکے اعتقاد میں شبہہ واقع
ہو جائے اور شیخ کے مقصود کے مطابق اسکی تاویل اسکو نہ سوجھے اور اسی حال
میں وہ مرجائے۔ اور شیخ صفی الدین بن ابی المنصور وغیرہ نے انکو ولایت
کبریٰ تعلق عرفان و علم کے ساتھ متصف قرار دیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ وہ شیخ
آمام محقق اجلہ عارفین و مقررین کے سردار صاحب اشارات ملکوتیہ و نفاست
نہ سید النفاس روحانیہ و فتح مومن و کشف مشرق و بصائر خارقہ و سر الرصادقہ
و معارف باہرہ و حقائق زاہرہ تھے۔ منازل انس میں مراتب قرب میں سے انکا
مقام بہت بلند تھا اور منازل وصل میں انکا مورد شیرین و خوشگوار معارج و لذتیں سے

انکو اعلیٰ بلندی حاصل تھی۔ اور احوال نہایت کی نکمیں میں انکا قدم راسخ تھا۔ اور احکام ولایت کے تصرف میں انکو بڑی قدرت تھی۔ اور یہ اس طریق کے ایک رکن تھے۔ اور ایسا ہی انکے حال میں شیخ عارف باسعید محمد بن اسعد یا رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے اور انکا ذکر عرفان دولایت کے ساتھ لکھا ہے اور ابو مدین رضی اللہ عنہ نے ان کو سلطان العافین کا لقب دیا ہے۔ اور آدمی کے باطنی معتمد پر سب سے زیادہ اسکا کلام دلالت کرتا ہے۔ اور انکی کتابیں لوگوں میں خصوصاً ملک روم میں مشہور ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ایک کتاب میں سلطان سلیمان بن عثمان اول اور اسکے فتح قسطنطنیہ کی حالت لکھی تھی کہ فلان وقت میں وہ اسے فتح کر لیا اور جیسا انہوں نے لکھا تھا ویسا ہی واقع ہوا حال انکا انکے اور سلطان ہو صوفی کے درمیان تسوئل کا فضل تھا۔ اس سلطان نے شام میں انکی قبر پر بت بڑا گنبد تعمیر کرایا اور عمدہ کعبہ بنوایا ہے جہاں لوگوں کو کھانا اور خیرات دی جاتی ہے۔ اور چوکوتاہ نظر انکے منکر تھے اور انکی قبر پر پیشاب کرتے تھے وہ انکے مزار کی زیارت پر مجبور ہوے۔ اور میرے بہائی شیخ نکو کار حاجی احمد علی نے مجھے خبر دی کہ شیخ محبی الدین رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب انکا مکان واقع تھا ایک دن نماز عشاء کے بعد منکر دن میں سے ایک شخص آگ لے ہوئے شیخ کی تابوت کو جھلانے آیا اور وہ قبر سے نو ہاتھ کے فاصلہ پر زمین میں دھسا اور ہمارے دیکھتے دیکھتے زمین میں غائب ہو گیا اور اسی رات سے اسکے اعزہ و اقربا اسکو ڈھونڈتے پرتے تھے۔

میں نے اُن سے یہ باجریان کیا۔ اسپر اُن لوگوں نے اس جگہ کو کھودنا شروع کیا اور اُس شخص کا سر دکھائی دیا۔ مگر جیسے جیسے وہ کھودتے تھے وہ زمین میں دھستا ہی چلا جاتا

تھا۔ آخر لوگوں نے مجبور ہو کر اسکو مٹی سے بہر دیا۔

شیخ رحمہ اللہ پطعرب کے ایک بادشاہ کے منشی تھے۔ اسکے بعد ہندو عبادت و سیاحت اختیار کی۔ اور مصر و شام و حجاز و روم پہنچے اور جس جس شہر میں پہنچے وہاں کتابیں تالیف کیں۔ شیخ عبداللہ بن عبدالسلام جو مصر کے شیخ الاسلام تھے انکی بہت بڑا بیان کیا کرتے تھے مگر جب شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں پہنچے اور اس گروہ کے احوال سے واقف ہوئے تب انکو دلالت و عرفان و قطبیت کے ساتھ یاد کرنے لگے۔ شیخ نے ۳۲۰ھ چھ سو اڑتیس ہجری میں عالم بقا کا سفر کیا۔ مینے اپنی کتاب تہذیب الاخلاء علی قطرۃ من بحر علوم الاولیاء میں انکے علوم و احوال پر بحث کی ہے اسکو دیکھو واللہ اعلم

(۲۹۰) شیخ داؤد کبیر بن ماحلا رضی اللہ عنہ

سیدی محمد فی شاذلی رضی اللہ عنہ کے پیر یہ حاکم اسکندریہ کے گہر میں سپاہی تھے اور حاکم کے سامنے بیٹھا کرتے تھے۔ اور دونوں میں اشارہ مقرر تھا جس سے قابل سزا و قابل برأت معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اگر یہ اشارہ کرتے کہ یہ بری ہے تو وہ اسکو رہا کر دیتا تھا اور اگر اشارہ کرتے کہ جو الزام اس پر ہے اسکا یہ ترک ہے تو اسکو سزا دیتا تھا۔ اور وہ اشارہ یہ تھا کہ اگر یہ اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر سینہ کی طرف کھینچتے تھے تو سمجھا جاتا تھا کہ وہ مجرم ہے اور اگر اوپر کی طرف تو یہ کہ بری ہے۔ اور انصوف میں بلند

مضامین انہوں نے بیان کئے ہیں۔ حال آنکہ اُمّی تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا
 اپنی کتاب مسمیٰ بہ عیوان الحقائق میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ارشاد اَعْمَالُ الْاَعْمَالِ بِالْاَعْمَالِ اور اِنَّمَا الْكُلُّ اِمْرِي مَا
 نَوَيْتُ کی نسبت کہا ہے کہ تمہاری نیت میں جہت در بلند ہوتی ہوگی اُسی قدر تمہارے
 دانائے راز کے نزدیک تمہارا درجہ بلند ہوگا۔ اور انکا قول ہے کہ دوری و حجاب
 کے سبب سے عل و اسباب ہیں اور جس نے اپنے قلب کو منور کیا اسنے جانا کہ
 رب الارباب کے سامنے قزوقنی بغیر کسی سبب کے ضروری و لازمی ہے۔ اور ان کا
 قول ہے کہ دلی کے دو ذر ہوا کرتے ہیں ایک تو عنایت و رحمت کا جس سے وہ
 قصد کرے یا واللہ کو کہیں چننا ہے اور دوسرا فیض و عروت و قمر کا جس سے وہ دور تر ہو
 اور کجی اختیار کرنے والوں کو دفع کرتا ہے کیونکہ وہ فضل و عدل کے دونوں
 دائروں میں گھومتا رہتا ہے پس جب فضل کے ساتھ تعینات کیا جاتا ہے تو ظاہر
 ہوتا اور اپنی طرف کھینچتا اور نفع پہنچاتا ہے اور جب عدل و غلبہ کے ساتھ متعین
 ہوتا ہے تو حجاب میں اور پوشیدہ رہتا ہے اور نہ نکالتا ہے اسی لئے بعض رخ
 کرتے ہیں اور بعض پٹھیا پھیرتے ہیں۔ اور جیسے جیسے بندہ کا علم بڑھتا ہے اسکی
 محتاجی و طلب بڑھتی ہے اور بہت بلند ہوتی ہے کیونکہ جبل کی حالت میں وہ
 علم کا طالب ہوتا ہے اور علم کی حالت میں علوم کے جبار کا اور معلومات کے اسقدر
 اعمال نیتوں ہی پر موقوف ہیں ۱۲ عہ ہر شخص کو وہی ملے گا جو اسنے نیت کی ہے ۱۳
 یہ دونوں صحیح متفق علیہ حدیثیں ہیں ۱۲

درجے ہیں کہ ان کے منشی کا کچھ بہتہ ہے اور ان کے مقصود کی بلندی کا۔ ہاں
عجیب و غریب تشکی ہے کہ جب قدر زیادہ میراں ہوتی ہے اُس قدر زیادہ شعلے بڑھتے
ہیں۔ اور ایک وہ اسرار میں جنہر علم اُرتا ہے اور دوسرے وہ ہیں جو ترقی کر کے علم
تک پہنچتے ہیں اور ان دونوں میں اعلیٰ اول الذکر میں کیونکہ جب علم ان پر وارد ہوا
تو یہی اُس میں اصل ٹہرے اسلئے اسرار کی نشانیاں چھپی رہیں گی اور ان کے علوم ظاہر
رہیں گے اور ان کے خواہد دقیق ہونگے اور جب اسرار ترقی کر کے علوم تک پہنچیں گے
تو علوم کے جام میں اسرار کے مزہ کی آمیزش رہیگی اور انکی بخششوں کے خلعت ہوں
کے جنس لباس سے ملتے جلتے ہونگے اسلئے اُن میں ایک قسم کا اعتقاد تھا کہ
ہوگا۔ اور ظاہر کے عالم کا علم جب قدر وسیع ہوتا جائیگا اُس قدر صفات و واضح ہوگا اور
باطن کے عالم کا علم جب قدر وسیع ہوتا جائیگا اُس قدر بلند اور اراک کے نزدیک
دقیق اور مائل بخفا ہوگا کیونکہ پوشیدہ چیز کا عالم ہی پوشیدہ ہوگا بخلاف ظاہر کے
اور یہی ہے کہ ظاہر کے عالم کا علم اس دارناپائدار کے ساتھ چلا جائیگا کیونکہ اس کا
مدار تکلیف پر ہے البتہ اُسی صورت میں باقی رہے گا جب اُس میں صدق اور
خالص العبد ہی کیلئے جزا و ثواب ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتوں اور انکی
کتابوں اور اسکے رسولوں پر ایمان لائیکے بعد سے بڑی نعمت اُس پر ولایت پر ایمان لانا ہو جو اسکے
خلق میں ہے عام اس سے کہ وہ اُسی بندہ کی ذات میں ظاہر ہو یا مذہب میں سے کسی اور میں
کیونکہ جیسا یہ مطلوب ہوگا جو نور غیر میں ہو اس پر ایمان لایا جاوے یا یہی یہی مطلوب ہوگا جو نور ولایت ہو
اس پر ایمان لائے۔ اور لوگوں کی دو قسمیں ہیں ایک قسم تو دنیا میں اور دوسری سلطنت
اور اسے شہر وین کے قائم رکھنے میں مشغول ہے اور یہ علماء و سلیمین کی کفالت

میں ہے اور دوسری قسم وہ ہے جسکی بہتین اُن باتوں کے حاصل کر لینے کے بعد
 جو اگلوں نے حاصل کی تھیں اسرار کے سمجھنے اور ایسے شخص کی جستجو کرنے کی
 طرف بلند پروازی ان کرتی ہیں جسکے سہارے سے تحقیق کی منزلین طے کرے
 وہ عارفوں کی کفالت میں ہے۔ عبادت کے تہا اس بے بڑا مقصود صرف معبود کا
 قرب ہونا چاہئے نہ اجر تو اب کیونکہ جب تمکو بارگاہ میں آنے سے سرفراز کیا جائے گا
 تو وہیں سارے اجر اور ان سے بھی اعلیٰ چیزیں ہیں بعدہ تمکو ایسی نعمت عطا ہوگی
 کہ خود تمہیں نعمت دہندہ ہو جاؤ گے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ کل کی برداشت جزا سے
 نہیں ہو سکتی۔ اور انکا قول ہے کہ جسکی ولایت کسی بڑے شخص کے باعث درست
 ہوئی اُسکے باطن میں اسیکا نور ظاہر ہو پوشیدہ محیط رہے گا اور حضرات قرب میں سے
 کسی حضرت میں داخل نہوگا گودہ اسکے ساتھ رہے گا۔ اور جب محبوب شخص عجیب
 و غریب علوم و فنون کی باتیں کرے تو اسکو تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھو کیونکہ غیب کے
 قلم کی سیاہی فیاض ہے۔ اور عارفوں کے قلوب سے یہ نہیں ہو سکتا کہ بغیر یقین کے
 خردین۔ اور عارف کی زبان وہ قلم ہے جس سے قلوب مریدین کے تختوں پر لکھا
 جاتا ہے پس اکثر تمہارے قلب کے لوح پر وہ بات لکھ دی جاتی ہے جسکے معنی
 تم نہیں جانتے اور جب اُسکی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں تب اسکے معنی ظاہر ہوتے
 ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ قلب روح کے نور کا سایہ ہے اور روح سر کے نور کا
 سایہ ہے اور اس حقیقت اولیٰ کے شعاعوں کی تجلی کا مظہر ہے جو اوائل کوین
 میں تھی۔ اور نفس قلبی عالم شہادی کی سیاست کی طرف متوجہ ہونے اور عالم شہادت
 کی تدبیر پر التفات کرنے کا نام ہے۔ اور قلب کا لا الہ الا اللہ کے ساتھ متوجہ رہنا

دینا بہر کے عمل سے جو اللہ عزوجل سے اغراض کے ساتھ ہو بہتر ہے۔ اور عارف کا اثر
اُس سے تعلیم پانے والوں میں اسکی امداد و اعزاز کے سبب سے خود انکے اعمال و اذکار
کے اثر سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ اور عارف کا دل آگ کی طرح آدمی کا جلنے والا ہے۔
نہ باقی رکھتا ہے اور نہ چھوڑتا ہے۔ اور سب سے بڑا گناہ ماموسی اللہ کا شہود ہے یعنی اسکا
ایسا شہود جو اپنی ذات سے قائم ہو۔ اور قلب کا اللہ کی طرف رخ کرنا ایسی نیکی ہے کہ امید
ہے کہ اُسکے ساتھ کوئی گناہ مقرر نہ کرے اور قلب کا اللہ سے منہ پیر لینا وہ بُرائی
ہے کہ اُسکے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں کر سکتی۔ اور غافل کا شہود سہم قاتل ہے۔ اور
جب اللہ عزوجل کسی بندہ پر کرم فرماتا ہے تو اُس سے اسکی خصوصیت کے شہود کو
الگ کر دیتا ہے اور اسکی عبودیت کی تحقیق میں اسکو جاتا ہے اسلئے جب بندہ اپنی
عبودیت کے حقوق کی نگہداشت سے غائب ہوتا ہے تو اسکی نسبت شطح و انبساط
و حدود و ادب سے تجاوز کرنے اور سیدھی راہ سے ٹل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے لوڑی کو الہام ہوتا ہے اور مومنوں کے قلوب
اولیاء کے قلوب کے سایہ میں ہوتے ہیں اور اولیاء کے قلوب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
قلوب کے سایہ میں اور انبیاء کے قلوب اُن انوار عنایت و امداد کے سایہ میں ہوتے ہیں
جو انکے ابین نازل ہوتے اور جتنکے بعد شاہکاں ظہور ہوتا ہے۔ اور یشان نہیں ہے کہ
خفا رہیں خفا ہوشان تو بس یہ ہے کہ ظہور میں خفا ہو۔ اور کشائش کا سب سے بڑا دروازہ
بندہ کا اپنی غفلت سے بیدار ہونا ہے۔ اور ان نفسوں سے بچتے رہو کیونکہ انکی طاقتوں میں
عہ شطح ایسے کلر کو کہتے ہیں جس میں رعوت و دعویٰ کے بل پائی جاے اور محققین

کی لغزشوں میں داخل ہے۔ ۱۲۰ حرم

کوٹ اور آفتین ہوا کرتی ہیں۔ اور جسے موجودات کی طرف قلب کی نگاہ سے دیکھا
وہ حجاب یا حساب یا عذاب میں مبتلا ہوا۔ اور نبوت کے نور سے ایمان چمکتا اور اعمال
دزنی ہوتے ہیں اور ولایت کے نور سے عبادتیں پاک و صاف ہوتی اور احوال
نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ اور جب فرزند آدم دنیا و آخرت کے مصالح انجام نہ دیتا ہو تو وہ
جہاد کی طرح ہے اور اگر نصیحت و بری میں مشغول ہو تو سلطان ہیسلا ہو اور اگر دنیا و آخرت کے
معاذ میں مشغول ہو تو وہ جوان کے مانند ہے اور اپنی فکر میں اس چیز کے متعلق جو اللہ تعالیٰ
کو پسند ہو مشغول ہو تو وہ زشتہ کا سا ہے۔ پس خدا تیرے دم کرے دیکھو کہ کس درجہ میں تم شامل ہونا چاہتے
ہو۔ اور ادبیار میں سے بعض اپنے قلب کے خزانہ سے باتیں کرتے ہیں اور
بعض غیب کے خزانہ سے۔ پس اپنے قلب کے خزانہ سے باتیں کرنا لامحصور ہے
اور خزانہ غیب سے باتیں کرنا لامغیر محصور ہے۔ اور خلافت کے دلوں میں جو جن
تاریکی بیٹھتی جا سکے گی دون دون عارفوں کی زبانیں زیادہ مراحت کے ساتھ حقائق کو
بیان کر سکیں گی کیونکہ دیکھنے والوں کی نگاہوں سے محفوظ ہیں۔ اور جو کچھ تم نے پایا اگر
اس پر فائق ہو گئے تو تم نے کچھ نہیں پایا کیونکہ نعمت و ہندہ سے ملنے کا شوق
ولاں ہے۔ اور اگر تم نے پایا اور نعمت نے تم کو ہر کار نعمت و ہندہ کی طرف کھینچا تو یہ اور نبوت
کے ملنے کا خردہ ہے اور اسی لئے بعضوں نے کہا ہے کہ اللہ کا ذکر کو نعمت نہیں دیتا کچھ
وہ تو نفیست (منزل کے کردار) ہی ہوتی ہے۔ اور حقیقت کی شان اس سے کہیں
بڑی ہے کہ بشریت اسکے ملنے کا عمل ہو لیکن جب وہ چاہتا ہے کہ اسکو تم تک پہنچا
تو تمہارے قلب میں اک شعاع ڈالے گا کہ اسکو حقیقت سے ملاتی ہونے کا عمل بناتا ہے اسلئے
تم حقیقت کو اس شعاع سلطانی کے سب سے پاتے ہو نہ اپنے سب سے ۵

اپنی ہی آکھ اُس نے عاشق کو بچہ دی | کب نگاہِ غیر اُس پر ہے پڑی

اور حقیقت کی شان اس سے کہیں اعلیٰ ہے کہ اُسکی جزا مخلوق سے ہو سکے اسکی ہزار
تو رب العالمین سے طلب کی جاتی ہے۔ اور کسی مرید سے ہونہیں سکتا ہے کہ اپنے پیر کو
جس سے اس نے تعلیم پائی ہے کبھی بدلہ دے سکے کیونکہ جو چیزیں اس نے حاصل کی
ہیں اُنکا بدلہ اَعراض سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور علماءِ ظاہر کے قلوب عالمِ صفا اور
کدورتوں کے مظاہر کے پیچ مین واسطے ہیں اور یہ اُن عامیوں پر رحمت کیلئے ہے
جو معافی غیبیہ و اوراکات حقیقیہ تک نہیں پہنچے ہیں۔ اور اہل تصوف وہ لوگ ہیں
جنہوں نے اجسام سے انکے اور اُر کی طرف سفر کیا اور بارگاہِ وفا میں اترے اور محض صفا
میں داخل ہوئے۔ اور جب زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ عاشقِ معشوق کے سوا اور کے
درد و اندہ پر بخیرے۔ اور کریموں سے سوال میں بہت کرو اور اگر تم عطا کے سزاوار نہ ہو گے
تو اُنکے اخلاق بہت پسندیدہ ہوتے ہیں۔ اور کوئی قلب کبھی اپنے پیداکرنوالے
کیلئے ذلیل نہ ہو اگر اس نے اُسکو نور و نیکی بخشی۔ اور کسی مرید کی ہمت اپنی رفتار میں کبھی
کسی ہستی کے پاس کسی ہستی کے لئے نہ ٹھیری مگر خدا ہی تحقیق نے اُسکو لکارا کہ جسکے
ساتھ تو ٹھیرا ہوا ہے اسکے وجود کو ثابت کر۔ اور اپنے ایمان کا تکیہ گاہ انسانی عجز و فکر
کے نتیجوں کو نہ بناؤ بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
بھاگو اور اس سے اللہ کی پناہ ڈھونڈو بلکہ ایمان کو اللہ عزوجل کی مدد سے چاہو۔ اور انہیں
سے دوسری روایت میں یہ ہے کہ اگر تم راہِ واضح و روشن پر چلنا اور اتقیا کے تہ پر
پہنچنا اور اعلیٰ مرتبہ دالون کا امتداد کرنا چاہتے ہو تو دیکھو ہرگز اپنے دین و ایمان کو عقل و
فکر کا نتیجہ اور معقولیوں کے دلائل پر موقوف نہ سمجھنا بلکہ اعلیٰ مقام اور نادر الوجود منزل

کی طرف چڑھ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات و انوار کی مدد چاہو اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تم پر احسان کر کے اپنے پاس سے ایسی مدد پہنچائے کہ تم کو کسی غیر کی حاجت نہ رہے اور وہ اپنے نور سے تمہیں اپنی طرف کی راہ دکھائے تاکہ اُس میں تم صرف اُسی کو دیکھو اور یہ کہو کہ اے میرے پروردگار میں تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں کہ میرا ایمان تیری نسبت اور تیری اُتاری ہوئی کتابوں کی نسبت اور تیرے رسولوں کی نسبت ایسی فکر ہو متفاد ہو حسین نفسانی اوصاف کی آمیزش ہو یا جو ایسی عقل کی طرف مستند ہو جو طلیعت بشریہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو بلکہ تیرے نور میں اور تیری اعلیٰ مدد اور تیرے نبی مصطفیٰ کے نور سے متفاد ہو۔ اور اگر تم ولی کے نور کی معرفت تک پہنچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے طالب ہو بس بہین تم اسے پاؤ گے کیونکہ اولیاء کے غیب کی امانتیں اور اسکے بارگاہ کی پوشیدہ چیزیں ہیں۔ اور اعمال و علوم و احوال کی نسبت یہ نہ چاہو کہ وہ تمام بشری آمیز مشنوں سے خالص ہو نہ پاک ہو نہ درجہ تکلیف والا لایطاق میں پڑ جاؤ گے اور جب کا وجود ممکن نہیں ہے اس کو شو و غلط گمان کرنے لگو گے بلکہ آب و خاک کی نجاست اور مد کون کے ادراک سے پوشیدہ چیز کے خون کے بیخ میں سے خالص دودہ نکلتا ہے جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔ اور بدکاروں کی کثرت اور نیکو کاروں کی قلت سے ہرگز نہ ڈرو کیونکہ گو اُنکی تعداد کثیر ہے مگر اُنکا معاملہ جو ناامداد حیر ہے اور اگرچہ اُنکا شمار کم ہے لیکن اُنکا معاملہ اہم ہے۔ اُنکی ظاہری باتوں کے سارے ادراک کے زوال پر بندیر معالیٰ جو حقیقی نبین ہیں بہت ہیں۔ اس لئے وہ

عہ دیکھو جو درجہ ہیں بارہ کا پندرہ ان کو کوع آیت ۶۶۔ تَسْفِكُمْ مَّاءً لَّيْطًا مِنْ لَيْلٍ

فَوَيْتَ وَكَدَمْرَ لَيْتًا خَالِصًا سَائِلًا لِلشَّرِّ بَيْنَ ۵

گھاس پات کی طرح عالم ثانی میں داخل ہیں کیونکہ انکے کالبینا کے ہیں جو محال
نورانیہ سے خالی اور نفوس خسیہ ارضیہ سے معمور ہیں انکی آبادی کل علاقہ میں محال
رذیلہ حیوانیہ اور صفات اشکال شیطانیہ ہیں انکا بہت ہی تمور اور انکا ذمی عورت
بھی صاحب ذلست ہے چوبایون کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں اور یہی
لوگ تو غافل ہیں۔ اور ان نیکو کاروں کی ظاہری تعداد فیل اور باطنی امداد کثیر ہے انہیں
کا ایک آدمی اپنے جنس کے نیکو کاروں میں سے بہتروں کے برابر سمجھا جائے گا
ہر ان لوگوں کے مقابلہ میں جب تک کہ وہ ہیں وزن نہیں ہے اپنے انوار کی وسعت کے
اعتبار سے انکا کیا کچھ وزن ہوگا۔ اور جن لوگوں کی کچھ بھی قدر نہیں ہے ان کی
مقدار زیادہ ہونے سے انکی وقعت زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اور جن جن بندہ ہوں
خلوص سے حقیقت ایمان کی تجدید کرتا ہے دونوں اسکی یہ تجدید عالم کون کے
فنا کی مقتضی ہوتی ہے۔ اور غنی الاعظم کے سایہ میں فنا رکبر کے اندر آ جانا نعمت
عظمیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **ثُمَّ ذَكَّرَهُمْ فِي خُوضِهِمْ لِيَعْبُدُونِ** اور عیش
میں ہے **كَانَ اللَّهُ وَلَا شَيْءٌ مَعَهُ**۔ اور لوگوں نے کہا ہے

چپا کے دامن میں اہل زمان سے	لگا دیکھنے دوسروں کو میں دان سے
مجھے پر کسی نے نہ دیکھا نہ جانا	کہ ہے نام کیا اور کمان ہے ٹھکانا

آذر انکا قول ہے کہ وہ مومنین ہے جو ہنہاں کر نیچے لئے مکہ و آبادی بلکہ مدینہ تو
وہی ہے جو اسکی حضرت میں ہماری دعا کرے۔ اور اعلیٰ درجہ کا نور وہ ہے جو قلب

عہ دیکھو نورین پارہ کا بارہون رکوع آیت ۱۰۹۔ **أُولَئِكَ كَانُوا لَنَا نِعَامٌ بَلْ هُمْ**
أَصْحَابُ الْآلِئِكَ هُمْ الْعُضْلُونَ
عہ پر انکوڑے چک مارنے دو کر گیل بنا کر بن (پارہ سات سترہون رکوع۔ آیت ۹۱)؟

دسرا میں تیر جاے اور اس داڑنا پائدار کے ختم ہونے تک ظاہر ہوا اور یہ اسوجہ سے
 کہ وہ جلد ظاہر ہو گیا لے سے زیادہ پائدار زوردار بلند و اعلیٰ ہوتا ہے۔ اور تم غور سے دیکھو
 تو معلوم ہوگا کہ جو دانے دیر سے اُگتے ہیں وہ دوسروں سے جو اسطرح کے نہیں ہوتے
 زیادہ تر پائدار زوردار اور اوپر کو جانوا لے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی یا اللہ تعالیٰ
 کی راہ کی ذرہ برابر محبت کو بھی ڈھیر ہون اعمال کے بدلے یہ سچو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی جسکو دوست رکھتا ہے اُسی کے ساتھ رہتا ہے۔ اور
 ایک آدمی دوسرے سے معاف کرتا ہے مگر دونوں میں مشرق و مغرب کی دوری ہوتی ہے
 اور زبان ایک باطن کی ہے ایک روح کی ایک قلب کی اور ایک عقل کی اور یہ
 اپنے اصل یا خدا اور اصلی سرخسینوں سے پہچانی جاتی ہیں اور عادت کامل ان میں
 سے ہر ایک کو اُسی کی زبان اور اُسی کی لغت میں خطاب کرتا اور اُسی کے جام میں
 اپنی شراب ڈالتا ہے۔ اور دوزہستی نہیں ظاہر ہوتا ہے مگر غمخیز معرفت کے غائب
 ہونے کی صورت میں اور اگر معرفت نوتی تو دوزہستی کبھی بکڑا نہ جاتا اور اگر دوسری
 تشبیہ دیکر کہنا چاہتا ہو تو یوں کہو کہ ہستی کا ستارہ روشن نہیں ہوتا ہے مگر آفتاب
 معرفت کے نظر نہ آنے کی حالت میں اور جب توحید کے مشرق سے معرفت کا
 آفتاب طلوع ہوتا ہے تب آثار کے تارے اور اغیار کے تارے ڈوب جاتے
 ہیں اور اگر لوگ دلی کی قدر جانتے تو ضرور ہر آدمی سے باد بد پیش آنے کیونکہ سب
 کا یکساں لباس اور ایک سی صورت ہے اور جب علم دلتے ہو کسی بات کا حکم دین
 یا کسی بات پر ٹوٹنا یا نہیں تو حکم کو مان لو اور ڈانٹ کی جگہ میں جگ جاؤ گوتھا یا تمام
 اعلیٰ اور منازل قرب میں تمہارا متہ بہت نزدیک ہو کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ادب

اور اسکے حق حکمت کا پورا کرنا اور ادا المیہ کے حدود کے پاس مرک جانا ملحوظ ہے
اسلئے کہ بادشاہ کے ہنشین کا کمال ادب یہ ہے کہ جب دربان ڈانٹے تو شاہی
آداب کی تکمیل کے خیال سے سر تسلیم خم کر دے۔ اور کبھی کوئی علوی یا سفلی کرشمہ
نظاہر نہیں ہوتا مگر وہ حضرت ربانیہ اور معرفت خفیہ کے نور کی دلیل ہوتا ہے اور جسے
معارف ایسے ہیں جنکی نہ کوئی مثال ہوتی ہے اور نہ کسی ذی بصیرت دل میں اُن کا
تصور آتا ہے۔ اور جب تیر معرفت کی طلب کیے ایاں کو نشانہ بنائیے گا تو ضرور اس پر جا کر بیٹھے گا
خطانہ کرے گا۔ اور یہ عالم بہ تدریج پیدا ہوا ہے پس جب پیدائش آخری دائرہ اور
نشانہ ثانیہ کی طرف متوجہ ہوئی تو آسمان بمنزلہ باپ کے ہو گیا اور زمین بمنزلہ ماں کے اور
پیدا ہونے والا ایک دفعہ میں ایک ہی تھا اسلئے آدمیوں کی روحیدگی کے دانے
زمین کے بطن سے ایک ہی روحیدگی کے حکم میں ثابت ہوئے۔ اور جب عارف
کی زبان معرفت میں گویا ہوتی ہے تو اسکا سارا وجود خاموش ہو جاتا ہے۔ اگر نفوس
اُس چیز کی قدر جانتے جسکی طرف بلائے جاتے ہیں تو اسکی طرف جانے میں اپنے
بُلائیوں سے پیشقدمی کرتے۔ اور دنیا کی شراب نہ پیو مگر اسکو شراب آخرت کے ساتھ
ملانے کے بعد اور یہ اسلئے کہ تم محفوظ رہو۔ اور کوئی جدید وقت ایسا نہیں ہے جس میں
جدید مدونہ آتی ہو جو کبر اور دسا کا وقت کو پہنچتی ہے کیونکہ یہی وقتی مدد کے اہل
اور اسکے سفیر ہیں اور آخر میں آیا ہے کہ ”تمہارے اس دہر میں تمہارے رب کے
نفحات ہیں اسلئے سن رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نفحات کے سامنے ”اُو“ اسمن و تہن
مدد کی طرف اشارہ ہے۔ اور کبھی کوئی حقیقت کسی عارف پروردگاروں کی مگر اس کا
شہود سلطان النوا حقیقت کے نیچے دب گیا لیکن تجنص اس سے سننے والا ہے

اُس کے شہود کا باقی رہنا ممکن ہے باوجود اُس کے کہ وہ حقیقت اُس سے اسکو پہنچی
 بھی ہو کیونکہ اُس کے پاس وہ بشر کے ذریعہ سے آئی ہے۔ اور ارواح اشباح (جسام)
 میں چپ گئیں کیونکہ اس جہان میں اشباح ظاہر ہیں اُسے لوگوں کو اُس کے ساتھ
 اعتنا ہوتا ہے اور بندہ اپنے ظاہر کے شہود میں مشغول ہو کر قلب و باطن کی نگہداشت
 سے غافل ہو جاتا ہے اور صاحبِ توفیق سواد مند وہ ہے جو اپنی روح کے لئے
 زحمت اٹھا کر اسکو ظاہر کرنا اور اسکی اصلاح حقیقت میں مجاہدہ کر کے اُسکو رہائی
 دلانا اور آزاد کرانا ہے۔ اور وہ بڑا شخص نہیں ہے جو اپنے امور بشریہ کو تے چپا کر
 اپنے آپ کو تے مخفی رکھے بڑا آدمی وہی ہے جو امور و اوصاف بشریہ کو ظاہر کر دے
 بعد کہ بشریت پر تحقیق کے آثار تھارے سامنے نمایاں کرے اور اس کے چپے ہو
 خزانہ سے غیب کے ذخیرے نکال کر بتاے اور ایمین اللہ تعالیٰ کے اس قول کے
 سمجھنے کا اشارہ ہے **قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَاَوْحٰی اِلٰی (اے محمد! تم کو کہ)**
 میں تو تمہارا ہی جیسا بشر ہوں مجسوحی آیا کرتی ہے اور عارف کسی حال میں غیر اللہ
 تعالیٰ کے ساتھ نہیں رہتا اور نہ اُس چیز کے ساتھ ٹھہرتا ہے جو حق سے اُس کے
 لئے ظاہر ہوتی ہے اور جب اُس کے ساتھ ٹھہرا تو اس کے باعث اپنے پروردگار سے
 محبوب ہو گیا۔ اور بس کے مفید دوا کے پینے والے صورت کے سبب اُسکو بانی
 سمجھتے ہیں مگر اُس میں سب بیماریوں سے شفا ہوتی ہے یہی حال دیون کا بھی ہے
 کہ جو آدمی انکو عوام کی صورت میں دیکھتا مگر اُن کے پاس پہنچ جاتا ہے اُسکو وہ اپنے
 پروردگار کی بارگاہ میں پہنچا دیتے ہیں مگر وہ غافل رہتا اور اپنے سہام کو نہیں جانتا جو

ہے جو بیٹوں پارہ بندہ ہوان رکوع سورہ حم سجدہ کی چھٹی آیت ۱۲

بگہ جب اسکا قلب نور ہو جاتا ہے تب اسکو پہچانتا ہے۔ اور سلطان نور مجلیٰ
 کے سامنے آدمی ثابت قدم رہا اور ہمارے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ
 طینت بشر کا خمیر اصل اصیل سے ہے بخلاف پہاڑ کے۔ اور زبانیں تین ہیں
 ایک تو زبان سے نقل کرنیوالی دوسری قلب سے نقل کرنیوالی اور تیسری غیب سے نقل
 کرنیوالی۔ پس پہلی محض ناقل ہے دوسری عالم ہے اور تیسری عارف ہے۔ اور زبان
 کی زبان ہوا کی ہوا ہے۔ اور قلب کی زبان سید ہی راہ کی طرف رہتا ہے۔ اور غیب
 کی زبان عالم محو فنا کے جانب اشارہ کرتی ہے اور ادنیٰ فرج اعلیٰ اصل میں جمیدہ
 ہے۔ اور علوم کا مہر فہم کا خُصن ہے اور حقائق کا مہر حقائق کے غلبہ میں فنا ہو جانا
 ہے۔ اور عارف کا نفس جو معیشت حیات دنیا کی سیاست پر مقرر کیا گیا ہے
 اسکے نور معرفت کے تحت میں ایک شاگرد اور ہلکی روح کے ہاتھ کے نیچے
 ایک مرید ہے حوسارے شاگردوں کے ساتھ تعلیم پلانا اور کل مریدوں کی طرح
 تربیت کیا جاتا ہے اور اسکی خصوصیت پر دلہا ہی ایسا رکھتا ہے جیسا اور
 مومن جنکو خدا چاہتا ہے اور اسکے علوم ربانیہ کے حقائق اور اسکے مقامات علویہ
 کی واقفیت سے معزول رہتا ہے کیونکہ یہ سب ایسے اسرار غیبیہ ہیں کہ علماء
 ظواہر پر مطلع نہیں ہوتے صرف انکے ظاہری آثار کو جان سکتے ہیں۔ اور اگر غلیات
 و انوار سے غیب میں تہری آواز نہ ہو بچے تو طاعت واذکار سے پہونچا۔ اور اگر
 کسی پر ایک ہی وقت میں نہ نبی بیدار بان طاری ہوں تو یہ دلیل اس بات کی
 ہے کہ اس میں چند غفلتیں ہیں اور خصوصیت والوں کے لئے بیداری نہیں
 ہوتی کیونکہ ان میں غفلت ہی نہیں ہے۔ اور جب تم اپنے لطف کی پیدائش میں

اُسکی تخلیق و تصویر کے محتاج ہو تو اپنی حقیقت اصلیت کی ہدایت میں کیونکر اُسکی
 عنایت و تنویر کے محتاج نہو گے۔ اور اللہ عزوجل نے کہا ہے کہ اے میرے
 بندے جب تو مجھے ایسی حالت میں ملے گا کہ تو میرا پہچاننے والا ہوگا تو مجھ پر
 موجودات میں اتنی ہی تیری نیکیاں لکھوں گا۔ اور بت سے بندے جو اپنے
 نفس کو اس قدر ذلیل سمجھتے ہیں کہ اُنکو تعجب ہوتا ہے کہ وہ موجود دیگر ہوا اُنکو
 جب فضل کا خلعت عطا ہوتا ہے تو وہ اللہ سے شراتے ہیں کہ اُسکا وجود کوئی
 اللہ کے ساتھ مشہود کیون ہوا۔ اور اُن ترکانہ و خبروں کے سننے کو واجب جانو
 جو غور و فکر سے پیدا نہیں ہوئی ہیں کیونکہ یہ دلوں کی دو اینٹیں ہیں۔ اور تمہاری ذات
 آئینہ ہے اور تمہاری ذات کی شکل تمہاری ذات کی آئینہ ہے۔ اور جب تم نے
 دیکھنے والے کو دیکھا تو دیکھ لیا۔ اور جو حقیقت ایسی جلوہ گر ہو کہ اُسکے غلبہ میں اُسکے
 شہود کا شاہد غائب ہو جائے وہ شہد حق ہے اور اگر غائب نہ ہو تو اُسکے شہود میں
 آمیزش و تلبیس ہے۔ اور خود روح کی کوئی صورت نہیں ہے اور جو ہے وہ اجسام
 کے اعتبار سے ہے اسی لئے جب بنی آدم نے نافرمانی کی تو ارواح کے قہر و
 کی وجہ سے بُرائی ظاہر ہوئی کیونکہ عالم ارواح کا جب طور ہوگا تو اُسکے رب کا شہود
 ہوگا اور اس شہود کی صورت میں عصیان کمان ہے۔ اور جسے نادر الوجود چیز طلب
 میں خلوص کا پایا جاتا ہے اور اسی کے لگ بھگ قبول ہے اور ان دونوں سے
 زیادہ کیا ب وصول پر دسترس ہے۔ اور وہ چیزیں ایسی ہیں جن پر بہت کم دل جاتا
 ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے باہر جانا۔ اور عمدہ بات یہ
 نہیں ہے کہ تمہارے معشوق کی تجلی ہو اور تمہارا رقیب موجود نہ ہو بلکہ عمدہ بات یہ ہے

کہ قریب کے رہتے ہوئے تمہارے حبیب کی تجلی ہو۔ اور عارف کو اگر خلق اس لئے
 تلاش نہ کرے کہ اُس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حق کے
 اقتضار سے وہی اُس کو غلام کش کرے گا۔ اور جنت مطلوب ہے اور دوزخ طالب
 ہے اسی لئے اُس سے طلب کا معاملہ کیا جاتا ہے اور اس سے باگنے کا۔
 اور مہربان باپ اپنے چوٹے بچہ کو اس طور پر طلبی کے پاس بھیجتا ہے کہ اُسے
 خبر نہیں ہوتی اور طبیب کو کہلا بھیجتا ہے کہ اُس کے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آنا
 اسکا احسان مجھ پر ہوگا اور اُس کو نہ بیماری کی خبر کرنا نہ علاج کی اسی طرح عارف سے کہا جاتا
 ہے کہ میرے بیمار بندے جب تمہارے پاس آئیں تو اُن کا اُن آسانوں
 کے ساتھ جو پہننے بتادی ہیں اس طور پر علاج کرنا کہ وہ خبر نہوں اور اُن کو اُنکی بیماری و
 دوا سے واقف ہونے کی تکلیف نہ دینا کیونکہ بسا اوقات اُن پریشان گذرے گا
 اور تم ہی اُن سے اُس طرح پیش آنا جس طرح ہم پیش آتے ہیں کیونکہ تم تو ہماری طرف
 بلائیو الے اور ہمارے حق کا مطالبہ کرنے والے ہو دیکھو پہننے اُن کو اپنی جہاد گاہ اور
 اپنی جنت کی طرف بلایا ہے اور وہ نہ اس کو جانتے ہیں اور نہ عارفوں کے سوا حقیقت
 بین حقائق کے کہنے کو پہچانتے ہیں۔ اور اسرار و انوار میں باہم کشا کش رہتی ہے
 اور اُن میں سے ہر ایک اپنے جام کا دورہ سکر کو دیتا ہے پس دونوں پر نشہ
 چڑھتا ہے اور دونوں اپنے وجود سے غائب ہو جاتے ہیں پھر تو نہ اسرار
 ہوتے ہیں اور نہ انوار۔ اور نعمت او بہت بڑی نعمت تھے خطاب ہے گو ایک
 ہی لفظ سے کیوں نہ ہو۔ اور عارف اُس چیز کی رویت کیلئے جو اشرف و اعلیٰ درجہ گتر
 ہے وہ ان جہان سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ اور عابد اپنے نفس کے فعل

سے دشمنی رکھتے ہیں اور عارف خود اپنے نفس ہی سے - اور لا الہ الا اللہ کہنے کی
اس قدر پابندی کر دے کہ لا الہ الا اللہ کے ذریعہ سے لا الہ الا اللہ سے غائب ہو جاؤ - اور لوگوں کو
عارف محقق سے انکار نہ کر ہی روکنا ہے کیونکہ عارف انکو حضرات جمع و تفرید میں
دوستاتا ہے اسلئے انکے نفوس انوار کی آگ کی گرمی سے اغیار کے سایوں کی طرف
ہٹا گتا ہے - اور جبکہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی وہ ہر چیز کو جبکہ اسباب وہ ہے دوست
رکھے گا جیسا کہ نبی مام کے مجنون کا قول ہے ۵

ترے سب سے پہلے کالے بھگے لگے بھگو | گلب سیاہ نظر آتے ہیں سگے مجھکو

اور عارف جب اپنے انار بشیرہ کی شکایت کرتا ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ
ہم تو ترے ذریعہ سے جس کے دائروں کو اُسی طرح آباد کرنا چاہتے ہیں جس طرح
قدس کے دائروں کو تجھے پہنچنے آباد کیا ہے - اور فرزند آدم گوشت و پوست
کے بازو لیکر دینا میں آیا اور اُسکے اوپر آسمان ہے اور نیچے آگ ہے پس اگر اسنے
اپنے بازوؤں اور پر پر زون کی پرورش کی تو اڑا اور اگر انکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تو
آگ میں گر ا اور حدیث میں آیا ہے کہ مومن کا توہڑا ک پرندہ ہے جو بہشت کے خیرت
میں شکارتا ہے اور یہی قمار کا ایک قمر ہے کہ بہت سی چیزیں انکا منشادہ کر لے
اور نہ تم میں ان پر چلنے کی مکت ہو اور نہ تم انکے اقتضار پر عمل کرتے ہو مگر جب وہ چاہے
اور ارادہ کرے - اور جس چیز کا تم ارادہ کرو اور تم اُس سے محبوب ہو تو وہ عین امر
مطلوب نہیں ہے - اور بندہ جب قدر حضوری میں زیادتی کرے گا اسی قدر اُسکے
وقت میں نور کی زیادتی ہوگی - اور آگ نہیں کہتا ہے مگر شرک ہی کی جگہ کو اگر
اسارا ہے تو سارے کو اور تھوڑا ہے تو تھوڑے کو اور بعض مومنوں تک جو آگ

ہو پونچے گی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے باعث شرک خفی میں مبتلا ہیں
 اور حقیقت ستر دونوں جہان میں کسی پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اور اضطرار کے وقت
 بھی اسرار کا اظہار مباح نہیں ہے مگر اُنکے علماء کے فتوے سے۔ اور حقیقت
 انسان کا مغر ظاہر نہیں ہوتا مگر اُسکی ظاہری طینت کو نکال سنبھلنے سے جیسا کہ بعض
 مسودن کا باطنی مغر اُسکے ظاہری چمکے ہی کو اتار دینے کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔
 اور ادب معاملات کے اوصاف کو بیان کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُنکے ساتھ
 انصاف بھی پایا جائے لیکن شخص اُن سے متصف ہو اُسکا بیان سترے والے
 کیلئے زیادہ تر مفید ہے اور غیر متصف کا بیان شافی اور اُسکے علم کا سیلا نا طلب ہے
 خالی ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ بنی آدم سے فرماتا ہے کہ تم نے زمین کو طول و عرض میں گہریاں لگا
 تم میں سے ہمارے پاس توڑے بھی سے ہو پونچے۔ اور کہی کوئی عافیت خاصوش نہوا
 گوا یک ہی سانس کیلئے مگر اپنے زمانہ والوں کے عذاب کیلئے اور کہی کوئی کلمہ
 اُسنے غم سے نہ نکالا مگر جتنے لوگوں نے اُسکو سنا اُنکو نادمہ پہنچا۔ اور بندہ کی
 غفلت اور اُسکے دل کا اندھا پن ہے جو وہ چیزوں کی نسبت اپنے رب کے سوا
 اور دن کی طرف کرتا ہے۔ اور تم سے ہونہیں سکتا ہے کہ تم شیطان سے بچ سکو
 جو تمہارے نفس وجود سے ملا ہوا تمہارے قلب کے کالون سے چپکا ہوا
 اور تمہارے خون کی طیسج تمہاری رگوں میں دوڑتا پرتا ہے مگر اُسی کی طرف رجوع
 کرنے سے جو باعتبار شیطان کے تم سے زیادہ تر جیسے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔
 اور معاملات کے ستر میں ظاہر کی بد بیان معاف ہونے کے قابل ہیں کیونکہ
 یہ اُن سے ہوئے حکموں کی مخالفت میں جو پردہ کے باہر سے مخلوق پر اترے

ہیں بخلاف دلوں کے انوار اور سرار کے کہ جب انہیں خلل واقع ہو اتوں انکی بُرائیوں کی معافی ہے اور نہ انکے نقصان کی تلافی چنانچہ بعض شخص جو اس خلل میں مبتلا تھے اُن سے کہا گیا تھا کہ ۵

نقطہ بے رخی ہی گوارا نہیں	تیری ہر خطا سے بے باں درگزر
یہ دل پسہ تمہارا اجبار نہیں	دلے رنجش اگلے تمہارے قصور

اور جب کبھی کسی خالی یا تاریک وقت کے بعد ندامت لاحق ہوئی تو غمزدہ معمور یا منور ہو گیا۔ اور پہلی مرتبہ تم سنتے ہو دوسری مرتبہ سمجھتے ہو تیسری مرتبہ جانتے ہو چوتھی مرتبہ دیکھتے ہو اور پانچویں مرتبہ پہچانتے ہو۔ اور بنی آدم کے لئے تین عالم ہیں عالم انسانی عالم شیطانی اور عالم روحانی پس خالی ہونے کے باعث اس میں جمل و نسیان ہے اور باطنیاتی کے سبب سے جھٹلانا ناشکری انکار اور سرکشی اور وصف روحانی کی وجہ سے تصدیق و اعتقاد و بعدہ الیقین و عرفان اور بعدہ شہود و عیان۔ اور قلوب تین ہیں: ایک تو قلب ارضی جس میں شیطان پناہ لیتا ہے اور اکثر اغوار کے ذریعہ سے اس پر چھا جاتا ہے و دوسرا قلب سماوی جسکی طرف شیطان ڈال دیا جاتا ہے اور جسکے ارد گرد سے بائین چرانا ہے پس شیطان اسکی خبر میں لیتا ہے اور اکثر اُسکے انوار کے شہاب کی مار اس پر پڑتی ہے اور میرا قلب عجز نشی ہر شیطان جسکے قریب کبھی نہیں آتا اور نہ کبھی اُس تک پہونچ سکتا ہے۔ اور قرآن کے سننے کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ سننے والا موجود ہے کہ شہود سے غائب ہو جائے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو ایسی پہونچانا چاہتا ہے تو ایسے طریقہ سے جس میں نہ ظاہری شریعت کی تکلیفیں ہیں اور نہ خواہ

عقلیات کی زبردستی ان کے قلب تک علوم حقیقیہ کو جو بارگاہ ربوبیت سے
 ملتے ہیں پہنچا دیتا ہے۔ اور عالم شہادت سارے کا سارا آدم کی ظاہریت میں
 پیچیدہ ہے اور اس کی ظاہریت اُس کے معنی روح میں پیچیدہ ہے جو اپنے ہونکے
 جانے کے پہچان میں غائب ہے اور ہونکا جانا افاضہ میں پیچیدہ ہے اور یہ منقطع الیاف
 ہے۔ اور جب ہستی فانی چشم غفلت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی موجود کو دیکھتی ہے
 تو اللہ تعالیٰ اپنی بکتائی کی غیرت کے سبب اُس کی نثار کا حکم جاری فرماتا ہے۔ اور
 اگر عارف اپنی حقیقت کی زبان سے کلام کرے تو ہستی شہادی میں اُس کا
 ایک کلمہ بھی نہ سہا سکے۔ اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ شخص جس نے مجھے
 طلب کیا ہے لے اور اے وہ شخص جو مجھے طلب کرتا ہے ٹھیر جا۔ اور جس نے
 یاد دہی کے جام میں اپنی بشریت کا ذرہ برابر بھی ملا کر تمکویا اُس نے تمکوا ذیت دی
 اور اگر عارف کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے ایک لاکھ خصوصیتیں قبول کرے اور
 چاہے حجاب کا دور ہوتا تو وہ ضرور اسی کو پسند کر لے گا کہ ذرہ برابر بھی اُس کا حجاب دور
 ہو جائے۔ اور حال وہ ہے جو تمکویا اُس کی بارگاہ کی طرف کیمنچے اور علم وہ ہے جو تمکویا
 اُس کی خدمت کی طرف پیر لائے۔ اور اگر راہین تنگ نہوتین تو تم نور کو بتا ہوا دیکھتے
 اور نسیم قرب کی خوشبو نہونگننے سے تم کو کسی چیز نے نہیں روکا ہے مگر تمہارے
 زکام نے اور نور کے شاہدہ سے تم کو کسی چیز نے باز نہیں رکھا ہے مگر تمہاری تاریکی
 نے۔ اور اپنے محبوب سے جس شخص کی محبت کسی نے سب سے زیادہ ہو جائے
 وہ انتہائی محبت کے دعوے سے کوہن دور ہے۔ اور جس حالت پر کوئی اعتراض
 نہ ظاہر سے ہو اور نہ باطن سے وہ ایسا "جمع" ہے جس میں "مفطح" نہیں ہے اور

ایسا ”فوق“ ہے جس میں شرک نہیں ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ کے ایسے اسرار
 کہو کہ لے جھکا کہوں نا مناسب نہیں اور ایسے پوشیدہ علم کی کوئی بات افشا کر دی جھکا
 افشا سزاوار نہیں اسکو یہ سزا دی جاتی ہے کہ لوگ اُس سے بدگمان ہو جاتے
 ہیں یا اس سے بھی بڑھ کر عقوبات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور اگر تجھے ”مین“ نکل چکا
 تو تجھ پر روشن ہو جائے کہ مین کون ہے۔ اور شیطان کا مطلب آدمی سے
 حاصل نہیں ہوتا مگر جس وقت وہ اپنی خواہشوں کی زمین میں اُترتا ہے۔ اور
 عابد خلق اللہ سے اسلئے بہا گئے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے جو اسرار ہیں اُن سے
 وہ ناواقف ہیں اور اگر وہ اُن اسرار سے واقف ہوتے تو ضرور ان سے ویسے
 ہی مانوس ہوتے جیسے عارف مانوس ہیں۔ اور کشف غیبی حبستہ و دقیق و خفی
 ہوگا اُس قدر اعلیٰ ہوگا۔ اور جن دلیلوں سے تم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنی
 چاہو گے اُن سب زیادہ واضح و خرم ہو۔ اور اس داننا پائیدار مین عارف نہ کسی
 حال پر عمل کرتے ہیں اور نہ کسی مقام پر وہ تو صرف اللہ کی طرف جمع ہونے کی تحقیق
 پر عمل کرتے ہیں اور سب باتیں اسی کے ضمن میں ہیں۔ اور موجودات میں جتنی
 چیزیں ایسی ہیں کہ اپنے افعال میں اپنے اختیار کے شہود سے دور ہیں اُنکی
 بقائیں پائیداری ہے جیسے آسمان زمین پہاڑ اور دریا اور جو اپنے اختیار کے شہود
 سے قریب ہیں اُنکی عمر کوتاہ ہے جیسے آدمی اور جانور تاکہ قتل والے سمجھیں اور غنائت
 سابقہ ہدایت ناطقہ کے پیغمبر ہو کرتی ہے۔ اور دنیا میں تم ٹھہرنے والے نہیں
 ہو اور آخرت تک تم ہی پونچے نہیں ہو اسلئے قریب حبیب کی طرف رجوع
 کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور اللہ عزوجل کی بندہ پر اس سے

بڑا بڑا کوئی سخن شش نہیں ہے کہ اُسکے قلب کو منور کر دے۔ اور جس وقت عارف
 ایک کلمہ بھی بولتا ہے تو اُس میں سننے والے کا وجود غائب ہو جاتا ہے اور اسکی وجہ
 یہ ہے کہ کلام بمنزلہ مود کے ہے اور کان بمنزلہ عورت کے ہے اور مرد عورتوں کے سر پہ
 ہین، اور اگر عارف کسی شہر میں سانس لے تو جو بندہ اُس میں ہوگا اُسکا ایمان مضبوط
 ہو جائے گا۔ اور ہر وصال غیبی کے سامنے عارض شہوانی ہے۔ اور جس عارف کا وجود
 اُسکے مرید کے سامنے مرتبہ اُسکا مرید اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچے گا۔ اور حضرات
 انوار تک نہیں پہنچتے مگر وہی اسرار جو خالص ہوتے ہیں۔ اور جس مرید نے
 عارف کو توقیر و داد کی نگاہ سے دیکھا وہ راہ حق در شاہد کا سالک ہوا اور غم کے
 ساتھ توحید مباح نہیں ہے مگر خاص کر تکلیف کے محل میں اور جسے سمجھ کر ایسے مقام
 میں یہ مکلف وجد کیا جس میں وہ پہنچا نہیں ہے اُس کا قدم اُس مقام سے زمین وہ
 ہے نیچے کی طرف پھسل جائے گا یہ صرف اسی کو مباح ہے جسکو اجازت ہے یا کبھی
 عارف کے اشارہ کے تحت میں ہے۔ اور واردات ربانیہ سمجھ سے باہر نہیں اور
 جو سمجھ میں آتے ہیں وہ تو اُسکے پانی کے چھینٹے اور اُسکی روشنی کی شعاعیں ہیں
 اور جب تک کہ تم عام موجود اس کے باہر نہ چلے آؤ تمہارے لئے حقائق ایمان کا نور
 نہیں چمکنے کا۔ اور علم حقیقی کی ایک علامت یہ ہے کہ جب دل میں اُتر جائے
 تو امثال و صورتیں مٹ جائیں گو امثال ظنیہ حقائق اصلہ کے اخذ کا سبب ہوں
 اور جو کچھ تم میں پیدا کیا گیا ہے وہ صرف اس لئے کہ اُسکے ذریعہ سے تم موجودات کو
 پہچانو نہ کہ موجود کنندہ کو کیونکہ وجود اللہ تعالیٰ ہی کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے۔ اور

حکمت کے مواد انسانی قوت کے اندر پیچیدہ ہیں مگر حکیم کو اور دن پر صرف اسلئے فصلت ہے کہ وہ انکو قوت سے فصل کی طرف لاتا ہے۔ اور آدمی پر اشارہ واقع نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایک نسبت سے جو مقدار کے انوار میں سرگردان ہے۔ اور اگر وصول میں تمہاری کوئی نیت ہوگی تو تمہارا کچھ اثر اسی میں باقی نہ رہے گا۔ اور فرزند آدم کی خوبیاں چھپی ہوئی رہتی ہیں اسلئے اسکو انکے اعتبار سے دیکھو تو امید ہے کہ تمکو اس کا کچھ جمال نظر آئے۔ اور ایمان کے جواہر انکے ہی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور حیات دنیا میں شہوات کا حاصل ہونا فوری غذا ہے مگر چہا ہوا۔ اور جب حقائق اپنے صف کے ساتھ ظاہر ہو گئے تو انکے ظہور میں خفا و خفا میں ظہور ہوگا اور انکو ہوا کا اول والا خروا الظاہر کی داد سے مدد پہنچتی ہے۔ اور کوئی اعلیٰ واردات نہیں آتی مگر اس کے ساتھ قطع کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ اور محققوں کی دو قسمیں ہیں ایک کو تو رہنمائی و صاف گوئی کی اجازت ہوتی ہے اور دوسرے کو اسکی اجازت نہیں ہوتی اور دنیا کے مال و متاع میں خوبی و برکت اسلئے ہے کہ وہ نہ منقطع ہو نیوالی عطا اور نہ ختم ہو نیوالی احسان ہیں اور عالم بقا اور فضا اعلیٰ کی طرف جا نیوالے ہیں۔ اور جب تمہارے پاس سے غیب کے حقیقی بادل کا کوئی قطرہ اگرزے تو اس کے نیچے ٹھیر جا د کیونکہ وہ یا تم پر سایہ ڈالے گا یا تمکو تر کر دے گا۔ اور آدمی کے آزادانہ ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ جب ہر اسکو ہوا ہو س چلاے اور ہر ہی اسکا قدم اٹھ جائے۔ اور اپنے حسن تنیت پر جسے رہونا کا اصول مفسود کی صورت پیدا ہو۔ اور مومن کا شوق ایسی چیز کی نسبت جہیں ہواے نفس نہیں ہے۔ اور جو چیز اس کے نفس کے لئے مناسب نہو اس سے امید و بیم اسکی استقامت کی دلیلیں ہیں۔ اور اگر کوئی شخص

اپنی ظاہری بشریت کے پانی کا پھوڑا تیرے سامنے پیش کرے تو خوار اس میں
نہ بننا کیونکہ وہ تجھے پیر دہی حرص و گمراہی کی طرف کھینچ کر لیجائے گا اور اگر اپنی باطنی خصوصیت
کے پانی کا پھوڑا بھجودے تو اسکو بے تکلف خوشی خوشی پی جاوے بشریت تکوین نفع کرگا
اور جس کلام کے رد و قبول میں تمکو اختیار ہو اُس سے تمکو توڑا نفع پہونچے گا اور جو کلام
تمکو قبول کرنے پر مجبور کرے وہی تمکو زبردستی اچھے اور عمدہ کام کی طرف لیجائے گا۔
اور مرید کی سیریاطن سے ہوا کرتی ہے اور اُسکا ظاہر تابع ہوا کرتا ہے اور عابد کی
سیریاطن سے ہوتی ہے اور اُسکا باطن تابع ہوتا ہے اسلئے عابد اپنے اور ادکی
نگہبانی کرتا ہے اور مرید اپنے واردات کی۔ اور علماء اس لئے لوگوں پر رحم کریں اور
علم نہیں حاصل کرتے کہ معصوم بنیں بلکہ اسلئے کہ لوگوں پر رحم کریں اور اسلئے
نہیں کہ اپنے علم کے ذریعہ سے تقدیری امور سے محفوظ رہیں بلکہ بجا جنت و جہنم کے
ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ اور اہل معرفت کے احوال نہایت ہی عجیب
ہیں کیونکہ اگر وہ اپنی بشریت کے ساتھ ہیں تو پانی کی چھلیاں ہیں اور اگر اپنی خصوصیات
کے ساتھ ہیں تو ہوا کی چڑیاں ہیں اسلئے وہ جب اپنے نفسوں کے اوصاف میں
ہونگے تو دنیا کے دریاؤں میں ڈوبے ہوئے ہونگے اور جب اپنی روحوں کے اوصاف
میں تو عالم اعلیٰ کے افق میں چکر لگائیں گے اور ہر عالم سے جسکو عالم اعلیٰ سے زیادہ
مشابہت ہو دنیا میں بہت ہی کم ٹھہرنے والے اور اسالت میں بہت زور آور ہونگے
اور جتنی چیزیں کہ عقل کے ادراک سے بالاتر ہیں اُن میں وہی ذریعوں سے چل سکتے
ہیں اور وہ یا نور ہے یا اعتقاد۔ اور مخلوقات کی طرف سے جس قدر کم تدبیریں ہوں گی
اُسے قدر زیادہ خالق کی طرف سے توفیق و اعانتیں پہونچیں گی۔ اور بنی آدم کا اہل

حجاب سایہ کے حقائق کو نصب العین نہ رکھ کر سایہ کے ساتھ ٹھیرا رہنا ہے جیسا کہ وہ علم کی وجہ سے اسلئے محبوب ہیں کہ اُس کے حقائق سے باہر ہو کر اُس کے پردہ کے پیچھے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اور حالتِ شکر میں شکر کرنے والے کی ایک زبان ہوتی ہے جو اپنے رب کی طرف سے یہ کلام کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی زبان سے فرماتا ہے کہ سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَ (جو شخص اُسکا شکر کرتا ہے اللہ اسکی سنتا ہے) اور مرید کو جیسی حاجت اپنے پیر سے ہوتی ہے اُس سے بڑھ کر پیر کو اپنے مانق کی ہوتی ہے۔ اور مریدوں کے دل تک الوار پونچنے کی راہ سچی مجھتا ہے۔ اور عارف دنیا میں غیر کے لئے ہے نہ اپنے لئے اور غیر عارف خود اپنے لئے ہے نہ غیر کیلئے اور بندہ جسقدر اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرے گا اُس وقت در اُس کو اطمینان ہوگا اور جسقدر خلق کی طرف مائل کرے گا اُس وقت پریشان ہوگا۔ اور جو سب تجھے تفرقہ میں ڈالے وہ تجھے فنا کر دے گا اور بار ڈالے گا اور جو سب تیری جمعیت کا باعث ہو وہ تجھے جلائے گا اور پائدا بنائے گا۔ اور محبت (ارواحِ حقائق کا جسد اور اُنکے حضرات کا دروازہ ہے۔ اور عابدوں کے لوگوں سے ہماگنے کی وجہ یہ ہے کہ انکو اپنی ظاہری بشریت کے باعث موارو دنیا کی بدبو معلوم ہوئی اور عارفوں نے جو انکی طرف متوجہ کیا اُسکا سبب یہ ہے کہ انکو اپنی باتنی خصوصیت کے سبب سے ارواح کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور اللہ عزوجل کو اپنے ولی کے بارہ میں رشک آتا ہے کہ اُسکو اور کوئی پہچانے۔ اور جتنیک کہ اللہ تعالیٰ نہ پہچنوائے دلی پہچانا نہیں جاتا کیونکہ یہ اُسکے پاس ہوتا ہے اور اگر اُسکے پہچنوانے سے پیشتر پہچانا جاوے تو اُسکے لئے اللہ تعالیٰ سے حجاب ہو جائے گا۔ اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے

جاننے کے وہی طریقے ہیں۔ اولیاء کے لئے الہام اور فیاض کے لئے وحی۔
 اور نگاہوں کے اعتبار سے چار قسم کی آنکھیں ہیں۔ پہلی جنگی اور تیز نگاہ اور یہ نبیوں
 کی آنکھیں ہیں۔ پہلی جنگی اور ست نگاہ اور یہ ولیوں کی آنکھیں ہیں۔ ذات کے
 اعتبار سے موجود گر نگاہ میں محبوب اور یہ فاضل مومنون کی آنکھیں ہیں۔ اور اندھی
 اور کا ذوق نادانوں کی آنکھیں ہیں۔ اور جب سے آدمی قالب بشری میں گیر ہو گئے
 اور مظاہر حیات کے قید خانوں میں قید کئے گئے اُس وقت سے اُن کے
 پاس عالم غیبی کی کوئی سانس اور محل کونی کے انوار کی کوئی شعاع اور کوئی نیا علم
 حقیقی نہ آیا مگر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے اور پھر اُن کے پیروں یعنی ولیوں
 صدیقوں اور معرفت والے عالموں کے ذریعہ سے اور ان میں سے کسی کو
 اُس سے زیادہ علم نہیں ہوتا جتنا کہ اوائل حضرت میں نکو ملا ہے اس لئے ان کے
 پاس نئے اور تروتازہ علوم نہیں ہوتے مگر انہیں اعلیٰ درجہ کے قدسی مبعون سے
 نکلے ہوئے۔ اور جس نے عارف کو پہچانا عارف کو اُس سے مشقت ہی حاصل ہوئی
 کیونکہ اُسکی ساری تبدیلیوں میں عارف ہی کو اُسکا بوجہ اٹھانا پڑا اور جس نے عارف کو
 نہ پہچانا عارف کو اُس سے راحت نصیب ہوئی اور جس قدر عارف کی معرفت بڑھتی
 جائیگی اُس قدر اُسکی محتاجی و مفلسی زیادہ ہوتی جائیگی کیونکہ جس قدر معرفت
 بڑھے گی اُس قدر قرب بڑھے گا اور قرب سے نسب زائل ہو جاتا ہے کیونکہ وہی
 و حجاب بھی کے ساتھ نسب و اسباب باہے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں عارف
 کی مثال اُس شمع کی ہے جو خود چھپی ہوئی دیگر روشنی دیتی ہو۔ اور جس دن اہل باطل
 خسارہ میں ہوں گے اُس دن نبی یا نبی کے پیرو یا عاشق کے سوا کسی کو نجات نہ ملیگی

اور مثالیں مریدوں کے لئے ہیں اور حقائق عارفوں کے لئے اور عارف کی مثال
 اُس شخص کی ہے جو دریا کے پاس ہو کہ جہاں سے چاہے پانی نکال لے اور مرید کی
 مثال اُس شخص کی ہے جس کے پاس تھوڑا سا منجھ پانی ہو اور وہ اس انتظار میں ہو
 کہ وہ کچھ لے تو اُسے نوش جان کرے۔ اور جب تمہارا نفس قرآن کے سمجھنے کا
 قصد کرے تو یہ تمہارا عجیب حال ہے کیونکہ جو چیز تم میں موٹ ہے تمہارے موثر بننا
 چاہتے ہو۔ اور جب مومن ایک دن ایمان کے ساتھ رہا تو اُسے لاکھ سے زیادہ
 رستیاں پکڑیں جن میں سے کوئی بھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔ اور اگر شیطان انسان
 کو گناہ و عصیان کی طرف ہٹا کر لے گیا اور اُسے اصرار نہ کیا بلکہ رجوع و توبہ کی تو
 گویا اُسے کبھی شیطان کی زبانزداری ہی نہ کی تھی۔ اور جب تم نے کسی بندہ کو ایسی
 چیز کی طرف بلایا جس میں اُسکی ہوا سے نفس نہیں ہے تو جہانک تمہارے امکان
 میں ہو اُس سے بچو کیونکہ وہ اپنے نفس سے تمکو خوش سمجھے گا اور اپنے ایمان سے
 تمکو دوست رکھے گا۔ اور جب تم نے اپنا عمل درست کیا تو جنت نے تمہاری طرف
 رخ کیا اور جب تم نے اپنا دل درست کیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے احسان سے
 تمہارے جانب متوجہ ہوا۔ اور طبع بندہ کو ہزار بار پاکیزگی کے بدلے بھی ایک
 ہی غسل کافی ہے جس سے اُسکا نام زمین داخل ہونا جائز ہے اسی طرح جب بندہ
 غفلت سے ہزار گناہ کرے بعدہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کو یاد اور اُس سے آمرزش کی فریاد
 کرے تو یہ اُن گناہوں سے اُسکا پاک کر دے گا اور حضرت امین اُسکو داخل ہونے
 کے قابل بنا دے گا۔ اور جب تمکو دو بہترین باتیں حاصل ہو جائیں تو پہر کچھ پروا نہ کرو
 ایک اللہ پر ایمان اور دوسری بار بار اللہ کی طرف رجوع و میلان۔ اور اللہ اگر

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو اس دارِ ناپائیدار میں جیسا مانہ چاہتا تو وہ کسی کو اُس کے تانے کے لئے اُن پر مطلق نہ فرماتا۔ اور فراحِ حال میں حقائق کے ظاہر ہونے سے پیشتر کبھی سے بازارِ کھنے کے لئے جو ڈانٹ بتائی جائے اور جو فائدہ مند نصیحتیں کبھیائیں اُن کو سن لو کیونکہ حقائق میں پہلی چیز کتنا ہے دوسری خطاب تیسری عتاب چوتھی حجاب اور پانچویں عذاب ”جس دن تمہارے رب کی بعض نشانیاں اُنٹنگی اُس دن کئی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دیکھا“ اور تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تقصیر کے ساتھ ہی اُس کے غیر کی طرف وفادارِ خلوص کی نسبت کین بہتر ہے۔ اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے مجھے ایسی شے طلب کی جس سے اُس کی شہرت ہو تو اُس نے مجھے اپنا وصف اُنکا اس لئے وہ محرومی سے قریب تر ہے اور جس نے مجھے یہ اوصاف چاہا وہ کامیابی سے قریب تر ہے۔ اور جب تمہیں نفس کو خواہش سے روکا تو بس جنت ہی اُسکا ناہ ہے اور جب تم تقویٰ کے قدم سے اُس چیز کی طرف دوڑے جس میں نفس کی خواہش نہیں ہے تو بس وہ بارگاہِ ہی تمہارا اُسکا ناہ ہے۔ اور اگر تھے حجاب اُٹھ جائے تو کتبِ نظر آئے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے حقائق غیب کے دائروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں اسلئے وہ اپنی ذاتوں سے دامنِ ہین اور ظاہر کے دائروں کا حق پورا کرنے کیلئے عالم شہادت میں اُنکے رقائقِ ہین اور اولیاء کے حقائقِ عالم شہادت میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور عالم غیب میں اُنکے چکر گمانے والے رقائقِ ہین بس انبیاء اپنے حقائق سے حجاب کو طے کرتے ہیں اور اولیاء اپنے رقائق سے۔ اور پنجوں اپنے اختیار سے آزاد بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اُسی کی کُسنی جاتی ہے

اور تمہارے صلاح حال میں تمہارا اس المال وجود اقبال ہے۔ اور تعلیمی مقبول نازدہی ہے جو حقیقی پیروی سے ملی ہوئی ہے۔ اور اگر کوئی عارف باللہ مشرق میں حقیقت پر گفتگو کرے اور اللہ کا کوئی عاشق مغرب میں ہو تو اسکو بقدر اپنی قسمت و محبت کے اُس سے مزور حصہ ملے گا۔ اور ہر عمل کی جزا کا آئندہ وعدہ کیا گیا ہے مگر سمجھنا کہ اس کی جزا آئندہ کے علاوہ فوری بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ** ۵ (اور سمجھاتے رہو کہ سمجھانا ایمان والوں کو نافع و بخشش دہی) اور عارفوں کی معرفت اس سے کہیں اعلیٰ ہے کہ دار دنیا اُس کے تصور کی نگاہ ہو اور تیرا اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملنا کہ تیرا قلب مستنیر ہو اس سے بہتر ہے کہ تو اُس سے ملے اور تیرا عمل خیر ہو۔ اور جس کی زبان عجیبی (قاصر) ہے اور دل کی زبان عربی (کامل) ہے اسے جب تک جو جس کے قصور بیان سے کوئی مشکل پیش آئے تو اُسکو اپنے قلب کی عربیت سے حل کرو مگر راہ راست بلجائیں گی۔ اور قلوب ہمیشہ اپنی اصلی سادگی پر رہتے ہیں لیکن جب تذکرہ (سمجھانے) کے ذریعہ سے انکو حرکت و بجات ہے تو اگر سید ہے رہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر توجہ فرماتا ہے اور اگر ٹھہرے رہے تو اللہ تعالیٰ انکی کمی کو اور زیادہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَإِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيْكُمُ رَسَاذُ قَوْمِ إِيْمَانًا**

۵ بارہ ۲۴ - رکوع ۲ - یعنی سورہ ذاریات کی آیت ۵۵-۱۲
 عہہ گیارہویں بارہ کا پانچواں رکوع - یعنی سورہ قیامۃ کی ایک سو چوبیسویں اور ایک سو پچیسویں آیتیں -
 اور وہ دونوں یہ ہیں: - **وَإِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيْكُمُ رَسَاذُ قَوْمِ إِيْمَانًا**
 ایماناً ح فاما الذین امنوا فلد تم ایما نا و هم یستبشرون ○ واما الذین فی

(درون آیتوں کے اخیر تک) اور حق کا کنا اور سنا عبادت کے چاہے کوئی اسپر
 عمل کرے یا نہ کرے۔ اور خلق اللہ دنیائے سرور کا رکھنے پر عارف اس لئے مجبور
 ہوئے ہیں کہ جو ہمان ڈوبتے ہیں انکو نکالیں جو قید میں انکو چڑھائیں اور بہتر سے
 کمزوروں کے بار اٹھائیں۔ اور دنیائے توحید کی زبان گویا گویا ہے جو دنیا کے نسبت
 ونا بود ہو جانے کی کائنات کا نہیں لگتا ہے۔ اور چونکہ یہ امت اور امتوں سے خالق
 توحید میں زیادہ قوی ہے اس لئے اُن سے جسم میں کمزور اور عین کم ہے۔ اور
 جو اسرار کے خواص نبی آدم میں پہلے ہوئے ہیں اُن میں اعلیٰ کا کچھ بھی واسطہ
 نہیں ہے انکو توحید تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے اُن کے باطن میں پہنچا دیتا ہے اور اسرار
 کے سوا اور چیزیں عالم بالا ہی کے واسطہ سے افضل کی طرف آتی ہیں اور جب کسی
 موجود کو تم خطاب کرتے ہو یا وہ تمکو خطاب کرتا ہے تو حقیقت اصل یہ وہان نہیں
 ہوتی مگر حقائق کہ تم اُن سے عین ذات اصلی ہی کے ساتھ ملتے ہو۔ اور اگرچہ
 مرید کے قلب کو مرتب حقائق سے واسطہ پڑے تو سارے عالم میں اُسکی گنجائش
 نہ ہو۔ اور حقیقت جب اعلیٰ درجہ کی ہوگی تو نہ ظاہر ہوگی مگر ساری مخلوقات میں سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۸) قلوبہم مرض فزادتهم رجسا الى رجسهم وما توالہم
 کفر ون (۱۵)۔ ان دونوں کا ترجمہ یہ ہے۔ اور جو بت کوئی مسورت نازل کیجاتی ہے تو انہیں
 سے بعض لوگ پوچھنے لگتے ہیں کہ ہلکا اس مسورت نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھادیا
 سو جو ایمان رکھتے ہیں اسنے اُن کا ایمان تو بڑھایا اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے
 دلوں میں روگ ہی تو اسنے اُنکی خباثت پر ایک خباثت اور بڑھائی اور یہ لوگ کفر میں ہی حالت
 میں مر گئے۔ ۱۲

اعلیٰ و اشرف ہی پر جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چونکہ انوار میں جسے اعلیٰ تھا
اسلئے نہ ظاہر ہوا اگر بہترین و بزرگترین بشر پر صلی اللہ علیہ وسلم - اور باعتبار بولنے والے
کے سننے والے کے ذہن میں حقیقت زیادہ پھرتی ہے کیونکہ اُس میں کلام کر نیوالا
اُسکو صاف مشاہدہ کرتا ہے اسلئے اُسکے پاس حقیقت کے پھرنے کا زمانہ
کم ہوتا ہے اور سننے والا اُسکو شہادت سے انکار کرتا ہے اسلئے اُسکے پاس پھرنے
کا زمانہ طویل ہوتا ہے اور جب کوئی نور تمہارے لئے چمکے تو خیر و محبت کے ذریعہ
سے اُسکا اپنے ہمراہ رہنا چاہو کیونکہ تمہارا حصہ اُس سے تمکو حاصل ہو چکا ہے -
اور انوارِ فانیہ غیر محلِ بشریت سے صاف نظر آتے ہیں اسلئے اگر تم ان تک
پہنچنا چاہو تو بشریت کو اُسکی شرط نہ قرار دو اور جب تم کسی مرد خدا کا کلام کسی کتاب
میں دیکھو یا نقل کے ذریعہ سے سُنو تو اگر ناقل کو اُسکے شہود حقیقت کے ساتھ نسبت
نہیں ہے تو تمکو اُس کلام سے نفع نہیں ہوئے گا - اور جب دینیوی ہستی عارض
ہوئی تو حجاب آیا اور جب آخری ہستی عارض ہوئی تو تحیر ادھوا - اور ہوا کے نفوس و
دنیا کی ہوا حقیقت کے نور و آفتاب کو بجا نہیں سکتی کیونکہ یہ جو اہر دریا سے قلوب
کے قعر میں جا کر زمین میں نفیس دھوا کا غواص وہاں تک نہیں پہنچ سکتا - اور
اگر حقیقت عارف کو اُسکی ذات سے دور نہ کرتی تو ہی اُسکی تعبیر بہت کم ممکن تھی - اور جب
عارف اپنی چشمِ بصیرت سے دیکھتا ہے تو اُسکے آئینہ میں دنیا غائب ہو جاتی ہے
کیونکہ اُسکی بصیرت کا حلقہ دنیا سے زیادہ وسیع ہے - اور عالمِ دینیوی معنی انسانی
کے ظہور کا محل ہے اور موت کے بعد سے آخرِ مختصر تک نور ایمانی کے ظہور کا اور
وِجولِ جنت کی ابتدا سے سب سے زانی کے ظہور کا - اور حقیقت کے متعلق اللہ تعالیٰ

کا ایک علم ہے جسکو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو علم اس سے نیچے ہے اُس میں
 لوگوں کے درجے متفاوت ہیں۔ اور جو دل غافل ہیں وہ جب حقائق کو سمجھتے ہیں
 تو بھاگتے ہیں اور سماع معائن میں نہیں ٹھہرتا ہے مگر وہی دل جسکی حق تعالیٰ نرتی چاہتا
 ہے۔ اور دنیا میں کوئی دلی کہی اپنی حقیقت کے ساتھ نہیں ہوتا وہ اپنے علم کے ساتھ
 ظاہر ہوتا ہے نہ ذات کے ساتھ مگر جب قیامت کا دن آئے گا اللہ تعالیٰ اُنکو
 اُنکے حقائق و ایمان کے ساتھ ظاہر فرمائے گا۔ اور اے فرزندِ آدم تو نے کیا خوب
 انصاف کیا دنیا کی طرف بلانے والا جانے والی تسلی اور مٹنے والی چیز کے لئے
 ایک بات ایک دن کہہ دیتا ہے تو تو ہزار دن اُسکا کھانا ہے اور آخرت کی طرف
 بلانے والا رہنے والی صاف اور پاکیزہ چیز کے لئے ہزار دن تجھے کھانا ہے مگر تو
 ایک دن ہی اُسکا کھانا نہیں مانتا اے کاش آخرت میں آنے سے پہلے تو دونوں
 کو برابر ہی سمجھے۔ اور تعجب کی بات ہے کہ آدمی دنیا کے آفتاب کو دیکھتا ہے اور اُسکی
 روشنی سے منور ہوتا اور اُسکے اتروں سے نفع اُٹھاتا ہے اور اُسکے ستر وجود میں
 انوار کا آفتاب ہے مگر اپنی خاکِ ذات کی تاریکی کے باعث اُسکی حقیقت کے شہود
 سے غافل ہے۔ اور ہمارے اس دین کی فہم میں ظاہر علم اور باطن حقیقت
 پس اسکا ظاہر اصول و بقول سے ضبط کیا ہوا ہے اور اسکا باطن قلوب کے انوار سے
 پس جو شخص تمہارے پاس انہیں سے کوئی قسم لیکر آئے اُس سے اُسی قسم کا شاہد
 طلب کرو ظاہر والے سے ظاہر کا اور باطن والے سے باطن کا مگر جو شخص ظاہر
 کی کسی چیز و شخص معبر کی نقل کے بغیر ان لے گا وہ ٹھوکر کھائیگا اور جو شخص باطن کی
 کسی بات کو طلب کرے گا وہ ہون کے بغیر تسلیم کر لے گا وہ گمراہ ہوگا۔ اور بہت عمدہ وہ

نور ہے جو مرید کے قلب پر اترے اور دعویٰ کی تاریکی سے آلودہ نہ ہو۔ اور اللہ
 اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے والوں کا مقصود نہ علوم ہیں نہ احوال نہ مقامات نہ خصائص
 اور نہ اور کوئی شے انکا مقصد تو صرف یہ ہے کہ دین کا کلمہ جیسا ظاہر میں مجتمع ہے ویسا ہی
 محسوس باطن میں کر دیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ روحوں کے پائون میں جلدی بھاری پڑیاں نہ ڈالتا
 تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کی طرف اُڑ جاتیں۔ میں کہتا ہوں کہ دو بیڑیوں سے خراب
 امر فنی حرام ہو۔ اور یہ مارفون کدل کاتب ہیں مریدوں کے دل کتب فیہ اور غافلون کے دل
 نہ کاتب نہ کتب فیہ۔ اور حقائق جب تمہارے سامنے ظاہر ہو تو وہی علم ہو اور جب تم ظاہر ہو تو وہی علم
 اور عالم ربانی وجود میں قلب کے مانند ہے اور اسکا وجود بمنزلہ شکم کے ہے اور اللہ تعالیٰ
 نے کشتی نص کے شکم میں دو قلب نہیں رکھے ہیں، اور اگر اس عالم میں دو عارفون
 سے برابر برابر حقیقی ہو چکے تو حاصل کرنیوالوں کے دلوں میں شرک خفی کا وجود
 ضرور سرایت کر جائے فافہم میں کہتا ہوں کہ انکی مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ میں
 ایک ہی شخص کو نفس الامین مرتبہ ملتا ہے اور جو زمانہ ہوتے ہیں وہ اُسی کے معاون
 و مددگار ہوتے ہیں واللہ اعلم۔ اور کسی بندہ میں کوئی خصوصیت دو سانس نہ ٹھہری
 مگر وہ اسکی وجہ سے سرکش ہو ا پس اگر اللہ تعالیٰ اسکی بھلائی چاہتا ہے تو اسکو اُسکے
 اوصاف کے مشہور سے پاک و صاف کر لیتا ہے۔ اور جو مومن اپنے نفس سے
 بجاہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے اسلام پر لاکھ بار سے زیادہ مہر (صاد) کر دیتا ہے کیونکہ
 وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے بجاہد کی تلواروں سے باریا قتل ہوتا ہے۔ اور کسی عارف
 مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۝ (الکھسوف پاره کاسر پڑیاں

کے نفس قدم پر تھرا ایک قدم چلنا اُس ہزار فرسخ چلنے سے بہتر ہے جو حرص و ہوا کے ساتھ ہو۔ اور ظہر حکمت کو عالی خاندان مولین سمجھو جسکو اگر چہ بڑا بزرگ ملے تو اپنے میکہ کو واپس چلی جائے۔ اور دنیا میں مغفرت کا اعلیٰ مقام حقیقی کشائش کا پایا جانا ہے اور یہی فرمانِ ولایت ہے۔ اور عابد اپنی عمر بھر میں ایک مرتبہ اسلام لاتا ہے اور مرد اپنی زندگی بھر جانے لگتی مرتبہ مسلمان ہوتا ہے۔ اور ہر گز وہ کے تابعین اعتقاد و ایمان سے سیکھتے ہیں اور اس گروہ کے تابعین مشاہدہ و عیان سے۔ اور اُن کے قلب نہیں ہوتا جسکے ساتھ وہ جیسا ہو کیونکہ وہ اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے نہ قلب کے ساتھ اور بعض عارف کہا کرتے تھے کہ جسکے قلب نہیں ہے اُسی نے زندگی کی اور یہی مضمون کو اس طرح کسی نے شعر میں ادا کیا ہے ۵

مارفون کے دل بھی ہوتے ہیں کہیں!!

کتے میں دل کی حفاظت کی نہیں

آوردار و کاذب تک ٹھہرنا اُسکے اعلیٰ درجہ کا ہونے کی دلیل ہے۔ اور بندہ مومن یا عارف کے دل کے اندر جو کچھ پیچیدہ ہے اگر وہ ظاہر ہو جائے تو سارے موجودات جگمگا جائیں۔ اور لا بدی ہے کہ عارف جنت میں بیٹھیں اور لوگوں سے اس سے بالاتر بات یعنی جنت اور اُسکے معاملہ و آداب کی بیان کریں اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ نعمت و بخشش اُسکو ملتی ہے جسکے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی روزی دیتا ہے۔ اور اگر حقائق کی روح نبوت تو خلائق کی موت تھی۔ اور اگر تم کو اپنی وہ قدر معلوم ہوتی جو تمہارے باپ آدم سے پہلے تمہاری تھی تو تم کو مرنے و تم تک ندامت رہتی۔ اور ہرگز سمعہ و سرویت (یعنی سننا اور دیکھنا) پر قناعت نہ کرو بلکہ شہادت و سرایت (یعنی مشاہدہ کیا اور دیکھنا) پر۔

اور عارف ہزاروں برس تک باتیں کرے اور بہرہی اللہ تعالیٰ کے پاس سکو سکے کے
 وصف کے ساتھ ایسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو جسٹن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع
 کرے گا تو پوچھے گا کہ تم کو کیا جواب ملا تھا۔ وہ کہینگے کہ ہم کو یہ معلوم نہیں تو ہی پوشیدہ
 باتوں کو خوب جانتا ہے، اور عارف کو خواہی خواہی اپنے مرید کی تربیت کے لئے
 اپنی ہمت کی بلندی سے نیچے اترنا پڑتا ہے۔ اور مرد کامل دو درجہ دن یعنی ابوت
 و اموت کے ذریعہ سے تربیت کرتا ہے۔ اور اگر و احل انومان صبح ہوتے ہی
 خلافت کے معاملہ کی طرف متوجہ نہ ہو کیا رگ اللہ کا حکم ان پر پوچھے اور ان کو ہلاک
 کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی طمع میں رات بسر کرنی رکوع و سجود میں رات
 گزارنے سے تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جو شخص حضرت میں حاضر ہوا اسکا نام
 ہے نہ صفت اور اللہ تعالیٰ اہل جنت میں سے خواص کو ایسے خلعت پہنائے گا
 جنہیں کوئی رنگ نہ ہوگا۔ اور اگر جنت کا ایک درخت ہی اپنی حقیقت کے ساتھ جلوہ گر
 ہو تو اہل جنت اس کی طرف دیکھنے کی تاب نہ لاسکیں۔ اور آج تم موجود سے کہتے
 ہو کہ اپنا موجود کو مجھے بناؤ اور آخرت میں وہ تم سے کیسا کہ تم میرے موجود کو مجھے بناؤ۔ اور انہیں دنیا کی محبت الگ
 ہوا اسکا نام عابد زہد رکھا گیا اور جو شخص اپنے نفس اور اس کے عالم سے الگ ہوا وہ عارف کہلایا۔
 جس شخص نے اللہ کو پہچاننے سے پیشتر اللہ کے ماسوا کو پہچانا وہ محبوب ہوا اور جس نے
 خلق کو پہچاننے سے پہلے اللہ کو پہچانا وہ محبوب ہوا اور وہ عظموں کے افعال کو نہ دیکھو
 روز انکے اقوال کے فائدہ سے محروم رہو گے اور عارفوں کی ذات کو نہ دیکھو ورنہ انکے
 عہد کو جمع اللہ الرسل فیقول ما اذا احببتم ما لولا علم لکنا انما لک
 علام البیوب ۵ (ساتویں بارہ کا بیون رکوع)

اشارات کے سمجھنے سے قاصر رہو گے۔ اوقم اپنے خالق کو کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے کیونکر پہچان سکتے ہو جو کو اسی نے تمہارے اندر پیدا کیا ہے کیونکہ ہر ادراک کر لینے والا کو اُس چیز پر جبکہ وہ دریافت کرتا ہے غلبہ ہوتا ہے وہ حال آئندہ وہی غالب اپنے بندوں سے بالاتر ہے۔ اور جیسے یہ گمان کیا کہ حرف اُسکے حافظہ کے خزانہ میں جمع رہتے ہیں اُسکی عقل پر پردہ ہے۔ اور حقیقتہً عالم وصول کا اشتقاق ہے۔ اور کلام ربانی کے جاننے والے کے چاروں طرف لوگوں کی وہی قطع ہے جیسی حساب فصاحت کے اور گردان لوگوں کی جو صاف طرح سے باتیں کرنی ہی نہیں جانتے اس لئے اُنکے لئے دانست کی شرط نہیں ہے۔ اور باپ کی خدمت پر پیر کی خدمت مقدم ہے اسلئے کہ تمہارے باپ نے تمکو میلا لکھ دیا اور پیر نے تمکو صاف کیا اور تمہارا باپ تمکو نیچے لایا اور تمہارا پیر تمکو اوپر لے گیا اور تمہارے باپ نے تمکو مادرِ طین (پاؤں اوٹھی) میں ملا دیا اور تمہارے پیر نے تمکو اعلیٰ علیین تک پہنچا دیا۔ اور جو شخص دنیا میں آیا اور اُسے کوئی ایسا مرقعہ کامل نہ پایا جو اُسکی تربیت کرتا وہ دنیا سے آلودہ گیا۔ گو اُس نے تعلیم کے برابر عبادت کیوں نہ کی ہو اور اسکی وجہ کہ نماز میں بندہ کو دوسرے لاحق ہوتا ہے اور جب عارف کے سامنے اُسکے کلام کو مستند ہے تو نہیں لاحق ہوتا صرف یہی ہے کہ نمازی اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور عارف کے کلام سننے والے سے اسکا رب سرگوشی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بندوں پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اُنکے درمیان میں کسی عارف کو ظاہر کرے گو وہ اُسے نہ دیکھیں اور نہ پہچانیں۔ اور جب تو نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا تو کسی بڑائی کا گمان

عَدُوٌّ لِّكَ وَكَفُّوا عَنْكَ عِبَادَہٗ (ساتواں باب و اٹھواں رکوع)

نہ کر کیونکہ اسکی معرفت کے بعد بیان کوئی بڑائی نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عارفوں
 سے اُنکے بہت سے مقامات و کمالات کو پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ انہیں دعوے کا
 خیال نہ آئے۔ اور مرد عارف کو چاہئے کہ خود کشتی میں ہو اور اولیاء اس کے چاروں
 طرف پانی پر چلتے اور اُس سے تعلیم پاتے جاتے ہوں اور وہ اگر کشتی سے اتر کر
 انکی معیت میں آئے تو ڈوب جائے۔ اور جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے روکے وہی
 گناہ ہے۔ اور اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت وہ علم ہو گا جو اللہ تعالیٰ اُن کو
 دیاں عطا فرمائے گا۔ اور جب تو حضرت ”کلا این“ میں داخل ہو تو ”دین کلا این“
 کا انتظار کر۔ اور کامل وہ ہے جو اپنے باطن کو اپنے ظاہر سے ڈھانکے رہے۔
 اور جب صورتوں کا جائے گا تو مرید صادق کے گاہکین تو اسکو زمانہ سے سن رہا
 ہوں۔ اور اہل سعادت کے گناہ اوہام کے انند میں اور اہل شقاوت کے تحقیق۔
 اور عارف سے ایک لحظہ میں ادب کا ایک کلمہ سننا افرطاً ہر میں باپ اور معلم
 سے بیس برس تک سننے سے افضل ہے کیونکہ عارف تمہاری روح کا ادب آموز
 ہے اور دوسرے تمہارے نفس کے۔ اور جب عارف کی مجلس میں اغیار میں سے
 کوئی آجاتا ہے تو عارف سے کہا جاتا ہے کہ اسوقت تو اپنی فکر کے خزانہ سے
 خچ کر اور جو کچھ تیرے قلب کے خزانہ میں ہے اسکو ڈھانک دے اور جب تیری مجلس
 کے خاص لوگ آجائیں اور اُنکے ساتھ اُنکے دل بھی ہوں تو اس خزانہ کو کھولنا۔ اور
 جسے تمہارے جسم سے تکویر اب کیا اُسے تیرے ظلم کیا اور جسے تمہارے نفس
 سے تکویر اب کیا اُسے تیرے ظلم کیا اور جسے تمہاری عقل سے تکویر اب کیا اُسے تیرے
 ظلم کیا مگر جسے تمہارے قلب کی غراب تکویر اب کیا اُسے تمہارے ساتھ دوستی کی۔

دور علوم متین ہیں ایک تو مسلک کا علم ہے اسکا ظاہر کر دینا واجب ہے دوسرا کشف کا علم
 ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی غیر مباح ہی ہوتا ہے اور تیسرا باطن کا علم ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی
 جائز نہیں ہے۔ اور افعال خلق کی کیفیت کے گہر پر اور اسکی کمونات کی تدبیر کے اسرار
 پر اور اسباب کے باہمی لگاؤ پر مطلع ہونا اور ان میں جو حکم جاری ہوں انکی وجہ کو سمجھنا اور ان کا
 اور ان کے اوصاف اور انکی نسبتوں کا تحقیقی علم ہونا جنس بشر کے لئے مستعد ہے
 البتہ میں انکی نہیں کہتا جو اللہ تعالیٰ کے نور سے سوئدہ میں پس ہوشہ نفوس بشریہ
 ان چیزوں کے علم کے جو یا رہتے ہیں اور جب اس انداز سے کہ انکی طبیعتوں
 میں امور ظنیہ یا خیالیہ یا وہمیہ یا تجربیہ یا تقلیدیہ کی ترکیب سے یہ باتیں ان پر روشن
 ہوتی ہیں تو جھٹ سے وہ انکے علم کا ادعا کر بیٹھتے ہیں حال آنکہ وہ غلط ہوتا ہے
 اور کوئی بندہ کسی عمل کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا مگر اسکی نسبت
 بیکار اجاتا ہے کہ اس بندہ کا قلب کہاں ہے جو ان اسکا قلب ہو وہیں اس کا
 دیوان عمل قائم کرو۔ اور اہل دوزخ پر خبیث کی خرومی کے عذاب سے بڑھ کر اور کوئی
 عذاب نہ ہوگا۔ اور عارف جب اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے تو انسان کی جو چیز ہے
 پہلے اسکا جواب دیتی ہے وہ روح ہے پس اگر وہ عوارض سے بچی ہوئی ہے
 تو عارف کے ساتھ ہو لیتی ہے ورنہ واپس چلی آتی ہے اور اہل عصمت کے سوا باقی آدمیوں
 کی تشکیل بت جیسی ہیں اسلئے جو ان پر جھکا اُس نے انکو پوجا اور جس نے ان سے
 گمنہ پھیر لیا اُس نے اللہ تعالیٰ کو پایا۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام کے سایہ میں شتر آدمی
 سلسے اور افنون نے ربانی کلام سنا تو کیا محمدی سایہ میں سات لاکھ بلکہ اس سے
 بھی زائد نہ ہا سکیں گے حال آنکہ ان میں سے بعض لوہا موس ہی تھے اور ان میں سے

سب نے پہچانا ہے اور کیا ہی عزیز الوجود اس گروہ کی راہ ہے اور کیسے عزیز الوجود اسکے طالب ہیں اور کس قدر کیا اب اسکے پابینوا لے ہیں اور کتنے نایاب وہ ہیں جو اسکے پالینے کے بعد اس پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ اور جب مرید صادق عارف کی مجلس میں پہنچتا ہے تو چہودن سمتوں سے اُسکا کلام سنتا ہے۔ اور جو کچھ تیرے قلب کے لوح میں ہے وجود اُسکو ہمیشہ میٹتا رہتا ہے اور اُس میں لکھتا رہتا ہے۔ اور عارف کی مراد یہ ہوتی ہے کہ مرید عالم غیب میں نقل سے منسلک و صحت میں آئے گو مرید کو اسکی خبر نہ ہو۔ اور عارف خلق سے باتیں کرتے ہیں گروہ حق کے ذریعہ سے حق کے ساتھ ہوتے ہیں جیسا کہ ابوالقاسم جنید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے تیس سال ہو گئے مگر لوگوں کا گمان یہ ہے کہ میں اُنکے ساتھ کلام کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن اعمال میں وہ معروف ہوتے ہیں اُنکی وجہ سے کوئی مرید اُنکے حکم کے تحت میں داخل ہونے کی سکت نہیں رکھتا اور اگر وہ اپنے کمون میں سے کوئی لکھلُاس پر ڈال دین تو وہ سیہ کی طرح کچھل جائے۔ اور بندہ کا عمل تو لانا نہ جائیگا مگر جب تعلیمات کے انوار سے عاری ہوگا اور اگر انوار تعلیمات کا لباس اُسکو پہنایا جائے تو اُسکے عمل کی سہائی میزان میں نہوگی۔ اور بعض مردانِ خدا وہ ہیں جنکے لئے مقام کی صورت کھڑی کیجاتی ہے اور بعض مقام کو شہ پرہ کرتے ہیں اور بعض کو مقام کی لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور جو شخص اپنے نفس کے خزانہ سے تمکو کچھ دے اُس سے کچھ بھی نہ قبول کرو اور جو اپنی عقل کے خزانہ سے کچھ

عہ یعنی آگے پیچھے دائیں بائیں نیچے اوپر ۱۲

پیش کرے اُسکو اُس مقدار سے کہ اُسکی عقل کو نورِ حکمت سے لگاؤ ہو قبول یا ترک
 کروا درجہ اپنے قلب کے خزانہ سے تمکو کچھ عطا کرے اُسکو قبول کروا درجہ زیادتی کے
 طالب ہو اور اس میں سے ذرہ بھی واپس نہ کروا درجہ شخص اپنے غیب کے خزانہ سے
 تمکو کچھ بخشے تو وہ ایسا گنج گرانمایہ ہے جبہر لگ جان دیتے ہیں۔ اور دنیائی طرف
 بُلانے والا تمکو تمہاری خواہش و میلان کی چاٹ پُر بلاتا ہے اور آخرت کی طرف
 بُلانے والا تمکو وہاں بُلاتا ہے جہاں سے تم ہٹا گئے اور جبکہ تم ناپسند کرتے ہو اور
 حقیقت کی طرف بُلانیو والا تمکو وہاں بُلاتا ہے جہاں تم قناب ہو جاؤ گے اور تمہاری قوم
 باقی نہ رہے گی اس لئے نفس پہلے کی فوراً مرسن لیتے ہیں اور دوسری کی
 بدشواری سنتے ہیں اور تیسرے کی سننے سے رُکے رہتے ہیں مگر جب پوشیدہ
 عنایت ہوتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تیرے لئے تیرے بے زبان اعضا کو یا
 بے زبان موجودات کو گویا کر دے تو تجھے وہی باتیں کہیں جو عارف کہتا ہے۔
 اور الدین یہ نہیں چاہتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے لکھے ہوئے صحیفے لیکر جاؤں
 میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اُسکے پاس ایسے ول لیکر جاؤں جنکو میں اُسکی طرف
 کہینچنا اور اُسکے پاس کی نعمتوں پر مائل کرنا اور اُسکو اُنکا محبوب بنانا ہوں۔ اور
 حجاب سے بڑھ کر حجاب سے حجاب ہے۔ اور عارف اگر نعرہ مارے تو اُسکی آواز
 دینا میں نہ سناؤں۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ علم حقیقی تک نہ پہنچے مگر وہی موجود
 کے مشاہدہ سے اپنے قلب کو الگ کر لے۔ اور اگر کوئی موجود اپنے اُس وجود
 کے ساتھ جو حقیقت میں ہے ذکر کیا جائے تو انوارِ توحید اُسے جلا ہی ڈالیں اور
 اُسکا وجود ذرہ ذرہ ہوجائے گویا اُسکا وجود تھا ہی نہیں اور جو شخص غیب کی نسبت

ٹیک ٹیک کانٹے کی تول گھس کر کرے اُس سے کسی کو کپڑا اُخذ کرنا درست نہیں ہے مگر اُسی کو جو مردانِ خدایین سے قوت والے ہیں اور جو شخص تلو ب کی نسبت دیسا ہی کلام کرے اُس سے مردِ دُعا کو اُخذ کرنا اور سا لکون کو فائدہ اُٹھانا درست ہے۔ اور گویا حق تعالیٰ اپنے بندگانِ عارضین سے فرماتا ہے کہ میرے بندِ دُعا کو میری طرف سے میری محبت پہنچا دو اور اُنکو میری راہِ صاف کر کے بتا دو تو میں تمہارے لئے وہ حسات لکھوں گا جنکو تم نے اعمال سے حاصل کر سکتے ہو اور نہ اپنے عمدہ احوال سے۔ اور تمہارا یہ جو اُشیر ہی تمہاری چشمِ بصیرت کے لئے خس و خاشاک ہے پس اگر تمہاری بشریت کی آنکھ سے یہ خس و خاشاک دور ہو جائے تو اسے اپنی پانی اور اپنی چراگاہ دکھائی دینے لگے اور اپنی بہبودی در راہ راست کو دیکھنے لگے۔ اور ہر زمانہ کے لگ مختلف کمزوریوں سے محبت پیش کرتے ہیں اور انہیں سے سچے صاحبِ حق اور پوچھنے والے نہوڑے ہوتے ہیں۔ اور اس راستہ کی حقیقت یہ سب کہ تم غلغلہ اور بے نیل علی کے طالب رہو اور جہانِ تنہا گمان کیا کہ تم پوچھنے تو نہیں پوچھنے اور جہانِ تنہا گمان کیا کہ تم کامیاب ہو سکتے تو نہیں کامیاب ہو سکتے اور جہانِ تنہا گمان کیا کہ تم اپنے لئے کوئی حال حاصل کیا تو تمہارا کوئی حل نہیں ہے۔ اور مارت رات اور دن میں سہرتہ رنگ بدلتا ہے اور عابدِ جہوں ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مارت دائرہ تعریف کی طرف اور عابد دائرہ تکلیف کی طرف مائل ہے۔ اور کوشش کی نشانی یہ ہے کہ سب لوگ سوائے لفظِ آمین۔ اور جب مارت دنیا میں نعرہ مارتا ہے تو حقائق اُنکے لئے لافِ مین نعرہ داتے ہیں اور اگر وہ خاموشش میں تو اُنکے متعلق خاموش نہیں رہتے۔

اور جنس کی ہر ہستی اس مخلوق کے فیہون میں سے ایک نیک ہے۔ اور اس معاملہ
 (تصوف) کی ابتدا سننا اور تصدیق ہے۔ بعدہ سمجھنا اور تفریق ہے اور اسکے بعد
 شہرہ و تفریق ہے۔ اور یہ سیدی ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے اس قول پر کہ ”زہے
 نعیم اسکے جسے مجھے دیکھا یا جسے میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا جسے میرے دیکھنے والے
 کے دیکھنے والے کو دیکھا“ کہتے تھے کہ دیکھنے والے یقیناً قسم کے ہوا کرتے ہیں۔
 عجوبہ۔ تائد۔ اور وارث۔ پس چچوب دیکھنے والا ہے اسکا کجا اعتبار نہیں اور
 جو ناند دیکھنے والا ہے وہی ایمان مراد ہے اور جو وارث دیکھنے والا ہے وہ وہی
 کہہ سکتا ہے جو کہتے ہیں۔ اور ہر موجود تسبیح کرتا اور اپنی تسبیح میں کہتا ہے کہ میں اپنے
 خالق کو اس سے مبرا جانتا ہوں کہ میں اُسے اور اک کر سکوں۔ اور جب تمہارے لئے
 آسمان میں منادی کر دی گئی کہ آسمان والے کو چھان لین تو کو اسکی کیا پریا ہے کہ زمین
 میں منادی ہو جائے کہ کوک کو چھان لین اور جو شخص اسے ناواقف رہے گا وہ اپنا حصہ
 جو تھے اسکو ملنا کو بیگا پس اپنے آپ کو فرہو پہنچا بیگا تملو۔ اور اگر خاص عام کے ہر
 پر پڑے تو وہ جس جا بیگا ملا اس معرفت میں کہ اللہ جو جل کے حکم سے منزل واقع ہو۔
 اور جسے تصوف کی تشریح کی وہ معنی نہیں ہے اور جسے تصوف کو نظار میں رکھا وہ ہی
 معنی نہیں ہے تصوف تو بس یہ ہے کہ بندہ تصوف کے غائب ہو جائے۔ اور یہ اپنے
 مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ جو شخص مجھ کو اپنے حضور قلب کا مژدہ منائے اسکو اعظم
 تک پہنچ جائے کی خوشخبری سنو اور ان کا قول ہے کہ بعض کلام کے تحت میں
 ایک ہزار کہے ہیں اور بعض کے تحت بن ایک لاکھ اور بعض کے تحت میں دریا میں
 بکے فطرات کا، احاطہ نہیں ہو سکتا اور کئی بڑی غایات کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ اور ہر مومن کا

قلب اُسکے جسم کے لئے شب قدر ہے اور ہر سال کی شب قدر اُس سال کا قلب ہے۔ اور مرید دو قسم کے ہوتے ہیں ایک نوادہ کہ جو کچھ تعلیم کر لیا ہے اس کو پہنچتا ہے اُس کو قبل اسکے کہ وہ اُسکے قلب تک پہنچے اپنی عقل سے جانچ لیتا ہے اور دوسرے وہ جو اُس کو عقل سے نہیں جانچتا بلکہ بادی الہیہ سے قلب تک پہنچا دیتا ہے اور یہ نفع سے قریب تر ہے اور ہلکا آدھون میں ہے۔ اور نفس جیسا کہ لوگوں کے بیچ میں آتا ہے تو انکو اذکار کی زیادتی اور طاعتوں کے حاصل کرنے سے روکتا ہے اور جب عارفوں کے بیچ میں آتا ہے تو انکو شہادت لذیذہ اور اوپر کے درجوں پر ترقی کرنے سے مانع ہوتا ہے پس نفس دونوں گروہ کو چلنے سے روکتا ہے اور آغاز توحید میں نفس کو دھکیلی لگاؤ ڈال دی جاتی ہے تاکہ اپنے سارے دعوں سے باز آئے اور اعلیٰ ترین جام وہی ہے کہ جسکو ملے وہ اُسے تنہا نوش جان نہ کرے۔ یہاں تک میں نے انکے کلام انتخاب کیا ہے۔ خدا ان سے رہمی و خوشتر ہے۔

(۲۹۱) عارف باللہ تعالیٰ شیخ محمد بن عبد الجبار نضری رحمہ اللہ



پچوتھی صدی کے بزرگوں میں سے تھے لیکن ہم نے اتفاق سے انکا ذکر بیان کر دیا گو ہم نے اولیاء اللہ کے نوکرین ترتیب زمانی کا التزام نہیں کیا ہے۔ اس گروہ کے طریق کے متعلق انکا کلام بلند ہے یہ مواقف کے مصنف ہیں شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے ان سے نقل کی ہے۔ یہ سارے علوم میں امام ماہر تھے مواقف میں انکے جو کلام ہیں ان میں سے توڑے سے یہ ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ عارفوں کے دل کیونکر انگلیں نہوں وہ مجھ دیکھتے ہیں کہ
 میں جو عمل کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو برسے عمل سے کتا ہوں کہ تو وہ صورت بن جاؤں
 صورتیں تیار کرنے والا اگر ٹیکہ اور اچھے عمل سے کتا ہوں کہ تو وہ صورت بن جاؤں
 تیار کرنا لا کر ملے گا۔ اور عارفوں کے قلوب اور اک کی سطوتوں سے نکل کر علوم
 کی طرف جاتے ہیں اور یہی انکا کفر ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ انکو منع فرماتا ہے۔
 اور گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب عارف نے معرفت سے دل لگایا اور دعویٰ یہ کیا
 کہ اُس نے مجھ سے دل لگایا یا تو وہ جیسا خدا کے نہ پہچاننے سے بہاگا تھا ویسا ہی
 پہچاننے سے بہاگا۔ اور گویا حق تعالیٰ عارفوں کے قلوب سے فرماتا ہے کہ ساکت
 و صامت رہو تاکہ پہچانو اور اگر تم نے مجھ تک پہنچنے کا دعویٰ کیا تو تم اپنے دعویٰ
 کے باعث حجاب میں ہو اور جو وزن تمہاری مذمت کا ہو گا وہی وزن تمہاری معرفت
 کا ہو گا کیونکہ تمہاری آنکھیں میقانوں کو دیکھتی ہیں اور تمہارے دل اب کو دیکھتے ہیں
 پس اگر تم سے یہ نہ ہو سکے کہ اقدار کے پیچھے رہو تو افکار کے پیچھے تو رہو۔ اور جب طرح
 تم حکمت کا قصد کرو تو ان کے منہ سے حکمت سیکھتے ہو اسی طرح اُس سے غافل
 رہنے والوں کے منہ سے بھی سیکھو کیونکہ تم اللہ وحدہ کو غافلوں ہی کی حکمت میں
 پاؤ گے نہ کہ قصد کرو ان کی حکمت میں۔ اور معرفت کا حق یہ ہے کہ عرش و حاکمان
 عرش اور جو اسیر حاوی ہیں یعنی ہر ذی معرفت کو اپنے حقائق ایمان سے یہ کہتے ہو
 مشاہدہ کرو کہ اُسکی جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ یعنی عرش اپنے رب سے حجاب میں
 ہے پس اگر اُسکا حجاب اٹھا دیا جاوے تو چشم زدن میں یا اُس سے بھی کم میں سارا عالم
 جل جاوے۔ اور تم اپنے مقام کو نہ چھوڑو ہر چیز نازل ہوگی اور تمہارا مقام زمین سے

مگر اللہ تعالیٰ کی رویت پس جب تم اُسکی رویت پر نہ اومت کرو گے تو ابد کو بلا عبارت
دیکھو گے کیونکہ ابد میں کوئی عبارت ہی نہیں ہے اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف
میں سے ایک وصف ہے لیکن جب ابد نے تسبیح کی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکی تسبیح سے
راست اور دن کو پیدا کیا۔ اور جب تنہ کسی بہانی کو جن لیا تو جو کچھ اُسکا ظاہر ہوا سمین
تم اُسکے ساتھ رہو اور جو کچھ اُس نے چھپایا ہو اُس میں اُسکے ساتھ نہ رہو کیونکہ یہ تھے الگ
اُسکا ایک راز ہے پس اگر وہ اُسکی طرف اشارہ کرے تو تم بھی اشارہ کرو اور اگر اُسکو
صاف بیان کریں تو تم بھی صاف بیان کرو۔ اور گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا خاص اسم
اور میرے اسماء تیرے پاس میری امانت ہیں انکو نہ نکال در نہ میں تیرے قلب کے
نکل جاؤنگا اور جب میں تیرے قلب کے نکلا جاؤں گا تو وہ قلب میرے غیر کو پوچھے گا
اور پچانے کے بعد مجھے نہ پہچانے گا اور اقرار کے بعد مجھے نہ جانے گا اسلئے نہ میرا
نام بتاؤ نہ میرے نام کا معلوم بتاؤ نہ اُس سے باتیں کرو میرا نام جانتا ہے اور نہ یہ
کہہ کہ جو شخص میرے نام سے و اتفکے اُسکو تو نے دیکھا ہے اور اگر کوئی بیان
کرنے والا میرے نام کے بارہ میں تجھ سے کچھ بیان کرے تو اُسکی سن لے اور
اُس سے اپنی نہ کہہ۔ اور جس گناہ سے اللہ عزوجل غضب میں آتا ہے اُسکی عداوت
یہ ہے کہ اُسکے بعد گناہ کرنیوالے میں دنیا کی رغبت پیدا ہو اور جو دنیا کا راغب ہو ا
اُس نے اللہ عزوجل سے کافر ہونے کا دروازہ کھول لیا کیونکہ گناہ کفر کے فائدہ ہیں
اور جو شخص اُس دوازہ میں داخل ہوا اُس نے کفر میں سے اُس قدر لیا جس قدر وہ
داخل ہوا واللہ اعلم۔ اور میں نے مختصر المواقف میں انکے کلام میں سے
سب کچھ بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(۲۹۲) شیخ ابو الفتح واسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ممالک محروسہ مصر کے بلاد غریبہ کے شیخ المشائخ تھے۔ یہ سید احمد بن رفاعی کے ساتھ رہنے والوں میں سے تھے۔ مگر انہوں نے اٹکو شہر اسکندریہ کی طرف جانیکا حکم دیا اسلئے یہ وہاں گئے اور بے انتہا لوگوں نے ان سے طریقت حاصل کی جنہیں سے شیخ عبدالسلام قلیبی شیخ عبداللہ بلشاجی۔ شیخ برام دمیری۔ شیخ جامع الفضلین دنوثری شیخ علی لمبی۔ شیخ جمال الدین بخاری۔ شیخ عبدالوہاب و شیخ عبدالعزیز دیرینی اور اُنکے ایشال ہی ہیں اور یہ اس مصیبت میں مبتلا تھے کہ لوگ انکا انکار کرتے تھے۔ اور اسکندریہ میں لوگوں نے انکے خلاف میں مجالس منعقد کی اور انہوں نے دلیل سے اُنکو معقول کر دیا۔ اور مسجد جامع العطاء امین کا خطیب رہے زیادہ انکے خلاف تھا مگر ایک دن وہ منیر پرجا چکا تھا اور اُسکے سامنے اذان ہو رہی تھی کہ اُسے یاد آیا کہ میں ناظما ہوں اُسیوقت شیخ ابو الفتح نے اپنی آستین اُسکے سامنے بڑھا دی اور وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک گلی ہے جس میں وہ چلا گیا وہاں اُسے پانی اور لوٹا ملا۔ چنانچہ وہ نہا کر باہر آیا اور منبر پر بیٹھا بس جب شیخ نے اسطرح اُسکا پردہ رکھ لیا تو وہ معتقد ہو گیا اور انکے بزرگترین اصحاب میں سے ہوا۔ شیخ نے ۵۸۵ھ یا پچھوسوی ہجری کے قریب جامع ہستی آباد دیا اور اسکندریہ میں مدفون ہوئے جہاں ان کا مزار ظاہر ہے لوگ اُس کی زیارت کرتے ہیں۔

(۲۹۳) شیخ علی طبعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

شیخ ابو الفتح کے جنکا ترجمہ ابھی گذرا اصحاب میں سے تھے۔ پسید احمد
 بدوی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کا معول تھا
 کہ جب عبدالعالیؒ کو کسی کام کے لئے بھیجتے تو ان سے کہدیتے کہ جب تم
 جمنو در پہونجو تو اپنے جوتے اتار لینا وہ ان طبعی کے ڈیرے پڑے
 ہوئے ہیں۔ اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سماتر تھا جو ان کے بیان
 تعمیر کا کام کیا کرتا تھا اس کو علیؒ نے بلوایا اور زیادہ مزدوری دینے کی ترغیب
 دی۔ وہ میلج کو روانہ ہوا مگر جب وہ ان پہونچا تو اس کا ایک ہاتھ اکڑ کر گر پڑا۔
 علیؒ رضی اللہ عنہ نے اس کو اٹھالیا اور اپنا ٹھوک لگا کر اس کو چپکایا تو وہ
 جڑ گیا اور سید احمد رضی اللہ عنہ کو مذاق کے طور پر کہلا بھیجا کہ تم نور تے ہو اور ہم چور تے
 ہیں۔ ہر سال سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولود سے ایک جمعہ پیشتر ان کا مولود ہوا کرتا ہے
 جس میں بڑا جمع ہوتا ہے اور لوگوں کو کبوتر وغیرہ ہمت پرکھ ملتے ہیں۔

(۲۹۴) سیدی عبدالعزیز دیرینی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ عابد زاہد و پیشوا صاحب حالات فاخرہ و احوال شریفہ و کرامات مشہورہ
 تھے۔ ان کی بہت سی تصنیفیں تھیں فقہ کفایت تصوف وغیرہ میں ہیں

اور ان کی نظیمیں بہت اور تمام شایع ہیں۔ بہت سے علما بران کی صحبت میں رہ کر
فیضیاب ہوئے۔ اور یہ ملک مصر کے زراعتی علاقہ میں رہا کرتے تھے۔ اور تمام
احراف کے لوگ ان سے برکت حاصل کرنے کو آیا کرتے تھے۔ اور مصر سے
مشکل مشکل مسئلے انکے پاس بھیجے جاتے تھے اور یہ انکے عمدہ ترین جواب دیتے تھے۔
یہ علی یحییٰ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو بہت جایا کرتے تھے ایک دن علی یحییٰ نے
انکے لئے ایک چوزہ ذبح کیا جسکو انہوں نے تناول کیا اور علی رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ مجھے ضرور ہوا کہ آپ کے ساتھ اسکا بدلہ کروں انہوں نے کہا کہ اچھا ایک دن آپ ہی
میری دعوت کیجئے۔ چنانچہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک چوزہ ذبح کیا۔
جس سے ان کی بی بی بخیدہ ہوئیں۔ اور حسب وہ چوزہ پک کر آیا تو علی رضی اللہ عنہ
نے ”ہشش“ کہا اور وہ چوزہ اٹھ کر چلنے لگا۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخیدہ
نہو کوشور یا بی کافی ہے۔ اور عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے فقرہ کی ایک جماعت
نے کرامت طلب کی تو عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مر سیے پو!
کیا کوئی کرامت اس سے بڑھ کر ہو سکتی ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم اس قابل ہیں کہ زمین
میں دھسا دئے جائیں اس پر ہی اللہ تعالیٰ ہم کو زمین پر روکے ہوئے ہے
اور زمین دھسا تا۔ انہوں نے ۶۹۷ھ چہ سو ستانوے ہجری میں اس دارنایا بدار
سے سفر کیا اور انکی قبر دیرین میں ہمارے وقت تک نظر آ رہی ہے اور لوگ
اُس کی زیارت کرتے ہیں۔



(۲۹۵) شیخ عبدالسد بن ابی جمرہ اندلسی مزی رحمہ اللہ

امام پیشوا سے ربانی - مصر چلے آئے تھے۔ اور جامع المقسم کی سیدہ
میں انگلیکہ ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے پابند اور صاحبِ حالت اور
عبادت پر متقل تھے۔ اور اخلاص اور موت کے لئے آبادگی اور لوگوں سے ہٹا گئے
اور کنارہ رہنے میں بہت مشہور تھے۔ صرف جمعہ میں لوگوں کے نزدیک آتے
تھے۔ اور جب انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ بیداری
میں دیکھتا اور اُن سے دو بدو باتیں کرتا ہوں تو لوگ انکے منکر ہو گئے اور بعض آدمی
انکے خلاف میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اسلئے یہ خانہ نشین ہو گئے اور مرتے دم
تک باہر نہ نکلے۔ انہوں نے ۷۷۷ھ چہ سو پچتر ہجری میں قبر کو آرام گاہ بنایا۔
میں کہتا ہوں کہ ابن ابی جسرہ ایک اور ہیں جنکا نام حمد تھا۔ انہوں نے
کتاب مدونہ علی مذہب الامام کو حفظ کیا تھا اور ۷۹۹ھ یا ۸۰۰ھ
شانوے ہجری میں بمقام مرسیہ وفات پائی

(۲۹۶) شیخ عبدالسد بن محمد عرشی مرجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ امام پیشوا - واعظ - مفتی اور فقہ و تصوف میں بڑے سرکردہ لوگوں میں سے
تھے۔ مصر میں اکرا انہوں نے وعظ کیا اور شہر و ن میں ان کی شہرت ہوئی اور

تونس میں ۶۶۹ھ چہ سوانتر ہجری میں قضا کی - یہ امتحان میں مبتلا ہوئے اور
علماء نے ان کی تکفیر کا فتویٰ دیا مگر جب اسکا ان پر کچھ اثر نہ ہوا تو حیلہ کر کے ان کو
مروادالا۔

(۲۹۷) شیخ عبدالحق بن سبعین مرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دین کے قطب - بڑے بزرگوں میں سے تھے - پچپن سال کی عمر میں ۷۶۶ھ چہ
سرٹھ ہجری میں بمقام کمرشرفہ راہی ملک بقاء ہوئے۔

(۲۹۸) شیخ محمد قونوی صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن العربی رضی اللہ عنہ کے ساتھی - ان سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر
ایک جلد میں ہے اور دوسری تصنیفیں بھی ہیں - کچھ اوپر ساٹھ سال
کی عمر پائی اور ۷۸۶ھ چہ سوبتر ہجری میں قونیہ میں وفات پائی اور
یہ وصیت کی کہ ان کا تابوٹ اٹھ کر دمشق جاے اور شیخ محی الدین ابن العربی
کے پاس جو ان کے پیر تھے دفن کیا جاے مگر ایسا نہ ہوا - اور مرتے دم تک
لوگ ان کے منکر رہے۔

(۲۹۹) شیخ محمد عبدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فاسی بعبدہ مصری، مالکی مذہب اور ابن الحجاج مشہور تھے۔ یہ عالم نیکو کار اور لوگوں کے مقتدی تھے۔ اور ابو عبد اللہ بن ابی جمرہ کے جہکاذکر اور پرگذا اصحاب میں سے تھے۔ یہ کتاب المدخل فی الحوادث والبلدع کے مصنف ہیں۔ تقریباً انسی سال زندہ رہے اور ۳۷۷ھ میں فوت ہوئے

(۳۰۰) شیخ ابراہیم جعبری رضی اللہ عنہ

ابن معضا و ابن شداد۔ عابد زہاد صاحب احوال غریبہ و کشفات عجیبہ تھے۔ ان کے وعظ کی مجلس سامعین کو خوشوقت کرتی اور گنہگاروں کو کمینچر لاتی تھی۔ اپنی وفات سے پہلے اپنی موت کی خبر دے دی اور اپنی قبر کی جگہ بتادی تھی۔ اور کہا تھا کہ ”اے قبو تیرے پاس دُکھو آیا“ (یعنی دلیل قبر تیرے پاس دلیل بخت آیا) یہ جب چاہتے تھے تو اہل مجلس کو عین گریہ کی حالت میں ہنساتے اور عین خندہ کی حالت میں رولادیتے تھے۔ اور اہل مجلس کے بچ میں ٹل ٹل کر وعظ کتے تھے اور انکی ایک مرید تھی کہ جب یہ مصر میں وعظ کتے تھے تو وہ ہر زمین امسوان سے جو اتھائی صعیہ میں واقع ہے ٹٹ کرتی تھی۔ چنانچہ یہ ایک دن وعظ کر رہے تھے اور لوگ رورہے تھے کہ انہوں نے کلام موزون میں کہا کہ ”وہ دیرچہ میں بیٹھی ہے“

اور گنا گوندہ ہوا آٹا کھا رہا ہے۔ ہاں بے گنتے کھا اور مرے کر۔ آٹے کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔“ اسپر اس عورت نے جو مڑ کر دیکھا تو گنا آٹا کھا رہا ہے۔ لوگوں نے اس واقعہ کی تاریخ لکھ کر کہی اور وہاں سے اسکی تصدیق ہوئی۔ آٹکے اصحاب میں سے شیخ کمال الدین بن عبدالظاہر تھے جنکی قبر کی صید میں لوگ زیارت کرتے ہیں۔ اور وہ ایک دن وعظ کر رہے تھے اور لوگوں پر گریہ طاری تھا کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ ”شفع بفع یا اللہ یقع“ کہو۔ چنانچہ خبر کی کہ مذہب مالکی کا قاضی قلعہ مصر کے دروازہ مدسج سے اُترا آتا تھا کہ گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور خبر ملی کہ لوگوں نے اسلئے ایک مجلس منعقد کی تھی کہ ان کو وعظ کئے سے روکا جائے اور لوگوں نے کہا تھا کہ یہ قرآن و حدیث میں اعراب کی غلطیاں کرتے ہیں۔ مگر اوتینوں مذہب کے قاضیوں نے تامل کیا اور مالکی مذہب کے اُس قاضی نے ان کے روکنے کا فتویٰ دیا۔ آخر ان تینوں قاضیوں نے حاضر ہو کر شیخ کے پانون کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر ہم آپ کے بارہ میں کوئی فتویٰ دیتے تو ہم سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ اسپر شیخ نے کہا کہ ہم غلطیاں نہیں کرتے تمہاری سماعت ہی غلطی کرتی اور باطل و ناراست سنتی ہے۔ یہ سلطان مصر کو خط میں از جانب ابراہیم جمہیری بطرف سب زدبری، لکھا کرتے تھے اور سلطان کہتا تھا کہ لو میرا وہ نام کس نے بتلادیا جو میرے ملک میں میرا تھا و اللہ بیان آنے سے پہلے اپنی دیس میں میرا ہی نام تھا۔ اس بنا پر عالموں کے ایک مجلس منعقد کی اور شیخ کو سزا دینے کا فتویٰ دیا۔ شیخ نے ان علماء و وزیر سلطان کا پیشاب بند کر دیا اور ان لوگوں سے کوئی تدبیر نہ آئی۔ آخر سب نے اکر فسخ سے معافی چاہی۔ شیخ نے ان سے کہا کہ

میرے لوٹے سے استنجا کر چنانچہ ان سب کا عرج جاتا رہا۔ اور ایک نصرانی نے
 انکے اصحاب کی ایک جماعت کو تنگ کیا۔ شیخ نے اسکو کھلا سیچا لگا کر تھننے دو بارہ
 آنکھو ستایا تو میں اپنے اس قلم پر ضرور قطہ دو نکا۔ نصرانی نے اپنے دل میں کہا کہ انکے
 قلم دینے سے میرا کیا ہوگا۔ آخر ادھر انہوں نے قلم کو قلم دیا اور نصرانی کا سہر قلم
 ہو گیا۔ یہ ظالمون اور حاکمون کے حق میں دیکھتی ہوئی آگ اور بھلائی کے سخت
 آہرتے۔ انکی بہت سی نفلیں اور تقفی اور مسیح فرین اور صوفیانہ و شیطانی کلام میں مسئلہ
 چپہر ہوتا سی کے محرم میں فوت اور باب النصر کے باہر اپنے تنگی میں ہن
 ہوے۔ جہاں ان کی قبر ظاہر ہے اور لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں۔

بِالْحَمْدِ لِلَّهِ تَعَالٰی

خاتمہ اس دور کے حصہ کا ترجمہ بتاریخ اونیوسوین رجب الثانی ۱۳۲۲ھ مطابق
 ۱۴ جولائی ۱۹۰۴ء روز پنجشنبہ بہ مقام حیدر آباد دکن اختتام کو پہونچا۔
 اور بتاریخ ۲ جون ۱۹۱۱ء مطبع شمسی میں محمد بشیر الدین خان
 مالک و مسیجر مطبع کے اہتمام سے بغزائش حضرت مترجم شہر اکبر آباد میں
 علیہ طبع سے آراستہ ہوا

غلطنامہ لغت غلطی حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳	رحمۃ اللہ	رحمۃ اللہ	۳۰	۵	مین ۷	مین
۶	۱۰	ابتدا	ابتدا	۶	۶	مین کہا	مین کہا
۲	۷	وعدۃ وعید	وعدۃ وعید	۳۲	۲	پہلے	پہلے
۷	۱۳	دیوری	دیوری	۸	۸	آرزون	آرزون
۲	۱۰	اور ہے	ہے اور	۳۵	۱۳	عذلت	عذلت
۶	۱۶	علمون بن	علمون	۷	آخر	سوی	سوی
۷	۱	رحمۃ اللہ	رحمۃ اللہ	۳۶	۱۵	اسکو اسکے	اسکو
۸	فٹ نوٹ	سوسن	سوس	۳۷	۳	فالو	قالوا
۱۰	۱۰	ابتدا	ابتدا	۷	۱۵	یہی کہ	یہ
۱۱	۱	آدمی	آدمی	۷	آخر	گزر ہے	گزرے
۷	۱۳	روز شب	روز شب	۳۸	۱۵	بہر ہی	بہر ہی
۱۲	۱۷	عظمت ہے	عظمت ہے	۳۹	۲	مان	ان
۱۲	۱۳	الہ اللہ	الہ اللہ	۷	۳	اسکو	کہ اسکو
۱۵	۶	ستون بین	ستون بین	۴۲	۷	تین تین	تین تین
۱۷	۱۳	دونون	دونون	۴۴	۳	مقامات بین	مقامات بین
۲۰	فٹ نوٹ	پارہ	پارہ کا	۴۱	۵	بازون	بازون
۲۳	۱۰	تیس سو	تیس سو	۴۹	۱۲	حیات	حیات
۲۴	۳	ہمارے	تھارے	۷	آخر	اود	اسود
۲۸	۱۲	خلاف	خلاف	۵۱	فٹ نوٹ	پہلا	پہلا
۲۹	۵	تجلی	تجلی	۵۵	۷	اوتما	اوتما ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	آخر	سہل	سہل	۹۷	۱۷	تیری	تیری
۵۷	اول	امام تھے	امام تھے	۱۰۰	۱۱	کے اٹھنا	کیلے اٹھنا
۵۷	آخر	وہ	وہ	۱۰۲	آخر سے دوسرے	موت دے	موت دی
۵۹	۴	کر	کر	۱۰۳	۱۲	کے ارادہ	کی ارادہ
۶۳	۶	کئے	کئے	۱۰۴	۱	تغیر	تغیر
۶۵	۱۴	ہجری	ہجری	۸	۸	مہا	منہا
۶۵	۱۲	م	م	۱۰۵	۴	سالت	سالت
۶۶	فٹ نوٹ	سورہ عرف	سورہ عرف	۱۰۷	۱۰	تب	تب
۶۸	۶	باطنی	باطنی	۱۰۸	۶	فیضک	فیضک
۷۴	۷	اسکی	اسکو	۱۱۰	۹	دیکھا	دیکھا ہے
۷۷	اول	اقدار	اقدار	۱۱۳	۱۱	خیر سے	خیر سے
۷۸	۱۳	امک	امک	۱۱۵	۹	خلوس	خلوس
۸۰	۱۵	جادوگر	جادوگر	۱۱۶	۹	مراقبہ	مراقبہ
۸۰	۲	رہنا	رہنا	۱۱۹	۶	پس	پس
۸۱	۱۲	اخلاق	اخلاق	۸۷	۹	عیب	عیب
۸۳	۱۵	تھوڑی بلین	تھوڑی بلین	۱۲۳	آخر	دیتا ہے	دیتا ہے
۸۷	۱۲	چسکارہ	چسکارہ	۱۲۵	فٹ نوٹ	قنسرین	قنسرین
۹۲	فٹ نوٹ	اشعار	اشعار	۱۲۸	آخر	ہدایت	ہدایت
۹۶	۹	منیت	منیت	۱۳۳	۶	ضاجی	ضاجی
۹۷	۳۳	خیزون	خیزون	۱۳۴	۱	رہگڑے	رہگڑے
۹۷	۵	ادکبار	ادکبار				
۹۷	۱۴	نہ کبھی	نہ کبھی				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۵	آخر	ماخوذ	ماخوذ	۱۵۷	۲	الجمیع	الجمیع
۱۳۷	نوٹ نوٹ کی	کسی	کبھی	۱۵۸	۵	لمبی	لمبی
۱۳۸	پہلی سطر	انور	انوار	۱۶۰	نوٹ نوٹ	حول قوت سے	حول قوت سے
۱۳۸	۶	انضام	انضاق	۱۶۱	۴	ورد	برہی
۱۳۸	۹	ہی	کی	۱۶۵	۲	جو	۲
۱۳۸	۱۰	پہننے کی	پہننے کے	۱۷۱	۲	باعت	کے باعث
۱۳۸	۱۱	بارش	یا اس	۱۷۱	۲	گشتگی	گشتگی
۱۳۸	۱۳	دہین یہ	دہین	۱۷۱	۱۳	ہوا ملتی	ہوا ملتی
۱۳۹	۱	عالموں کے	عالموں	۱۷۱	۳	عقل کی	عقل کی
۱۳۹	۵	جیسا	جیسے	۱۷۱	۳	استدراج کی	استدراج کی
۱۳۹	۹	اعلم	علم	۱۷۱	۳	بہشت اور عذاب کی	بہشت اور عذاب کی
۱۳۹	آخر	صحیح	صحیح	۱۷۱	آخر	استمال	استمال
۱۴۰	۴	خفوط	خفوط	۱۷۱	۷	سوا طبع	سوا طبع
۱۴۱	۱۶	اٹھائے	اٹھائے	۱۷۱	۳	مستقیم	مستقیم
۱۴۲	۱۰	جتنی	جتنی	۱۷۱	۹	ڈرا رہے	ڈرا رہے
۱۴۴	۹	ہنیں	تھیں	۱۷۱	۱۰	حسینہ	حسینہ
۱۴۸	۷	سیندر	سیندر	۱۷۱	۲	زرق	زرق
۱۴۹	۳	ڈنا کے	ڈنا کے	۱۷۱	۱۶	فضول اور	فضول اور
۱۵۳	۴	الہ تعالیٰ کو	الہ تعالیٰ کو	۱۷۱	۱۴	دو	دو
۱۵۵	۷	قطبیت	قطبیت	۱۷۱	۱۳	سہر و خونہ	سہر و خونہ
۱۵۵	۱۱	ربو انوار	ربو انوار	۱۷۱	۱۶	آئین	آئین
۱۵۶	۱۲	ہوتا ہے	ہوتا ہے	۱۷۱	۱۳	روایت	روایت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۴	۱۵	ترین	ترین	۵	۶	نامضہ	نامضہ
۲۰۶	۳	لوگوں کو	لوگوں کا	۱۱	۱۱	سنت	سنت
۲۰۹	۷	بُن منہ	بُن موئے	۱۷	۱۷	قربت	قریب
۲۱۰	۹	نوجو نون	نوجوانوں	۲۳۶	۱۰	چاہے	چاہتے ہو
۲۱۱	۷	واسطہ	واسطہ	۲۳۹	۱۸	چھوٹا	چھوٹا
۲۱۴	۱۶	عدوت	عداوت	۲۴۰	۱۵	اطلاات	اطاعت
۲۱۷	۱۴	جاہتی	جاہتہا ہے	۲۴۳	۹	بین بین	بین بین
۲۲۰	۹	برکاتہ	برکاتہ	۲۴۴	۱۲	انہیں	انہیں
۲۲۲	۵	بات سے	بات سے	۲۴۶	۸	سوا میں	سوا میں
۲۲۳	۱	اقتدار	اقتدار	۲۵۴	۱۸	دریا	دریا
۲۲۵	۳	ہدایت	ہدایت	۲۵۶	۶	وردغباتی	وردغباتی
۲۲۶	۲	نہ کرنے	نہ آنے	۲۵۷	۱۶	ارقوم	ارقوم
۲۲۸	۷	عین	عین	۲۵۹	۱۸	میں تھی ہے	میں تھی ہے
۲۳۰	۷	خطو	خطو	۲۶۰	آخر	کھانا	کھانا
۲۳۱	۸	دسبع	دسبع	۲۶۷	۸	بلا	بلا
۲۳۲	آخر	لون	لون	۲۶۷	۱۳	کرتے	کرتے
۱۳۵	۱	الوق	الوق	۲۶۸	۱۸	باریک ٹٹے	باریک ٹٹے
				۲۶۸	۲	تہ بند	تہ بند
				۲۶۹	۱۷	اعتبار کرنے	اعتبار کرنے
				۲۷۱	۱۲	یہی ہے	یہی ہے
				۲۷۱	۱۸	ہوئی	ہوئی
				۲۷۴	۲	نہ کرد	نہ کرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۹	دشمن تو	*	۲۹۹	۶	شاہد من	شاہدین
۲۷۸	۱۶	مرے اول	میرے دلی	۳۰۰	۴	کہاے	کہا ہے
۳۸۱	۱۲	رد خون	رد خون	"	۱۲	محلی لدین	محلی لدین
۳۸۲	۷	برس تھا	برس کا	۳۰۲	۲	عیوان	عیون
۳۸۳	~	۱۸۴	۲۸۴	"	۱۶	جلار	جلار
"	۹	معارضہ	معارضہ	۳۰۳	۱۸	اسمین سے	اسمین ہی
"	نوٹ نہ لٹ	جیسا عورت	جیسا کہ عورت	"	"	ہی لائے	ہی ایمان لگے
۲۸۶	۱۳	نہ چڑھا	چڑھا	"	آخر	اسی شائر	اسکو شائر
۲۸۷	۱۱	کھڑے ہے	ٹھہرے رہے	۳۰۴	۵	اجرو	اجرو
"	۱۵	جسکا	جسکا	"	۱۸	قلب بے	قلب کے
۲۸۸	۱۱	تسے	سے	۳۰۵	۱	اغراض	اغراض
۲۸۹	۶	مناروں کی	مناروں کی	۳۰۹	۶	بہترین	بہترین
۲۹۰	۹	انھوں نے کہ	انھوں نے کہا کہ	۳۱۰	۱۳	چاہتا ہو	چاہو
"	۱۷	جھاڑنے	جھاڑ دینے	۳۱۱	۱۷	دشمنی	دشمنی
۲۹۱	۹	کردینے سے	کردیتے تھے	۳۱۲	۶	کرنا	کرنا
"	آخر	تربیت	تربیت	۳۱۳	۱۲	غلبیہ	غلبیہ
"	"	آٹیلے	سیلے	۳۱۴	۵	گیون	گیون
۲۹۴	۱	رمدوں	زندوں	"	۶	کوئی	کوئی
"	۷	ہوا اور	ہوا اور	"	۱۳	جانتے ہیں	جانتے ہیں
"	"	ضروری ہے	ضروری ہے	۳۱۵	۱۳	کنیہ	کنیہ
"	۸ ۹	کہا کہ لو	کہا کہ لو	"	۱۴	دوسرے	دوسرے
"	۱۰	شناوری	شناوری	"	۱۵	اللہ	اللہ
۲۹۵	۱	اس	مصرین	"	۱۵	دوسرے	دوسرے
۲۹۶	۸ ۹	اور جو	جو	۳۱۶	۱	اللہ	اللہ
۲۹۷	۸	شناوری	شناوری				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۶	۲	اللہ	الا للہ	۳۴۵	۱۹	پیر ہو	پیر ہو
"	"	"	"	"	۵	تم	تم
"	۵	ہاگتے ہیں	ہاگتے ہیں	۳۲۷	۱۴	گرنے	گرنے
"	۷	بھگے	بھگے	۳۲۸	۱۴	ٹھیرے	ٹھیرے
"	۹	آباد کرتا	آباد کرتا	نوٹ نوٹ			
"	۱۲	انکر	انکو	سطر ۴			
"	۱۳	لو تھراک	لو تھراک	۳۳۱	۷	تیلی	تیلی
۳۱۸	۵	یہ	یہ	۳۳۹	۱۶	موجودات	موجودات
"	۱۸	ہو جانے	ہو جانے	۳۴۱	۱۹	قطرات	قطرات
"	"	بندہ	بندہ	۳۴۲	۶	طاعنون	طاعنون
۳۲۰	۱۲	جمع مرنے	جمع ہونے	"	۱۲	الحبار	الحبار
۳۲۱	۸	توقیر دوا	توقیر دوا	۲۴۳	۷	یایا	یایا
"	۱۰	یہ تکلف	یہ تکلف	۳۴۵	۲	غریبہ	غریبہ
"	۱۲	باہر نہیں	باہر ہیں	"	۱۰	منیر	منیر
۳۲۲	۱۷	اصول	اصل	"	۱۱	ناظاہر	ناظاہر
۳۲۳	۸	لوگوں پر رحم	لوگوں پر رحم	۳۴۶	۳	بروی	بروی
"		کرین اور	کرین اور	۳۴۷	۹	چوزہ	چوزہ
۳۲۴	۱۵	باتنی	باطنی	۳۴۸	۲	سیدیہ	سیدیہ
۳۲۵	۵	اور کافرون	اور یہ کافرون				
"	۷	غالم	غالم				
"	۱۶	دور ہی	دوری				
"	۱۷	دیگر	ہو مگر				

اس کتاب سے پہلے بطور حدیسی اور لغوی اصطلاح کی حدیث گوارا نہ تھی۔

التماس - اس حصہ میں صاحب مطبع کی غیر معمولی ہرمانی سے اس قدر غلطیاں ہیں کہ مجھ کے شائع کرنے میں سخت ہنس رہا لیکن کیا کرنا روپیہ پیشی دیکر پچس چکا تھا۔ ناظرین سے توقع ہے کہ مطبع غور کر کے کھاکر زرداد و دروغ فریدین کی معیبت میں

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

[illegible]

